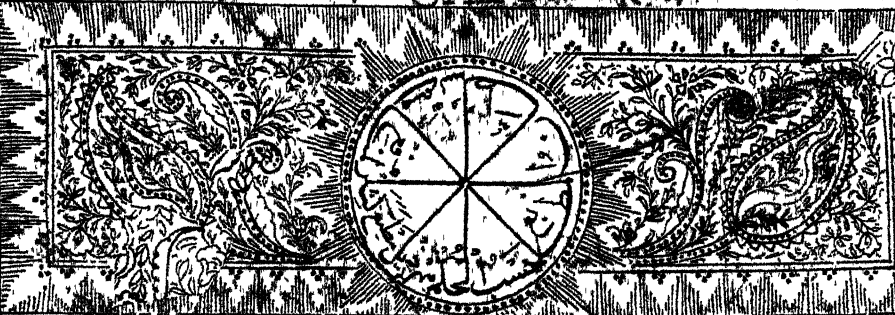


بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ خاقان ابن خاقان المختص بآية



CHECKED 1905



شروع فتویٰ بحر الفت تصدیق بمبارک حضرت الامام ناصر الدین محمد بن ابی طالب
مقتضی مان سلطان اعظم محمد و علی شاه و دودہ غازی علی الدائم سلطنته فاعلی العالمین و ابی طالب

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بسم الله الرحمن الرحيم

ای قلم خداوس خدا کی کر	جس نے پیدائی ہیں سوس
ہر کو اکب کی اوستی ترین	روشنی بخشنا و پروین ہے
سر کی پہل پہل کہ جاوہری	سج گئی جاوہری کی ہی
شام تاریک و روشنی سحر	وال صانع کی بین قدرت
صانع و ذوالجلال و قادری	اپنی قدر تسی آپ ماہری
آپ مدہی اپنا خود خود	بندی بدین اور وہ مہود
وہ جس کی ہو کی تبت	اور ہر نوحیات کو ہی مات

یافتاح

خاکسی کی بشر کی شکل عیان

یہ جو ہر وہ ہزار ہی عالم

خوانِ نعمات ہی کشاد او کا

لطف بند و پیہ او کا کھین

کون محروم او کی درسی پھرا

نہ ہا خالی سائل در گاہ

بائعِ خست ہستی کا پہل

پھر کیا او سکوزیر خاک نہان

بہر رہا ہی ہر ایک او کا دم

نام ہی رازقِ العباد او کا

رازقِ کافر و مسلمان ہے

کون محروم او سن نظری پھرا

رو پیدا سین ہو کہ نجس یا

ہر ستر او کی دشمنی کا پہل

خاک سی پیرا و ٹہاسی گا ایک دن
 نامراد اوسی بامراد اوسی
 عشق میں تری اوسکی کو کوزن
 موم دل ہو کی دیکھ ڈھلتی ہی
 ساری عالم کا دستگیر ہی وہ
 ماہ سی لکھی تاجا ہی ارض
 اوسکی قدر کا ایسا رنگ کہوں
 کوئی معشوق کوئی عاشق ہی
 اکی خدا بنو نظم و نثر جهان
 رہنق کار حسن و عشق ہی تو
 خالق حیلہ کا نہایت ہی تو
 ہی تو ہی نہ ہو وجود و عدم
 تو ہی درمان درد مند ہی

خاک کو پیر جلائی گا ایک دن
 دشمن دوست دو نسا و اوسی
 یاد میں عنایت کو شیون
 شمع لو میں اوسی کی جلتی ہے
 خالق کل شی و تدبیر ہی وہ
 اوسکی الفت ہی سبکی دل میں
 جس سی طاؤس ہو وین بوقلمون
 جو کوئی ہی اوسیکا شائق ہی
 جلوہ آرا می و فراق کان
 جنس باز احسن عشق ہی تو
 صانع نقش ممکنات ہی تو
 ہی تو ہی مصدر حدوث و قدم
 تو ہی مقصود مستندان ہی

دست گیر شکستہ پاہی تو
 تو ہی معمار کعبہ دل ہی
 تو ہی محبوب خلق و جانِ جهان
 س تو ہی لائقِ خدائی ہی
 نیز فیضِ نبوت کی کون قابل ہی
 محض وہ مہ مینِ ظہور ہی تیرا
 تو وہ یکتا ہی جو تیرا ہوتا
 ای بہارِ گلِ ریاضِ مراد
 کوئی دل مین تیری یاد نہیں
 دیر و کعبہ مین جا بجا تو ہی
 کعبہ دل ہی جلوہ گاہ تیری
 شمع کی دل مین سوز تیرا ہی
 گو بظاہر عیان نہ

تو شہِ راہِ سیبِ نواہی تو
 تو ہی سکینِ جانِ بے لہجہ
 تیری عاشقِ مہن شاہِ انِ جہان
 تو ہی نمایانِ کبیرِ یابی ہی
 آپ ہی اپنا تو مستابل ہی
 وری و زمینِ نور ہی تیرا
 نہوای نہ ہی نہ ہوئی گا
 چمنِ آراہی گلشنِ ایجاد
 کون ہی جسکی تو مراد نہیں
 کبر و مومن کا مدعا تو ہی
 چشمِ انسان ہی شاہِ راہِ تیر
 جانِ پروانہ تیری شہادت
 و کسی تو کہاں نہیں ہے تو

ی ضیا بخش چشم کو ز مگر
ن جو تو چاہی ای کریم عباد

لم سی تیری دم میں ای معبود
رہ خورشید کی مقابل ہو

نفل پیدا سدا ہو بے مادر

بہی ممکن ہو یہ جو ناممکن

گو نہیں تیری عادت انی اور

ربط ضدین میں کمال رہی

وڑی وڑی میں مہر و ماہ سہای

ایک جلوہ ہی لاکھ صورت میں

قصہ افلاک کی جو ترکیبیں کیے

یہ شریف دیا تو فی

ایا ہمار بھی تو عقل اور فرہنگ

آنکھ ایسی کہاں سی لابی شہر

دیکھ لی تجھ کو گورِ مادر زاد

ہست ہو پود پود ہو نابو

اختر ایک ایک ماہ کا

سنگ میں نخل لائی

و م کی بھی دیر ہو یہ کیا ممکن

حفظ قدرت کو ہو جو نہ مٹ

آب آتش میں اتصال رہی

ایک قطرہ میں ہفت قلم آی

وحدت اپنی دکھائی کثرت میں

روشنی چراغِ پروین کیے

وڑہ پرور اوسی کیا تو نے

ی گنہ میں ننگ

مین کیا تیری یک انسان مین مرغ و ماهی تلک شنا خان مین

میرزا محمد تقی میرزا محمد تقی میرزا محمد تقی میرزا محمد تقی

باوہ عشق احمدی بھر کر

چاہتا ہوں کہ ہو وہ چند سرو

گلشن نعت مین ہو نغمہ طراز

بندی کیا رب کہی گاصل علی

پڑہ رہی ہی بان خامہ و رو

آپ کو ترپٹی و نو لائین

مدحت لاجواب لکھتا ہوں

وصف شاہنشاہ ہی لکھتا

شرف انبیاء محمدیہ

ماحی کفر و بدعت و بیدار

دُرِ یکتای قدیم اعجاز

محبی کوئی ساغر

ہوں چکنا چور

زا پر دواز

اب ارادہ ہی نعت احمد کا

سنگی نام حبیب رب و دو

قدسیونسی کہو کہ جلد آئین

نعت پاک جناب لکھتا ہوں

اسی قلم نعت مصطفیٰ لکھتا

زیب ارض و سما محمدیہ

باعث نقش عالم ایجاب

حامی عاجزان غریب

شمع راه یقین ابو القاسم

شمع دودۀ بنی هاشم

بیتش سر کبریا می بیند تا اخیل تو خستد و یمن خلد

شافع عاصیان میانِ نشور

روشنی بخش غلّت

ماه برج و قار و مهر شرف

ناخ دین ابدا —

مونس یکس و انیس غریب

شکر کسی دور تر حدی قریب

سرور آدم و بنی آدم

آب و رنگ مرقع عالم

مخرن مهر و منبع اشفاق

معادن حلم و مجمع اخلاق

غلّ حق با دی سبیل نجات

قاسم خلد و صاحب درجا

عکسار یتیم و مظلومان

مهربان و شفیق معنومان

خاتم المرسلین شه لولاک

نورانی محله ادرک

ماشق کبریا و کلان جهان

کعبه دین و قبله ایسان

نور حق بحر جود ابر کرم

نویهار حد یقه عالم

دست پرور و دهسکای اعجاز

ش فرشت باد و باران

کیون فلک دُن و کونسا ہوگا	کبتک بخت بدرسا ہوگا
ہم ہی دیکھین کی موت لہو پر	بوسہ کہ ہو ہی گادِ سرور
دلِ یارت کا ہی بہت مشتاق	اب نہیں مجکو تابِ ضبطِ فراق
شوقِ دیدار سی خدا ہی علیم	تیغِ نرقت سی جانِ دل ہینِ و نیم
ہی یہی حسرتِ دلِ غمناک	کہ غبارِ مدینہ ہو میری خاک
گر درہ طوطیا ہی چشمِ کرون	نہ دیدوارِ قبرِ پاکِ مرون
ای گلِ خلدای رسولِ زمیں	جہی یہ گوسش و ہوا ہی سخن
کہ ملک بعدِ مرگ بی تاخیر	قبرِ مین لاتی ہین تیری تصویر
دلکشاں سے قہرِ نہیں قہرِ نہیں	دلکشاں سے قہرِ نہیں قہرِ نہیں
مجکو سو ہاں جان ہی تارِ نفس	جلیم ہی بھرِ مرغِ روحِ قفس
کسی کو ٹنہ و لگو کل ہی چین	آرزو یہ ہی ای شہِ گوئین
کہ کہین جلد موت آجائی	تا سببِ آپ کی نظر آئی
ازرہ لطفِ یارِ رسولِ اللہ	اپنی خادم پہ مھر کی ہو نگاہ

معصیت کار و ستِ عفتِ ہون

مہربان تو ہی اپنی امت پر

بی تمہاری میرا نہیں گوئی

رحمتِ حق سی بی نصیب نہیں

بی تیری کون ہی میرا یادور

قطر اپنی کرم پہ نہر مانا

کیجی گامیری شفاعت آپ

بخش دنیا بہ پاسِ روحِ نبی

گو نہیں لائقِ شفاعت ہوں

نازی پر تیری عنایت پر

مجھی کیس سوا نہیں گوئی

عاجز و بکیسِ غریب ہو نہیں

حشر کی محکمی میں اسی سرور

بہرہ سیدہ کارہی نہ شذر مانا

آئی گا پئی محابست آپ

تو ہی اسی خالقِ جفی و سبیلے

تسبیحِ خدایہ امید المومنین زادِ امانت و سلامت

الحمد للہ علیہ السلام

ہوں میں مستِ شرابِ خمِ غدیر

تو لکھوں مرجِ ساقی کوثر

عینِ ایمان ہی لایِ سبیلے

ساقیِ رشکِ آفتابِ منیر

پاؤنِ مگر جامِ باوۃِ اظہر

فرضِ مومن پہ ہی ثنائی سبیلے

گو میر جبر برتری ہی علیؑ
 دل و جان حبیب ہی علیؑ
 قوت بازوی بنی ہی علیؑ
 عاشق حق پناہ دین بنی
 ہادی و رہنمای عالم ہے
 قاضی مسند شریعت پاک
 خضر وادی ہدایت ہی
 صاحب ذوالنعار و زوج قبول
 ہی وہ مشکل کشا زمانی کا
 وارث علم انبیاء وہ ہے
 واقعی شیر کردگار ہی وہ
 واقف راز ہر خفی و سلیجے
 کیا کہوں عز و احتشام علیؑ

جو ہر تیغ صفدری ہی علیؑ
 ہستی خلق کا سبب ہی علیؑ
 محورِ فرمان ایزدی ہی علیؑ
 رونقِ شرع جانشین بنے
 مرشد و پیشوا ہی عالم ہے
 منفی حکم سرورِ لولاک
 مشعلِ مصلحتِ امامت ہی
 آئندہ اللہ و ابنِ عسّم رسول
 مہتمم حق کی کارخانی کا
 حاکمِ شرعِ مصطفیٰ وہ ہی
 مرد میدانِ وزگار ہی وہ
 شانِ بین ہی اوسیکی ناد علیؑ
 نامِ اللہ کا ہے نام علیؑ

سب کی حاجت وائی کرتا ہی
 شان من او سکی ہی کلام اللہ
 پائی دوش بنی چب سراج
 ورنہ کافر کسی سی درتی تہے
 بعد احمد اگر سینے ہوتا
 سب پہ ثابت ہی یہ کہ سیاری
 مرتبہ سب آئینہ ہی تیرا
 جہ پر تو تیرا پڑ اشاہا
 تجکو خالق فی دی ہی ای سرور
 تو تو حاجت روای عالم ہی
 حکم تیرا ہی نام رب قدر
 تجھی ہی ابروی آب بیتا
 فیض تیرا جو حکم نہ ماہو

بندہ ہی پر خندائی کرتا ہی
 آیہ المسایرید اللہ
 کی بنا کفر و ظلم کی تاراج
 بت حرم من خدائی کرتی تہے
 تو ہی بی شبہ یا سیلے ہوتا
 تیری سرکار کی ہین ہر کاری
 دل اسکندر آئینہ ہی تیرا
 سمجھا ظل ہما کو وہ سایا
 کار فرمائی قضا و قدر
 تو تو مشکل کشای عالم ہی
 یہاں ہی تقدیر تاج تدبیر
 ہی تیری گرد راہ خاک شفا
 قطری قطری کار و ریاہو

تو ہی نورشید بروج غوثِ شمس
 ہشت خلد آپکا ہی جابی رُود
 وہ قدم بین تیری سعادت را
 عجب اسکا نہیں اگر شاہا
 لکھو شک ہی تیری لاسٹین
 اک رباعی تو رُبع مکون ہی
 رُخ سی تیری چرائی تھی تنویر
 تیری عالم پر ای افضل ہی
 تیری روضی کا ای شہ افان
 زائر اک سمت پاسبا نخب
 کچھ عبا رنجف اوڑا تہا کھین
 تیری در کا گد ای ماہ تمام
 روک ابھی تو زبان او نا کام

حق تیری سمت تو ہی خی کی طر
 ہفت دریا بین ایک قطرہ جود
 توجود و کام ہو ہی جلوہ نما
 بیضہ نقش پاسی سنگے سما
 کیا نہیں نظم تیری مدحت میں
 دوسری ہفت بند گزوں سے
 روز مہراستی ہوتا ہی شہیر
 خضر راہ عسل اول ہی
 ابروئی حور حسل ہی ہر طاق
 اج رکھتی ہیں قد سیون پشیر
 چرخ کہتی ہیں اپکو اہل زمین
 کچھ تخت لاجپنہ غلام
 کر سخن مدح پنجیق پتسام

فقط اظہارِ نجات کی لئے
 یہ مختار جو اسِ خمسہ کا
 ایک ہی نوری ہین بارہ امام
 چار ارکانِ دین ہین یہ بارہ
 باغِ احمد کی ہین یہ بارہ دری
 لی محمد سی بس محمد تک
 انکی رتبہ نسی کون ماہر ہی
 جو کری فرق انہیں کا فہی
 دوست کا انکی خلد سکن ہی
 یا الہی بحق ہفت نجوم
 خاک راہ ابو تراب ہونین

و وہ جان یہ خدائی خلق کئی
 صفتِ نجات میں نطسہ ہوا
 شش و پنج اسمیں منکر و نگاہی کام
 صدرِ شرعِ مستن ہین یہ بارہ
 انکی درجی جہان پر ہین جلی
 چودہ معصوم ہین یہی مشک
 کچھ خدا ہی یہ خوب ظاہر ہی
 کہ وہ حکم خدا کا منکر ہی
 دشمن اٹکا خدا کا دشمن ہے
 یہ طفیلِ چہار وہ معصوم
 دُری سی مثل آفتاب ہونین

مناجاتِ بندِ بجاہِ قاضی الحاجات

ای خطا پوش ای محیطِ عطا
 ای غمخواری سحابِ لطفِ سنا

روح پاکِ رسولِ کا صدف
 روسیہ ہون گناہگار ہوئیں
 نامِ آمرزگار یہ ہے تیرا
 شرمِ عصیان سی آب ہوئیں
 آبِ رحمت سی ہو دلِ بتر
 مجھسی توجو ہوئی زبانِ کاری
 تو وہ کہ جو کہ تیرے بیان ہی
 میں تون بیچارہ چارہ ساز ہی
 یہ تو کیونکر کہوں مجال نہیں
 مگر اب ہی تباہ حال میرا
 تجھسی کس منہ نہ سی آبرو مانگوں
 تو ہی منصف ذرا ہو بارِ آہ
 دو جہان جسکی در پہ سائل ہوں

ہیکسی بٹول کا صدف
 جرمِ بچہ سی شرمسار ہوئیں
 عفو کرنا شعار یہ ہے تیرا
 غرقِ دریایِ اضطراب ہوئیں
 گردِ عصیان سی پاکِ دامن کر
 وہ تو قابل تھی میری ہی باری
 کس لئی تو رحیم و رحمان ہی
 میں گدا ہوں گدا نواز ہی تو
 کہ تجھی کچھ مسیحا خیال نہیں
 ردِ نکر و نکر سوال میرا
 شرمِ عصیان سی پانی پانی ہوں
 تیری رحمت بڑی کہ میری گناہ
 جس سی مقصد ہر اک کی حاصل ہوں

سائل او سنا کسی کی در پر جای
گر پہلا ہوں و یا بُرا ہوں مین
گو کہ اسی منشی خطِ تقدیر
یہ حقیقت میری سرشت میں ہے
مگر اسی چارہ ساز مجبوران
جب سی لا تقطونی دی ہی ہو
گو سرا پاکناہ کار ہوں مین
جب تملک قطع ہو نہ تارِ نفس
تیری الفت بکا دل میں داغ ہی
دل ہی تجھ میں تو رہی دل میں
می الفت سی تیری مست ہوں
خلوتِ دل میں یادِ غیر نہ ہو
دی و اب دیدہ حقیقت بین

ہا تہہ غیرون کی سامنی پہلای
بندہ ای ب مگر تیرا ہوں مین
رازقِ رزق و کار سازِ قدر
و وہی ہو گا جو سرِ نوشت میں ہی
ای امید وصالِ مہجوران
ہی تیری فضل سی بڑی امید
پر پہنچسی امید و ارہون میں
تا کہ باقی رہی شمارِ نفس
روشن اس کہر میں یہ چراغ ہی
ہو تیری یاد آب اور گل میں
بلبل گلشنِ الست رہوں
بنی تیری کچھ مرادِ غیبر نہ ہو
پہم تن ہوں مین چشم وحدت میں

بحرِ وحدت سی آشنائی	اس دوی سی مچی بائی
دل کو لہریز معرفت کر دی	نورِ عرفان سی جسم و جان پہر دی
رنج و غم سی مچی نہ داغ رہی	دلِ افسردہ باغ باغ رہی
بی تیری ملتی غیہ نہون	چھوڑ کر کعبہ محو دیر نہون
اس محیطِ جهان میں ای داو	آبرو سی رہون برنک گھر
روح غالب سی حب و این مچی	تام تیرا میری زبان ہو
قبر کی ہی بہت کڑی نازل	سہل کر دیجھو میری شکل
مجبور سوانہ حشر میں کھجور	پردہ ای پردہ پوش کھجور
چمن بزمِ مجمعِ اجباب	رکھو سر سبز و تازہ و شاداب

درخواست از باری قساوی از جہۃ تمام ملو ہے

یا ایہے بھئی آلِ رسول	دی عرو سن سخن کو حسن قبول
ظائرِ فکر کو رسا کر دیے	جبریلِ امین کی شہر دیے
میرا افسانہ وہ فسون ہو جاوے	جو پزیر و سنی جنون ہو جاوے

طبِ الفت سی نام زد ہو وی
 قصرِ فردوس ہو میری ہریت
 یہ فسانہ ہر ایک طبع کو بہای
 میری عنقائی فکرِ عالی کا
 شلخِ طوبی پہ آشیانیہ ہو
 اس قدر طبع میں روانی ہو
 وحشت انگیز جنب لکھون مضمون
 صفتِ بادہ ہم کین جو رقم
 ہر سخن میں میری وہی تاثیر
 بات ہو غیرتِ نباتِ میری
 وہ میرا ہر کلام ہو بی عیب
 نام اتنا دیا تو نامی کر
 مثنوی پاؤں میں سی اتمام

روحِ بقراط کو حسد ہو وی
 دلِ عشاق میں کری گہریت
 دلِ سنگین و لونکی ہی چپ جا
 اوجِ پرواز میں یہ ہو زبانا
 مرغِ سدرہ سی ہم ترانہ ہو
 کلمب فوارہ معانی ہو
 ہنرِ صیرتِ سلم انا مجنون
 خامہ اپنا شہاب کی ہو قلم
 آدمی کیا پری بھی ہو تسخیر
 کچھ لی اہل سخن میں پائنتا میر
 کہیں اہل زبانِ الغیب
 ہم فنون میں بھی گرامی کر
 ہو اس آغاز کا بخیر انجام

رخ سوی شا بد یگانہ کر اب مناجات عاشقانہ کر

<p>یا حذار روح قیس کا صدقہ بہر دور و دل شکستہ دلان مرض الفت حبیب رہی تیغ الفت سی رکھ جگر افکار داغ حسرت سی لہ زار ہو دل دل میں ہون خون آرزو ہر دم وہ گل داغ ہو حوالہ دل دل غم دور و درنج کا گھر ہو شورش غمی داغ داغ ہو دل زخمی ناز و لبری دل ہو دل پر گوہ غم ہر اس گری</p>	<p>دل مجروح قیس کا صدقہ پی سوتر و رونختہ دلان زندگی بہر عین نصیت ہی دور کچھ غم نہو بحر غم یار چمن مایس کی بہار ہو دل اشک غم سی کروں منو ہر دم بلبلون کا سبق ہو مالہ دل مسکن عشق فتنہ پرور ہو خانہ برف کا چراغ ہو دل مسکن جلوہ پر سیل ہو خرم جان پہ برق مایں گری</p>
--	---

هوجنون ز امیر افسانہ عشق	داعِ دل ہو چراغِ خامه عشق
شادمانی سی دل رسی ناثاد	نامرادی ہو میری عینِ مراد
صفتِ بوی گلِ عینِ چون باد	سرو کی طرحی رہون آزاد
عالمِ علمِ عشقِ بازی ہون	نفی حکمِ جان گد از ہی ہون
علمِ دیوانگی یہ شہرت پای	درسِ محبت کو روحِ مجنون ای
گو و غم وہ او تہا و غنِ سر پہ	روحِ فرما ولی قدمِ مگر
گوہِ رنج و الم کا ہون فرما د	روحِ مجنون کی مبارک باد
خرد و ہوش ہون فیضِ ای جنون	سایہ افکن رہی ہمای جنون
بی حجابی میرا شمار رہی	تنگ کی نام سی ہی عاری رہی
رنسکِ بانگِ جرس ہونا لہ زار	وحشیون کا ہون قافلہ سالار

مخاطب نمودن سامعین

ساقیا جلد آ بھار آئی	ساعتِ حسنِ بادہ خوار آئی
ابرِ عیشِ باغِ ہی ساقی	وقتِ دورِ آیلع ہی ساقی

دھوم سی آئی ہی بھسارِ چمن
 د لگو لہار ہی ہی موتی چہیل
 آج تو دن ہی بادہ خوار کیا
 جامنوں کی سڑک پہ جو بن ہی
 ہین سیناں لکھنو کی جماؤ
 چیدہ چیدہ ہین کچھ طبیعت دار
 چال مستانہ چل رہی ہی صبا
 دل لہاتا ہی سبرہ شادا
 کثرت گل سی ہین نہال شجر
 رنگ لائی ہی زورِ فصل بہار
 کیا عروسانِ بانگی ہین نکہا
 لبِ گل پر ہی قہر کی لالی
 زلفِ سبیل میںِ وخنِ گل ہی

مین ترنم سرا ہزارِ چمن
 آبِ گوہری آبِ بی تاویل
 یہی موسم ہی تیری یاری کا
 کیا ہوا سر و مشفق من ہے
 قبر کی ٹہا ٹہہ منِ غضب کی بناؤ
 چار سونا لہ کش مین عاشقِ زار
 موجِ صہبا ہی صاف موجِ ہوا
 جہو مٹا ہی بزمِ مست سجا
 شاخ او ٹھاتی تہین ہی باثر
 گل تو کیا عکسِ گل سی سرخِ چار
 کارِ مشاطہ کر رہی ہی بھسار
 چشمِ نر کس غضب ہی متوالی
 شانہ کش بالِ پر سی بلبل ہے

لبِ سونسن پہ کہا جی ہی ہڑی
چمن افروزِ آتش گلِ سیہ
منقل آسا چمن دیکھتے ہیں
پہ چشمکِ برق ہی یہی ہر بار
کرم ابرِ رحمتِ حقِ سیہ
ایسی موسمِ مین ساقیِ مہر و
وی گوئی جلدِ ساغرِ لہرِ یز
تا کہ پیتی ہی ایک ساغرِ مل
ہو وہ لوحِ طلسمِ حنائِ عشق
بلبلِ طبعِ چھپائیے لگے
جوشِ پرآجِ طبعِ رنگینِ سیہ
باغبانِ سی کہو بھسارِ آبی
باغِ آراستہ کری جلدی

جی مین ہی چوئی گہڑی پہ گہڑی
نغمہ انگیزِ شورِ بلبلِ سیہ
گنہتِ گلِ سی کیا سہکتے ہیں
کہ می لالہ گون پٹینِ مخوار
جلوہِ شانِ قدرتِ حقِ ہی
کس لئی دیر کر رہا سیہ تو
پر ہوں وہ بادِ مضامینِ خیر
مستِ نظمِ سخنِ ہونینِ بالکل
نظم کرتا ہوں ایک فنائِ عشق
فکرِ رنگینانِ کہانی لگے
عندلیبِ گلِ مضامینِ سیہ
آسمان پر گہٹا ہی کیا چھائی
نہرِ مین عطرِ گلِ پھری جلدی

کمرِ سخی آج چست کری
 باغبان تو نے اب توقف کر
 شجرِ گل کو تو گلاب سی پنچ
 کس طرف مین کہاں نوا پر واز
 نعمتِ سخن چلو جو جی جا ہے
 اخترِ خوش بیان ہی ارِ دِ باغ
 عازمِ داستانِ سرائی ہی
 یہ مہارِی نہیں ترانی ہین
 مستِ کیفِ شراب ہونی دُو
 پھر یہ جاوِ بیانِ سنا
 اخترِ خوش بیان ہی نامِ اسکا
 سا قیلاں شراب دیر نہ کر
 کہدی مطربسی جلد چہر ہی ستار

روشنِ باغ کی درست کری
 اتنا اس فصل میں تکلف کر
 موتیا موتیوں کی آب سی پنچ
 جلد یہ کہکی دیے ذرا آواز
 سُنلو ان لوگوں کو جو جی چاہی
 بہت اسوقت ہی شگفتہ دماغ
 ابھی کہتے کچھ طبیعتِ آئی ہی
 غارتِ ہوش یہ فسانہ ہین
 اک ذرا بی حجاب ہونی دُو
 نشی مین لن ترانیاں سنا
 نعمتِ پیرائیاں ہی کامِ اسکا
 مست کر دی شتاب دیر نہ کر
 جوشِ پرفصل گل ہی گائی بہار

لطف یون می کشتی کا دکھلا دی
 بزمِ زندان بادہ خوار ہو آج
 عندِ یمنِ بینِ ہاں چمن آرا
 بزمِ می اسقدر سچی جائے
 ہر صراحی ہو رشکِ گردنِ
 لعلِ یاقوت کی ہون ساغر و جام
 نور آگین ہون کنٹر الماسی
 پہول سی ہون کلابیان لبریز
 ساغرِ می وہ آبِ ثابِ کھای
 میز تیار ایک نور کی ہو
 اوسپہ یون طرفِ می لگا چٹین
 ہو کہین ساتی چمن بر خسار
 بدہیان سونکی چنگیر مین ہون

جلد بارہ درسی کو سجاد سی
 جمع ہون شاعرانِ شوخ مزاج
 شعرا یہاں ہون انجمن آرا
 روحِ جمشید دیکھنی آئی
 بادہ ہو غیرتِ شرابِ ظہور
 غیرتِ چشمِ شاہِ کلفام
 جوڑ بھی ہون مقرر الماسی
 خونِ پل سی بھی ہو رنگِ تین
 قدحِ آفتابِ شرما چای
 پر سب ایک ڈالِ ہ بلور کی ہو
 بی پی نشی دیکھ کر چہرہ آئین
 غنچی کی عطر دان مین عطرِ بہار
 پر یہ سامان تھوڑی دیر مین ہون

ہر کبابی رہی بہت بسیار
 جہنم بوئی کباب دل آئی
 لعلگون کچھ ہوتا یان سبیں
 سب میں لپٹیں ورق زر کل کی
 جام می اسطرحی دورین آئی
 اور اتنی ہی میری فرماشیں
 طائفی چار پانچ بواوی
 صبح سی شام تک شراب چلی
 پھر میرا زک طبع موزون کچھ
 وہ دکھاؤں گلِ سخن کی بہار
 غنچہ و گل تو وجد میں آئیں
 قدردان تو مجھی عاین دین
 پیلی می حسد رکی پنا ہے

وہ گزک کو کباب ہون ظیار
 سیح پر سیح متصل آئی
 اونین اک سو گلو ریان مونس
 پھر ہون ہنگامی شور قفل کی
 گردش چشم مست یار دکہای
 دونی ہو جائی تاکہ زیبایش
 دختر رز کو ساتھ سلوادی
 نایح آغاز ہو چہ راغ جلی
 پھر حال عروس مضمون کچھ
 شوخ و رنگین سناؤں ہاشا
 عند لیونکی ہوش اوڑ جائیں
 خوب و سیکر فون بلائیں لہن
 فصل گل کا یہی ہینا ہی

پہر پہر موسم کہان کہان پہر شب	پہر کہان ہم کہان یہ بزم شراب
یہ سامان یاد گار ہی ساتی	چند روزہ بھاری ساتی
اتنی فرصت بسا غنیمت ہے	مفت ہی جی کھر لی کھجبت ہے
ابھی ہمسی نہیں ہی تو ماہر	ہم وہ مین رند بادہ کش شاعر
ایک دو جب چڑھا لئی ساغر	پہر تو اسی ساتی خستہ سیر
فکر کو مین کی نہیں رستے	پای خم پر ہی یہ جبین رہتی
گوئی حسرت نہیں ہی اب سا	پر یہ ارمان ل میں ہی باقی
ہاتھ مین تل نعل مین یاد رہی	نغمہ پیر اسدا ستار رہی
گرم صحبت ہو شعلہ خویون سی	گر میان کچی شمع رویون سی
دور دور شراب ناب رہی	لب لبب شوخ بی حجاب رہی
روزان انکھو نکھو ناخجبت	کہو رنگو ملی نئی صورت
چور زہی نہ ام مستی مین	عمر کٹ جای می پستی مین
کیفِ نظم سخن مین مست رہون	محو فکر بلند و پست رہون

بجگہٹی شاعر و مکی ہون ذرات
 ہو گلی بازہ کوئی زہرہ او
 خم کہ یمن پڑی رہیں ذرات
 اختراب ترک کر یہ طرز سخن
 کہول قفل درخزانہ عشق
 ویرسی سامعین ہیں شتاق
 تیری محنت نہ رایگان ہوگی
 سب تیری شاعری کی قائل ہیں
 ہر سخن میں تیری وہ لذت ہی
 جتنی ہیں بی مثال اردو دان
 نظم جو ہی تیری وہ یکساں
 سنی الی ہیں سب طبیعت دار
 شکل بدل لون کو بہتر کا دی

گوئی سنی سو اسی شعر نہ بات
 سامنی وہ کیا کری مجھ سے
 ہو بس اس عیش سی مبراوقات
 شاید طبع کا دکھا جو بن
 پیچھے رنگین گوئی فنا نہ عشق
 ہم تن گوش ہیں سب اہل ان
 خوب دلچسپ داستان ہوگی
 شعر تیری عزیز ہر دل ہیں
 کہ نمک پاش زخم الفت ہی
 جانتی ہیں تجھی وہ سحر بیان
 لکھتے اردو ہی مولا ہی
 دل چاہتی ہی تجھی ہیں دوچار
 آتش عشق اور بہتر کا دی

<p> ہنوا ہوا بھی جو خوب سرور اس حکمہ منصفون کا مجمع ہی آج تجکو ملی گے دادِ سخن ورتحین سی جویاں بہرلی حسن خواندگی بھی آج دکھا پڑہ اس انداز سی فسانہ عشق سنکی تاگور او نہیں نبوش آی منصفونکی تو لب پہ واہ رہی ہبٹ و ہرم کی بھی دکوتاہ آی لو بس اب کچھ پڑ ہو تو ہاں دیکھیں </p>	<p> اور تہوڑی سی پی سیئے انکور یہیں خواندگی کا موقع ہی خار کہاٹنگی حاسد و دشمن نام کرنا ہی آج تو کر لے خودت و شوخی مزاج دکھا ہین جوست شراب خانہ شق جب تلک داستان چڑھی جائے عشقا باز و نکوشغل آہ رہی واہ بی ساختہ زبان پہ لای طبع رنگین کی شوخیان دیکھیں </p>
---	---

بسیب مالیت

<p> وہ جو مشہور تھی چائین شاہ کیا کہوں وہ درشتہ خوبس تھی </p>	<p> شاہِ امجد علی شریا جاہ مردِ مومن وہ تھی مقدس تھی </p>
--	--

میری والدہ تھی میری شیدا تھی
 گوشِ خورشید کی وہ اختر تھی
 و ہر مین پہ نشانِ اونکائی
 نامِ آتا ہی اب کہانی مین
 بندیکا نام ہی سکندر جاہ
 لکھنو گرچہ مقدم اپنای
 صدفِ نظم کا جو گوہر ہے
 قتل بھی کہہ چکا ہوں بوقصی
 ایک کا نام ہی فناء عشق
 سادہ دل مجھ کو جانتی تھی غزب
 بحرِ الفت ہوا چو نام اسکا

مٹی میں کیا کہوں کہ وہ کیا تھی
 صدفِ مہر کی وہ گوہر تھی
 نامِ حُب مکانِ اونکائی
 جابسی ملکِ جاودانی مین
 آئینہ دارِ شاہِ عرشِ نپاہ
 نامِ سلطانِ عالم اپنای
 ذرہ ہی اور تخلصِ انور ہی
 دو ستونِ فی لکائی جیتے
 در حقیقت ہی کارخانہ عشق
 یادِ سب لیکنی وہ نظمِ عجیب
 مثلِ دریا ہوا کلام اسکا

شروع داستانِ تعریفِ سنا ہوا وہ مہر پرور ^{مخلص} زیلویہ

نغمہ سنجانِ بستانِ سخن ناز کی بخشِ استانِ کہن

شاخسارِ بیان پر بلبلِ سان
 ایک تہا بادشاہِ عالیجاہ
 ہفت اقلیم ہتی قلمرو میں
 فخر دار اور شبکِ اسکذر
 مثل قارون تو حشت و دولت
 حاتم طائی اوس سی مالامال
 ابرنیاں جو دگوہر بار
 زرخیش کا کسی ہوئی شمار
 ابرخیش بیت برستا تہا
 حکم داد و دہش پہ تہا درت
 کہ خالی پیری جو حائل آئی
 نامِ یزدن سے پتھر ہتی بترت
 روز و روز ازہ خیر کاوا تھا

اس طرح ہوتی ہیں نواسجان
 ڈرہ سان حکم میں ہتی فوج و سپاہ
 ملک ہشتم کی تہا تک و دو میں
 جم ششم کی خدم فریدون فر
 دل میں جاتم سی ہی سوہمت
 پر خزانہ کو اسپہ ہی زوال
 شعلہ خشم صاعقہ کروار
 کوکب و نجم و رہم و دنیا ر
 کہ حذف مہنگا ہوتی ستا تہا
 روز تقسیم اتنی ہو خیرات
 کاسہ چشمِ حرص تک بہر جا
 سیام جمی تہا نصیر کہ کہ کہ
 نامِ شر کم بزرگِ عنقا تھا

کون تھا جو دہان امیر نہ تھا
 حاکمِ وقت تھی چوستی تھی
 امرا او سکی شہر کی محتاج
 فوج کا او سکی ذکر ہو ہی کیا
 سامنی او سکی عدل کی باندہ
 عدل کا تھا یہ او سکی نورِ شہ
 کفِ معشوق میں بھی دزدِ حنا
 بسکہ تھا رعبِ عدل شاہِ دلیر
 رعب سی عدل کی جو ڈرتی تھی
 رستمِ وقت اور شجاع و دلیر
 جرات و صفدری میں لکیتا تھا
 خوش ہوئی شاہ سی عایا جب
 ساکنِ شہر سب خوش و خرم

کیمیا گر سوا فستیر نہ تھا
 شہر میں او سکی بہنِ برستی تھی
 چرخ سی تھا بلند و سکا تاج
 معراجِ دریا و دژ و حصار
 عدل کسرا تھا ظلمِ مادر شاہ
 قیدِ فانوس میں تھا شمع کا چور
 پایہ بہ بخیر خطِ دست سی تھا
 شانِ موی پڑ تھا پنچہ شیر
 جورِ معشوق بھی نکر تی تھی
 رو بہ بازی سی کہیرا تھا شیر
 شیرِ صحرا میںان ہیجا تھا
 مطلبِ شاہ سب بریا تہا
 داندِ انجمنِ دلِ عالم

بنی خزان او کی باغی ہی بہار
 رشکِ شامِ امید عاشقِ تہا
 جو عمارت تہی صنعت آکین تہی
 صاف و آراستہ ہر اک بازار
 کانِ جنس و فاہر اک دکان
 مثلِ لیلی وہ حلق پر مائل
 شاہد اوس سر زمین کی عاشقِ غم
 جملہ شیرین خصال و لیلی زاد
 گلگو حاصل تہا رتبہ بلبل
 تہی کچھ آب و ہوا ی عشق انگیز
 نام تہا مہر پرور اوس شہ کا
 خوبصورت حسین وہ ایسا تہا
 ماہِ غیرت سی ڈوب جاتا تہا

نور میں جلوہ سوا و دیار
 غیرتِ نورِ صبحِ صادق تہا
 غیرتِ قصرِ لندن چن تہی
 خوش قرینہ مسطح و ہموار
 دکش و قطع دارِ عالیشان
 مثلِ مجنون ہر ایک تہا سائل
 حسنِ عذر امثال و امقِ خو
 قیسِ طنیتِ طبیعتِ فرہاد
 خاطر آشفستہ طرہ سنبھل
 در و دیوار تک تہی الفت خیز
 ہمسرِ مہرِ عکس تہا مہ کا
 مہر و شمعِ جبین وہ ایسا تہا
 مہر ہی ساسینے نہ آتا تہا

<p> حسن مین ده مهر سپهر امید بحر شاهی کا گوهر نایاب جلوه آراجمین سی اقبال سوز الفت دل و جگر مین نهان رؤ بر زور خلی یون فروغ سحر اوس بهار ریاض شاهی کو جستی دیکھا اوسی نہ ضبط رہا لو شرف اس مین فی پایا اوسکا اٹھارہ سال کا سن تھا اوسکی صورت کا کیا بیان کن </p>	<p> رشک نہ امید و غیرت خورشید آسمان جمال کا مہتاب رخسی تابندگی جاہ و جلال وحشت عشق تیور و نسی عیان کرم شب تار جیسی پیش قدم شمع بزم جهان پناہی گو بی تکلف درود پڑھ کی کہا بام گردون سی مہر او تر آیا رخ انوری شہر مین دن تھا کیا قلم کو مین راز دان کرو </p>
---	--

تعریف حسن شاہزادہ مہر پرور

<p> ساقیا ساغر شراب پلا کھتی ہین بادشہ وہ ایسا تھا نشم مین نسلی سارا پھر قصا حسن و خوبی مین بس وہ یکتا تھا </p>
--

مثل یہ کہتا تھا وہ نہ دنیا میں
 خوبصورت جو تھا جوان و حسین
 او سکی عارض نہی بہ فی کہا یا داغ
 تیغ ابرو سی تھا جھان بھل
 انکھنہ کس سی جب لڑاتا تھا
 باغین غم سی ہوتی تھی وہ خم
 شہرباغِ نوجوانی تھا
 جوش پر تھی بیا حسن شباب
 صفت شعلہ تھا سراپا نور
 تھی جہن آفتابِ صبحِ بلور
 نورِ عارض تھا بڑی نورانی
 شوخ چٹنی عیان تھی چٹون ہی
 پہنچی نظریں تھیں ہزن لہ ہوش

سیکڑون او سکی تھی تمنا میں
 چاند چہرا تھا آفتابِ حسین
 لاکھوں ہی بہ و شون فی پایا داغ
 ایک عالم کا وہ بنا قاتل
 پاؤں او سکا بھی لڑکھاتا تھا
 شرم ہی ہوتا تھا عجب عالم
 گل گلزار کا مرا فی تھا
 گلِ رخ تھا شگفتہ و شاداب
 شمع قامت میں تھی تجلی طور
 موی سر رشک و د شعلہ طور
 نہ تھی اس کی تھی ہمدوش
 سر کرتا تھا چشم پر فن سی
 تیر مرگان اہل سی گرم انوش

ساراسا مان مہیا عیش کا تھا
 دست بستہ تھی حور اور غلام
 عیش کرتا تھا اونسی وہ ذرات
 شادی اپنی نہ کرتا تھا وہ شاہ
 گوی شہزادی میری ہو ہمسر
 پاتا تھا پر نہ کوئی مثل اپنا
 تہمین ہزاروں کنیزیں خوش سیر
 کام اونسی وہ اپنا لیتا تھا
 نہ کسی حور پر وہ مفتون تھا
 و لگو پہلاتا تھا وہ اپنی مدام
 کو کہ پر یان ہزاروں تہمین شاہ
 اد سپہ قری نہ گوی ہوتا تھا
 ہتی جو اون مہوشوں کی شیریں

جز خوشی کوئی غم نہ تھا اصلا
 تھا عجیب طرح کا وہ بس انسان
 تاج کافی سوانہ تھی کچھ بات
 تھا جس میں پر وہ شام و گاہ
 تو ادوسی بیاہ لائی جا کر
 اس لئی بیاہ سی کنارہ تھا
 دیکھتا تھا اونہین کی بس صورت
 پر سیکو وہ دل نہ دیتا تھا
 نہ کسی لیلی کا وہ مجنون تھا
 عیش و لکی سوانہ تھا کچھ کام
 سر و کی طرح تہمین گمز آواز
 جان اپنی نکوئی کہوتا تھا
 اونکی پرواہ تھی اسکو لیکن کب

مثل فرهاد جانین تو رقی تہین
 آہین کرتی نہ تہین اثر ہی کچھ
 گہات مین اور حال کی یہا

قیشتی سی اولیٰ سروہ پہوڑنی تہین
 اسکو ہوتی نہ تھی خبر ہی کچھ
 فکر مین ملک و مال کی یہ تہا

اتو رندون کا ہوی کچھ چرچا
 گرم ہو کچھ تو میکی حدت سی
 ہم جو انو نکونشہ دی ایسا
 شمع برو و نکلی غم مین ایشک مین
 گرم ہو خوب تیرا میخانہ
 دل کو خالی غمونسی جو کردی
 رنگِ نو عشقِ نو دیکھتا ہی
 مان ایشک نہین کیا کچھ ہی
 کچھ محبت سی تہانہ او سکوکام

ساقیا اتو جامِ عشق پلا
 سرو میخانہ تہا یہ مدت سی
 آری پیر معان برای خدا
 کچھ زمانیکا سرو گرم سہین
 کسی لو پر یہ دل ہو پروانہ
 ساغر ایسا شراب کا ہر دی
 ذکر ایک دن کا یاد آتا ہی
 بی لگاوت نہین مزا کچھ نہی
 تہا جو وہ شاہِ مہر پرور نام

عشق باز و نہ نام رکھتا تھا
 نشہ بادہ جوانی تھا
 عشق کی نام سی تھا او سکونگ
 کہتا تھا کیسی ہوتی ہی صورت
 پر فلک کسکو خالی رکھتا ہی
 اوسنی دنیا کا کچھ نہ جانتا تھا
 ایک شب کا ہی اس طرح مذکور
 اوسنی کارندونی یہ فرمایا
 چاندنی باغ اوسکا ایک تھا باغ
 وصف اوسکا اگر کروں میں تم
 بارہ فرسخ کی گردین ہ باغ
 مشکِ خالص کی تہی زین سپہی
 تہی خدمت کی جگہ پڑی یا تو

خود نامی سی کام رکھتا تھا
 حاصل ایک عیش چاہو والی تھا
 ایسی کرونی ہوتا تھا وہنگ
 جانتا تھا وہ بیٹی کی مورسہ
 می الفت ہر ایک چکھتا ہی
 مہر نہ نکو کہی نہ مانا تھا
 جو دین شب جو سب میں ہی مشہور
 چاندنی کا تماشا دیکھون گا
 کیا کہون میں کہ تھا وہ کیا باغ
 لال ہو جائی تو زبانی تسلیم
 دیکھی عنوان تو کہا سی سینہ پہ داغ
 اور کرن کی تہی اوسپہ گھاس جی
 روح خور و نی جنبی پائی قوت

ذرّ و نکی جا پہ ہیری موتی ہتی
 ہتی طلائی کھڑی جو وہ دیوار
 کیا بندی کہون میں اوسکی عیان
 کوئی دیوار پر اگر چہڑہ جابی
 اوسین انواع قسم کی ہتی دخت
 ہتی جو اہر نگار وہ جو شجر
 پہ چھپاتی ہتین بلبلین خوش ہو
 موتیا نو گرا بگل شبو
 اشارنی جابی جو ہی ہار سنگار
 کہین گنیدی لگی ہوئی ہتی زرد
 گل لالہ کہین بدخشان کا
 اور تیکم کا تھا جو ناز بان
 گل چنپا عقیق ررد کا تھا

کہ کنی جنگی جان دل میں چہی
 اوسپہ تہاسب جڑاؤ سینا کار
 کیا کروں اوسکی باغ کا میں بیان
 تو فرشتو نگا مرتبہ وہ پای
 ایستادہ ہتی سرو ہو کی کخت
 بلبلین مٹیہ تی ہتین جا جا کر
 انگکھ اونس لڑاتی ہتی شبو
 ڈھڈھاتی ہتی کھل کی راتو نکو
 ہتی ہر ایک طرح کی ہر اک بہ بہار
 یار کی رخ کی عکس سی پرورد
 کیونٹ بلبل کو کھٹکا ہو جانکا
 تہاد کہا تا بھار وہ ہر آن
 عاشقو نکو سببہ درد کا تھا

گل اور رنگ لعل کا تھا بنا
 لا جوردی تھا وہ گل خیر و
 یار کو اپنی وہ یلا تی سی تھے
 تانبریکا گلِ فرنگ چھٹا
 سیوتی کی بھسار ایک طرف
 تختہ تھا ایک طرف گلاب کا جو
 فستقِ پای بیل اور فسرین
 کہینِ نگس کہینِ پوداودی
 ہتی درخت اور میوی کی جو جو
 ناک انگور و نیکی ہتی ایسی خوب
 باغ وہ گلشنِ تجلی تھا
 بادل ہر روش پر پہتا تھا
 نخل دان وہ تمام الماسی

جس پہ بلبل کا دم نکلتا تھا
 سرو پر قمری کرتی ہتی گو گو
 ہی کہان ہی کہان سنانی ہتی
 آنکھوں میں وہ ہر ایک کی کہنکا
 کیشکی کی قطار ایک طرف
 کیا بیان آب و تاب او سکی ہو
 باغ میں انکا تھا جدائین
 اور جھومی ہوئی گھٹا اودی
 کروں کیا میں بیان اب انکو
 جکی سائیمین عشق ہو مرغوب
 ہر چمن معدنِ تجلی تھا
 چمن گلشنِ سپر آسا تھا
 صاف ترشی ہوئی انما انی

یوں نہا لوں گی اوغین جلوہ گری
 باولہ پوشش و ہر ایک شجر
 کہکشان کی فلک پہ یوں تہی
 وہ شب چاروہ وہ جلوہ بدر
 شب و ہتھی شعلِ فلک کا دہوا
 وہ صفا اور وہ صحنِ باغ کا روپ
 نور میں جو درخت گلشن تھا
 دست ہر شاخ تھا کفِ موسا
 مطلعِ صبح یا سمن تہی چمن
 اک طرف چاندنی تر کا جواب
 صاف سورج کہنی گلِ خورشید
 زلفِ زہرہ تھا طہِ سپنل
 دُوب میں ہر روشنی تہی یہ نصیا

جسطح سی نکیئہ شجر سے
 وہ تمامی کی تہیلو ن میں تر
 جسطح سی محک نقشِ طلا
 زیب ہی گراو سی کہوں شبِ قد
 شب وہ تہی خالِ وی صبحِ جن
 چاندنی پر گمان تھا کہ ہی ہو پ
 غیرتِ نخلِ دشتِ امین تھا
 یہوں پہل صورتِ بدِ نصیا
 گلِ تراختِ شبِ سوسن
 موتیا رشکِ گوہرِ شبِ تاب
 یا سمن زارِ رشکِ صبحِ امید
 مرغِ زراؤس چمن کا تھا بلبل
 نظر آتی تہی صاف مہر گیا

ہر خیابان برنگِ جادوہ نور
 یوں شکفتہ تھا موتی کا چین
 پیشِ نورِ چراغِ لالہ تر
 کیا درخشندہ برگِ نسرین تھی
 نخلِ انگور تھی وہ نورِ اکین
 اسقدر تھا وہ بوستانِ پرتاب
 جوشِ نورِ اسقدر تھا اوجِ پذیر
 صبح کی شبہ میں بانِ شیر
 شرم سی صبحِ نور بخشِ جہان
 رنگِ لائی تھی چاندنی کی بہار
 نہرینِ اسطرِ حکمی بنا میں تھیں
 بیکلی دل کو ہر زمان ہوئی
 تھی طبیبِ کلاب سی ہر نھر

شبِ گلشنِ مشالِ صبحِ بلور
 جسطح سی گھرِ میانِ ن
 چشمِ مذبح تھا ہر اک اختر
 غیرتِ بالِ مرغِ زرین تھے
 خوشہ خوشہ تھا خوشہ پروں
 ماہِ اک وہاں تھا کر مکِ شبِ تاب
 تھا سہا پر گسان بدرِ میر
 روزِ بون سی نہوتی تھی باہر
 پروہِ شبِ مین ہو کئی تھی نہان
 زخاں پر تھا گمانِ بویسار
 دل میں آنکھوں میں حجِ عمامتین
 تابِ نظار می کی کہاں ہوئی
 جوشِ سنی پانی مارتا تھا طھر

لہر پانی کی باندھتی ہتی دل
 موج زن مثل چشمہ خورشید
 یون ہتی وہ نہر باغ اور وہ رات
 نہر گو دیکھ کر یہ طہر آئے
 دلِ سینم و سلبیل و لہن
 دیکھ کر آب و تاب پانی کے
 کیا صفائیِ خدائی بخشی تھی
 قربِ موج و چاب تھا اس طرح
 ہر جاب او سکار شکِ غنچہ گل
 فتح کرتی ہتی یحِ موجِ خوش آب
 دی ہی تھی ہر ایک چشمِ جاب
 بالہِ نموج کا قمر تھا جاب
 یالہ نہر پر تھی پتھانیلے

دیکھنی والی ہوتی تھی بسمل
 صاف پانی تھا آبِ مروارید
 جیسی ظلمات میں ہی آبِ حیات
 مونہہ میں کوثر کی پانی بہرائی
 ہون اسیر کنتِ نہرِ حمن
 پانی پانی ہو آبِ گوثر ہی
 وہاں لطافت ہی پانی ہوتی تھی
 چشمِ داہر و ہین متصلِ حطرح
 کیسوی موجِ طہرہ سبیل
 دمبہم ہوتی ہتی شکستِ جاب
 شوخیِ چشمِ گلرخان کا جواب
 درجِ گوہر سی خوشتر تھا جاب
 پاکہ ہتی تیغِ موج کی چھائی

بہر سیر بہارِ عالمِ آب
 آبِ مینِ صوفِ پختابِ یونج
 یہ نئی موجِ نہر کی ہی مثال
 ماہیِ عکسِ شعلہ گوہرِ بار
 تہا بڑا قصرا و سینِ مینا کار
 طاقِ کسرا سی حسنِ مینِ چند
 کاخِ تہا وہ نئی و طیری کا
 کاخِ گرد و سن پہیہ اعلیٰ تھا
 مشرقِ آفتابِ تہا وہ مکان
 ساقِ سمینِ حورِ تہی و ہستون
 و رفوہ و سہی بہی خوش تر دور
 شمشہ شمشہ تھا شمشہ خورشید
 چارہ سواک چو ترہ پر نور

عنیکِ حتمِ نہرِ تہی و حباب
 رشتہ گوہرِ حبابِ تہی موج
 کہی مرغابیِ حباب کا جال
 کرتی تہی شست موجِ نہرِ شکار
 تہی جواہری سب بہری لویا
 قصرِ قصیر سی مرتبہ مین بلند
 صاف تر شاہو اتہا بہری کا
 ہمسرِ قصہ و بیضا تھا
 بہیری تہی سج کی سفیدی ہا
 غیرتِ سمعِ طورِ تہی و ہستون
 رشکِ آغوشِ حورِ عینِ دور
 بیضہ بیضہ تھا بیضہ خورشید
 صاف مانند لوحِ سینہ حور

سائبان وہ ہر ایک نور و ذری
 شیشہ آلات وہ لگا تھا تمام
 آئینہ ایک ایک بر و نسب
 آئینہ تھا کہ باغ جو ہر تھا
 خانہ آئینہ تھا منظر نور
 بیش قیمت بھی اس قدر تھی وہ
 آئینی سنگ گوہ طور کی تھی
 جہاز کو دیکھ کر ہوا ثابت
 زور و یوار گیر یونہی بھار
 وہ دو شاخی کیول تھی سب سے
 وہ پر نی چہرہ ایک اک تصویر
 رنگ تصویر رنگ روی ہوا
 رنگ روی شفق کا تھا ہزار

غیرت افزای ابر نور و ذری
 صبح جنت بھی جنبی نور لی و ام
 رشک رخسار شاہان جلب
 بنی تحلف دل سکن در تھا
 موج آئینہ موج شعلہ طور
 جنگا بیعانہ تھا حجاب جلب
 جہاز سب ایک ذال نور کی تھی
 سبع سیاری ہوگی ثابت
 کہنی پستان شاہد دیوار
 صاف صبح اجابت آئینہ تھا
 مہر و شمس ماہ پارہ برق نظیر
 رشک گلوٹہ گل رخسار
 یاکہ رنگ طبیعت بہزاد

چو فریم او سکا تہا مر صحتہا	ز زخو رشید کا طبع تہا
تہا مر قع تمام حور نزا د	ر شک از رنگ مانی و بہر او
چہرہ پرداز روم و چین و رنگ	آئینہ سان ہون یکہ کر اوسی رنگ
وہ منتش تمام سقف مجدہ	وہ بہار طلم نقش نگار
وہ مثبت تمام میسنا کار	لا جور وی وہ ہر دور و دیوار
سقف نقاش چین اگر دیکھیں	ونگ ہون نگہیں پست سی لگ جائیں
دیکھ کر وہ بہار کل کاری	عقل نقاش فکر ہو عاری
طرفہ فرشی کیول پہ جون تہا	نور نار ایک جا پہ روشن تہا
فلک انجمن کی تاری تہی	یا کلس عرش کی اوتاری تہی
جھاڑ فرشی وہ چار سو پر نور	غیرت اقزای نخل کشن طور
تیل پانی کی وہ چڑھی تہی گلاس	جسی شرمائی صاغر الماس
سبز و سرخ ایک ایک ہ فانوس	جسکا پر تو تہا اطلس طاؤس
وہ کی فانوس چرخ ہی جوا نہیں	اپنی نیز نگینان اوسی ہولین

شمع فانوس میں تہی یون روشن
آتشِ طور سی جلین تھین و
صرف رشتہ تھا پنبہ منصور
شعلہ شمع جانِ آتشِ طور
شعلی کو کہتی تہی مہ صاحبِ پد
شمعِ فانوس کب ہی زار تہی
رویِ دوست نہان نقاب میں
دل روشن ہی یا کہ سینی میں
برجِ مہتاب میں ہی یا ناہید
دلِ عاشق میں آہِ سوزان ہے
کیا کہون تھا جو نورِ فرشِ کار وہ
صذر میں ایک منبذِ پوزر
پردہ زلف کی بہت بہاری

بھسی حجر میں پہلی شبکی دہن
نور کی سانچی میں ڈھلین تھین وہ
تہا زبانِ زہنم تیجے طور
شعلہ شمع نورِ دینِ نور
صبح کا نور شمع کا خورشید
جود ہی نور کی عمارت میں
شمع مہ و امنِ سحاب میں ہی
ڈانک رکھا ہی یا نگینی میں
شکمِ صبح میں ہی یا خورشید
یا پریشیشی میں نمایان ہی
چاندنی ملجی ہی میلی ہی ہو پ
مہرِ حبیبی بساطِ گردون پر
شیرما ہی کی وہ حقین ساری

ایک طرف مطربان ہوش با
 اک طرف ساقیانِ سین سات
 بے ج مہر و جمال کی خوشید
 لبِ نازک میں تہِ شراب کا رنگ
 شیشی ہاتھو میں مثل شیشہ دل
 حسن میں شکِ چشمِ ستیان
 کشتیوں میں وہ نور کی کنڑ
 جلوہ آرا وہ بادۂ سرخوش
 غم رہا عیش وصل یا صفت
 فزِ عقل کی لئی ہمیں
 صاف تر ہتی وہ آبِ گوہری
 رنگ می تھا کہ پہولی تھی اور سجا
 شاہِ خاور چلا سما پر سے

ایک سو لو لیانِ زہرہ ادا
 حسنِ خوبی میں شہرہ آفاق
 ملکِ جاہ و وقار کی حبشید
 رخِ تابان میں آفتاب کا رنگ
 جامِ می نقدِ ہوش کی سائل
 نور میں آفتاب سان تابان
 شیشہ آسمان سی بھی خوشتر
 تہِ چمکی ہر موجِ دامِ طائرِ ہوش
 روحِ بخش آبِ خضر کی صورت
 دشمنِ نہد و قاتل پر ہیز
 تاک اور کسا سینچا تھا کوشری
 شفقِ صبحِ پنبہ مینا
 درِ انجم جو نکلی اندر سی

اور اوسکا بہوت مونہم پہلا

کھکشان پر ہوا وہ جلوہ گر

کھینچو بالائی قصہ نیکرا

ہو طلا کی نہ کچھ جہلک اصلا

بادلی گوز مین پہ پہن ہواؤ

پر نہو پہو لو نکی وہ تختون مین

باغین جا ہی پنچی ہاتھون تہ

ماہ فی موتیون کو خاک کیا

مشعل نور ہاتھ مین لیکر

مہر پرور کا حکم یہہ پنچا

پر وہ ہو کار چو بی تھری کا

کام دینیکا فرش کرواؤ

روشنی دور ہو دختون مین

خادمان محل کو لیکر ساتھ

نہو پہو لو نکی

تاناہ دل مین رہی ہوس باقی

خادمان محل کو یاد کیا

ایسی دیکھی نہ انکھہ سی نہ سنی

وہ ترنگین جد اجانی کی

برق و سیلاب کو بھی آشی م

مئی گلگون پلا مچی ساقے

مہر پرور جو باغ مین بہونچا

ایک ایک اونین شوخ وید تھی

وہ اُننگین بلا جانی کے

ایسی بی چین ایسی گرما گرم

نور کی صورتیں مزاجِ نفیس
 چور ہر ماہ پارہ سستی مین
 گوئی گوری تو ساؤنلی گوئی
 ایک ایک اونین قاتلِ عالم
 پیاری پیاری ہ بانکی بانکی ادا
 دل بُہانی کی یاد سب باتین
 وہ چھلاوی کی طرح سی پھل
 وہ ہر ایک شوخ چشمِ چاکست
 چچی اپنی گوی نکالی ہوئی
 چوٹیوں میں لیٹی تہین یون ہا
 اودی اودی ہسی کی ڈھیلان
 مطلعِ صبح وہ گریبان تہی
 ہلکی جوڑی رکھی تھی اپنی حضور

رنگ و حور و غیرتِ بالقیس
 محو و بیہوش خود پرستی مین
 حور تھی گوی تو پری گوی
 اور وہ اڑھتی جوانی کی عالم
 وہ ستم شوخی و غرور و حیا
 بھولی بھولی وہ لاڈلی باتین
 ترچھا انداز چال مین چل بل
 کنگھی چوٹی کچی کنچائی درست
 سرخ موباف گوی ڈالی ہوئی
 کیچلی مین ہنوجو طرح سی مار
 اور وہ تجربہ رنگِ سرخی پان
 شفقِ شام مسی و پان تہی
 بہاری جوڑی کی تھی پیاس دوی

پای جامی ہتی اونکی اس ج کے
 تہین ج بنین ہی سب و پہلی تہین
 ہتی دو پٹی سفید سادوی
 فقری جوتی پاؤنیں ایسے
 تہین زبورین ہیر کی غرت
 گلچ کی پنی ہتی کوئی محرم
 گوئی لابی کی پنی ہتی انگیا
 پور پوزا ونگلیو نمین ہتی چہلی
 ایک طرف محو سیر باغ کوئی
 چہلین آسپین کوئی کرتی ہوئی
 چال میں قیامت الہڑ پن
 خندہ زن کوئی کوئی بدوتی ہوئے
 کہی سیکل کا گوئیے پر آنا

فقری ہتی نکلی ہوئی سچکے
 اور مویات میں تہین کلیان
 ہتی رو پہلی نکلی ہوئی پیسے
 ہتی کرنکی جگہ پر موتی نیکے
 ہاتھ اوہتی جھڑ تو گر پڑی برت
 ہاتھ جھٹی ہنو کہی محرم
 سپہ بنگلا بنا تہا چکے کا
 جسکو دکھلائی دل میں چلی
 کوئی رنگین تو بید ماغ کوئی
 کوئی دم عاشقی کا بہرتی ہوئے
 وضع البیلی حسر کی چتون
 قہر کی چھیڑ چھاڑ ہوتی ہوئی
 وہ کمر کا کہی لچک جانا

گوئی چنیل تو محوِ ناز گوئی
 کس قیامت کی اونکی تہی نہ تار
 مدین ایک اک بہرہی تھی کھا
 اس قدر گرم تھین شعلہ غدار
 ایک ایک اونین تھی غضب کی کھلا
 توڑتی تھی گوئی پر ی گل کو
 پہول بالیمن اک پروتی تھی
 کہین جہولمین جہولتی تھی کوئی
 گوئی مہوش ملار گاتی تھی
 ناز سی کہتی تھی گوئی چنیل
 کوئی گل پرہن بزنک ہزار
 شاخ گل ہاتھ میں نغان لب
 تیر الفت جگر پہ کہا ہی ہوئی

گوئی چپ تون بان راز گوئی
 تھو کرین کہاتی تھی نسیم بھار
 دل مزید ارب کی آنکھ چنیل
 شہر افشان تھی آتش خسار
 کہیلتی تھی شکا رٹی کے آڑ
 خار دیتی تھی جان بلبل کو
 نہر پر کوئی مونہہ گودہوتی تھی
 پینگ شوخی سی سی ہی تھی کوئی
 کوئی گلر و بھسار گاتی تھی
 آج اختر کی گوئی گاؤ غزل
 اپنی گل کی ذاق میں افکار
 پاؤں پر پاؤں سوی خرچ نظر
 کو ادسی کی طرف لگائی ہوئی

شعر پڑھ پڑھ گئی وہی تھی کھڑی
 یوں تو نخل تھی وہ صبحِ منیر
 ناز و انداز سی وہ آئینِ جو
 آتی ہی گورنشِ بجا لائین
 بارِ بد شرم سی چہا ترِ خاک
 گائین اس ہٹا ہٹہ سی جو رینِ خیال
 کنجِ مرقدِ مین تان سین کی روح
 بزمِ سب گوشِ دل سی شئی لگی
 ایسا باند ہا تھا اوسنی سر اوچا
 برقِ سان ہراوچ کا تھا انداز
 کیا ہی اوسکا گلا تھا جو بن کا
 کس غضب کی سُرِ ملی تھی اولاد
 ہی بجا کر کہین اوسی اعجاز

آنسو و نکی لگی ہوئی تھی چڑی
 جسطرح بہیروین کی ہی تصویر
 حکم گانی کا پہر ہوا اونکو
 راگ اس طرح بیٹھ کر گائین
 کیا ناہید فی کفن کو چاک
 راگ گوشِ صوفی آگیا حال
 ٹپنی مانند طائرِ ند بوح
 راگنی ہی سر اپنا و ہنی لگی
 داودیتی تھی سرخ پر زہرا
 شمعِ محفل تھا شعلہ آواز
 صاف صندوقچہ تھا ارگن کا
 ساز و ر پرودہ اوسی کرتا تھا ساز
 الحن داؤد اوسکا تھا و مساز

تان کیا لی چمک گئی سبھلے
 لکھہ گئی لوحِ دل پہ وہ تحریر
 آفتِ جانِ تان اوچ پلٹا
 سر لگاتی تھی بے وہ ماہِ منیر
 کہٹ بڑھ اوس شگِ رکی وگہ
 اون سرو نکلی شست جو بس پا
 سُنکی اوس گل کا زمرہ آہنگ
 لولی چرخِ لاکھہ دون کی بی
 یہہ سان بندہ گیا یہ رنگ جما
 ہو گئی چشمِ ساز کو ہر باز
 شیشہ می گو لگ گئی پچھلے
 لبِ تصویر پر تھی شورشِ واہ
 ہو گئی مست سب در و دیوار

نور کی اک ہوا می تھی کہ چھٹی
 نقشِ حُب سان ہوا ہر اکِ تسخیر
 دل پہ شتر زن ایک اک فقرا
 دل پہ لگتا تھا آ کی تیر پہ تیر
 کتنی قانون سی زیادہ نہ کم
 ذائقہ سی جہان کی دل اوٹھہ جا
 نعمتِ سبجانِ باغِ خلد تھی رنگ
 پر کب اوسکی کمال گو پہونچی
 اہلِ محفل گو ہو گیا سکتا
 بنگی تارِ آنسو ویکے تار
 ڈبڈبا آئی چشمِ ساغر بہی
 شعلہٴ شمع کی زبان پر آہ
 بول اوٹھی طائرانِ نقش و نگار

نیم بسمل ہتی اہل محفل سب
 نہیر نیکرہ راگ و رنگ ہوا
 یاد لہ کتراسب اوڑانی لکین
 کوئی اوڑانی ہلال اور تارا
 سہری مقشش کی جو بند ہتی تھی
 کوئی زیر و رخت بیٹھی ہتی
 کہیں شاخ شجر میں باہن تھیں
 چاندنی کا سماں وہ عالم نور
 حسن میں ہتی ہر ایک مہ پارہ
 اپچی شوخ ہتی ہر ایک چنچل
 شب ہتی وہ وقت تہا بہاگ کاجو
 مہر پرور کی رو برو تہا ناچ
 ناچ گانچین اتنا تھا مشغول

قتل کہہ ہو کئی ہتی بزم طرب
 دف لئی مہ سماپہ رنگ ہوا
 چاندنی کا سماں دیکھانی لکین
 نور سی ایک ایک انکارا
 بجلیان کووندی تھیں روشن سے
 نہر پر ہتی کیسکی جلوہ گری
 کہیں عاشق کی دل میں باہن تھیں
 ہر طرف چاند کا چمن میں جلوہ
 دم میں کر دی فلک کو آوازہ
 دیکھ کر جسکو ہوئی دل بیل
 باندہ لیتی ہتی اوسکی دھن دکو
 مہوشین تھیں وہ چیدہ جو دس پا
 رنگ دنیا کا سب گیا تہا بھول

ناچنی مین اگر او ٹھایا ہاتھ
 ہٹو کروں سی جگر کیا پامال
 یا تو ڈاٹو کر دیا بسمل
 ٹپ پٹی کی لی بہاگ مین جو
 راگ ہاتھ اپنی باندہ کر آیا
 تہا تہہ تہا اوس پر چا آفت ہو
 کیا دم رقص تہا تہہ بانکا تہا
 و و نو عارض تہی غیرت مشعل
 راس چپ مشعلو نکا یون انداز
 نور کا وہ ہر ایک سازندہ
 وہ گمک بائین کی ہتہ کی تہا
 عجب انداز سی او تہا بی ہاتھ
 کچھ نئی ہاتھ وہ نکالتی تہی

سازنی ہی دیا نہ وین ہاتھ
 وین انعام ہی ہوا زرو مال
 بچہ گیا پاؤں کی تلی ہر دل
 نہ رہا ہوش ہر فرشتی گو
 دیکھ اس راگنی گو گہرا یا
 سری پاتک تہی وہ گلانی پوش
 طرز طاؤس بوستان کا تہا
 کچھ نہ تہی ادسکو حاجت مشعل
 جیسی کہولی پری پری ہوا ز
 سحر کار ایک اک نوازندہ
 اور وہ بارنگیوئی سر کا ملاپ
 گزشتہ چشم قہر او کی تہا
 دیکو ہر مذہب پی ڈالتی تہی

کبھی سارا بدن وہ مسکانا
 کبھی غمزیسی مسکرا دینا
 وہ کلائی میں شاخ گل سی لچک
 مثلِ طاؤسِ مست ایسی تنی
 حلقہ دست جب ہوا بالا
 سر پہ رکھا اولٹ کی جب آنخل
 ناز سی سر پہ جبکہ اوٹھ گیا ہاتھ
 ہاتھ دو نو جو تاکر آئی
 جیش ابرو کی ایک قیامت تھی
 چٹوئیں وہ حلال کرتی تھیں
 ڈور اگر دن کا قتل کرتا تھا
 دیکھو اعجاز اوسیکے ٹھوکڑ کا
 جب چمک کر لیا گونی توڑا

کبھی دامن سنبھالتی جانا
 کبھی تیور کا وہ چڑھا لینا
 اوپری سینی کی ہی ڈھک
 چوٹی ایڑی سی لگ گئی اوسکی
 بن گیا گرد ماسکے ہالہ
 ماوتابان پہ چھا گیا بادل
 اہل محفل کو تہا سرو ہی کا تھا
 دو ہلال ایک جاتظر آئی
 وہ پھڑک تھنوں کی پہی تھی
 ٹھوکرین پایال کرتی تھیں
 صاف تیغِ قضا کا ڈوڑا تھا
 مثلِ بلبل تھی بیغی نعمہ سدا
 شعلہ جو الہ فی ہی جی چھوڑا

برقِ آسا نظر میں کوند گئی

ناپنی والون کا ہوا توڑا

واہ وا کہہ رہی تھی ساکنِ عش

دیکھ کر اسکی ناپح کا عالم

بزمِ انسان میں جو رقصان ہی

ناپح اس گل کا لاکھ اور لہی پر

حور گواہی دے مسک بہاؤ

ناپحی اس طرح کت وہ ماہِ لقا

نازی موندہ پر رکھی اولٹا ہاتھ

سنی والونکی تھی گلچنی ہاتھ

جب وہ لیتی تھی گلچنی ہاتھ

کب وہ ستا رہا تھی ہواؤ

جسکو تپوری بد لکی بتلا یا

جای سبزہ د لو نکوروند گئی

مشری فی بھی ناپنا چھوڑا

بوسی لیتا تھا پاؤں کی لبِ نش

ساکنِ خلد کہتی تھے ہاتھ

شعلہ پر قِ طور رقصان ہی

پردہ چٹون کہانی لائی پری

دامنِ صبرِ دل مسک جائی

وجد کرنی لگا تدر واد ادا

گائی وہ کافور اس داکی ستھ

دم پڑکتا تھا ہر اوپجی ستھ

جب وہ لیتی تھی گلچنی ہاتھ

حسن کی خشن کا بتاتی تھی بہاؤ

وہ مین تپوری بد لکی بتلا یا

جان اوسنی سسک سسک رہی
 مسکرائی تو گر پڑی بجلی
 جس پہ ڈالی ذرا رسیلی آنکھ
 ہو گیا دم میں اوسکا اور ہی
 ساتھ ہر بول کی وہ اٹھلانا
 جسطرف دیکھو رقصِ سہل تھا
 شورِ رقاصی کا فلک پر تھا
 سب وہ بھلاتی پہرتی تہین دل کو
 عیش و عشرت کی بس وہ سامان
 پی گئی می ہر ایک متوالی

جسکی جانب بنا کی سسکی لی
 تیر مارا جد ہر نطر پہلے
 ایسی آفت تھی ویشیل آنکھ
 آنکھیں وہ مانگنی لگانی الفور
 وہ کہی بیٹھ کر فیل جانا
 وہ سان دیکھنی کی قابل تھا
 اسی عالم میں مھر پرور تھا
 تہین جو لاکھوں سہیلیاں خوشخو
 تخت کی غٹ ہر طرف غایان تھی
 ساغرِ عیش ہو گیا خالی

ساقی ہر وی جاری جہنم کو پہنچ

نقشہ کا ہو چکا مڑا آخِر
 کرتا ہی فی شعور و نکو وہ تباہ

عشق ایسی بڑی بلا ہی آہ

ہوئی دیوانی اس میں نشند

سیکڑوں اس میں ہو گئی مخون

پرنہ اس کی سپکا پاس کیا

مھر پرور کو نید جو آئی

ہوئی برخاست یہ سماں سارا

جہین ہی استراحت اس کی بھی

ہو گئی پھر پلنگ پر وہ دراز

سب فی مجری ادب سے کی

پاون گوی حسین بانی لگی

ہوا برخاست سارا وہ جلدا

کیا آرام سب فی بستر پر

ہوا خالی جو باغ وہ سارا

پناہ کن بن پناہ کن

سیکڑوں اس میں ہو گئی دلبند

عاقل و ذوق منون ہوئی مفتون

ان غمون پر ہی دل کو داغ یا

موندہ سی اپنی یہ بات فرما

ماہ کا اب کرو گنا نظارا

دلو تشکین اپنی کپڑے بھی

آئین سار ہی جلسین اور ہمارا

عہد ہی ہاتھوں سی اپنی پھر دہر کے

جہل کی نیکھا گوی سلانی لگی

نہ چمن میں کوئی بھی پھر ٹھہرا

اور بلا ای محضر پر و پر

سو تاتھا کب فحش کا مارا

سیکڑوں اس میں ہو گئی دلبند

ہوتا تھا باغ باغ شاہی	آشنا تھا نہ بی مرادی سی
لیٹی لیٹی جو دل میں کچھ ائی	بغشینوں سی بات فرمائی
پاس سی میری سب لگتا مین	بی بلائی نہ پہرہاں آئین
عوض کی خاموشی کی دعا	رہی ظلِ حند اپنی ظلِ خدا
آپکو چھوڑین کس طرح تنہا	کہا جاؤ نہیں ہی کچھ کٹھکا
چار و ناچار باری وار چلی	ٹھہری جا کر وہ قصر کی نیچی
شاہ تکیہ کو زانو میں لیس کر	دیکھتا تھا بھسارِ باغ و تر
کہتا تھا کیا ہی میری صورت ہے	قدرتِ حق کی ایک صورت ہے
مثل میری نہیں ہی کوئی یہی	بات یہہ مونہہ سی بچھکی یہی تھی
کہ یکا یک غنودگی آئی	خوابِ فی دل میں جو جگہ پائی
انکھون کو اپنی بند کر کی وہ شاہ	اور مقابل میں اپنی لیکر ماہ
سو گیا بی خبر وہ بستر پر	زیرِ سر رکھ کی بالشتِ انور

آدھن ماہ پر دین ماہ دس مہر پر ہشتاد

ساقیا پھر شراب دی امیسی
 بنی خبر ہو کی کچھ تو خواب کرین
 ایک نامی پری تھی نہرہ پری
 اوسنی ایک بادشاہ کی دختر
 صغر سن میں اسکو لائی تھی
 بڑی محنت سی اسکو چالا تھا
 ہوئی حبیبہ جوان ماہ لقا
 ناز اسکی بہت اوٹھاتی تھی
 نہرہ اسپر تھی جان سی بان
 ماہ پروین پہ تھی وہ لسی خدا
 نہرہ فی تخت ایک دیا تھا اوسے
 سیر کو اوسپر روز جاتی تھی
 ساری پران تھیں حکم میں اسکی

خواب میں ہی کہی نہ ہو چکی
 مئی غم جام دل میں اپنی بہرین
 پروین کی بادشہ کی بیٹی تھے
 اپنی بیٹی بنائی تھے لا کر
 کہ بہت اسکی دل کو بہائی تھی
 ماہ پروین رکھا تھا نام اسکا
 نہرہ ہی کو تھا اوسنی مان جانا
 بات نکلی نہ آتی پاتی تھی
 شادی کر لیا اسکی تھار مانا
 نہ کیا حکم رو کہی حاشا
 بیٹھ کر لطف اسپر شادی کی
 باغ و مہر کو دیکھ آتی تھی
 جو کہی جیسی وہ وہی کر دی

ہتی شب چاروہ جو وہ مشہور
 ماہ پروین کی لہلہ آنی منگ
 اوسکی ہتی خالازاد ایک شیر
 ہتی رفیق اسکی ہر ہر شیار
 ایسی ہم ہتی اسکی ہر گل رو
 ماہ و شش اوسکو پر یان کہتی تھیں
 ماہ پروین فی تخت منگوایا
 اور کہا سیر کو چلو گے بوا
 کہا جی چاہتا ہی باغ چلین
 کہہ لین دو چوکیاں یہی منگو کر
 ہو چکا جب درشت سب سامان
 لکشان پر وہ تخت خیمہ پہنچا

جَلَّ مِنْ لَدُنْهِ الْاَلَهُوْ

اوسی شب کا یہ ذکر ہی سطور
 کہا دیکھو نگلی باغ کا مین رنگ
 عقلمند اور صاحب توقیر
 بڑی چالاک اور بڑی طرار
 غم اوسی ہو یہاں پہی آنسو
 دو نو با ہم ہمیشہ رہتی تھیں
 ماہ و شش کو قریب بٹھلایا
 اوسنی پوچھا کہ ہر کہاں کس جا
 پاؤنگی نہی ہم گلوں گوہرین
 تانہ ہوا حیات جگمگ جا کر
 تخت گو لی اوڑھیں اوو ہر پر یان
 مہر پرور کی باغ کو دیکھا

کَيْفَ لَا مَا يُقْلَ وَلَا مَا هُوَ

کہ عجب طرح کا بنا ہی باغ
 اودی اودی گہری جوی گہنا
 غنچہ گل کی وہ چکنی کی وہوم
 وہ عروسان باغی عالم
 ہر روش کی پری وہ آتش
 وہ روش پری اوسکی نادر کا
 چار سوسلمہ زمین ہموار
 عکس گل کی وہ چار سوسلمہ
 ہر روش پر وہ سبز شاداب
 مازک ایسا وہ سبز زیر پا
 سبزہ زار چمن اگر دیکھی
 مس جو ہو جای سبزہ گلزار
 کیونچ سبزی ہو بھار چمن

دیکھ کر جسکو دل پہ ہو ایک داغ
 شفق چرخ کا وہ لطف جدا
 تنہ سبجان باغ کا وہ ہجوم
 وہ سچی زیور و شبنم
 تھل دانو کی یہی وہ زیبائش
 صورت قطعہ خط گل زار
 خوش قد و خوش ناما تمام شجا
 کہ نہیں احتیاج سُرخ کی
 سبزہ روی ہو شان کا جواب
 پای نظارہ سی جو ہو پامال
 سبزہ خط غلامی خط لکھدی
 سبزہ ہو دامن نسیم ہار
 کہ زمرہ ہی آبیا چمن

یون خرامان اوشش نہ باد بہا
 جگنو کالی کہٹا میں اوڑتی ہیں
 وونین کیا خلد سی مثال چمن
 سایہ تک جنگا سبز اور پر خرو
 صاف ہر نخل تر ہی آہنہ سان
 ناشپاتی کسی طرف کہیں سب
 ہر ترخو شگوار و نازک تر
 دل شکفتہ ہیں صورت گل تر
 خار رنج مذاق سی آزاد
 صبح ہی وہاں کی مثل صبح جانا
 چاندنی نی وہ لطف پایا ہی
 سطر نیز اوس چمن کی ہی نسیم
 پہول اوس مانگی جو حورین باطن

جس طرح مست کو چہ خمار
 آتش گل کی یا شراری ہیں
 ایسی پر نور ہیں نخل چمن
 جیسی فانوس سبز کا پر تو
 گل نارسہ شاخ سی ہیں عیان
 مثل رخسار حور عقل فریب
 غنچی ہیں بلبلوں کی شاخون
 خوف گل چمن نہ باغبان کا خطر
 وصلت گل نصیب حسب مراد
 شام ہی شک شام زلف تیان
 جسکا خورشید ساز سایا ہی
 کہ معطر ہی جسی مغرب شمیم
 پیرہن اپنی کس خوشی سی بسا میں

بسکہ افزا طِماز کی سی ہی سیم
 گل تو کیا اسقدر ہی عالمِ خا
 نالہ عاشقانہ بلب
 جب اوڑا یا صبا فی و ہانسی غبا
 عہدِ رضوان کو وہان ہی پین
 سرمہ چشمِ بلبلِ فردوس
 آکی ادس باغ سی ہوائی ارم
 کیا صفا بیز ہی بھسارِ حمن
 سطلہ آب جو ہی آئینہ سان
 اسقدر آب ہی صفا پرو
 کہہ رہی ہی ہر اک ہزارِ حمن
 قدرتِ حق کی نور کو دیکھا
 او سکی ستاعی کھل گئی بالکل

بچکی حلتی ہی شاخِ گل سی سیم
 دامنِ دل او لچتا ہی ہر بار
 ہی نکپاش زخمِ سینہ گل
 بن گیا وہ برنگِ ابرِ مبار
 ہی غبارِ اوسِ یاضِ رنگین کا
 غازہ چہرہ گلِ فردوس
 خاکِ لیجاتی ہی برای ام
 آب گوہر ہی آبشارِ حمن
 مچھلیاں کیا کہ تہ تلک ہی عیان
 پانی پانی ہی جستی آبِ گھر
 یادگارِ است این بہارِ حمن
 او سکی ہر جا ظہور کو دیکھا
 دیکھ کر نہرِ وسر و خچہ گل

باغ ایسا نہ تھا پرستان مین
 ماہ پروین یہ بولی آہ بوا
 کبھی بس بظارہ اس جا کا
 بولی ہوش کہ واقعی ہی خوا
 تحت اپنا اوتار جب اوجھا
 بادی کا ہی سب مین پرش
 پردی زرو وزی فقری ساری
 پڑی مین ہار گل کی پڑ مردہ
 سہری مقش کی لٹکتے مین
 فرش مین جا بجا مشجر کے
 ہر شجر کی تلی پلنگری پیچھے
 حسن پر یان گین دہ ہول اپنا
 اونین ہر ایک شوخ دیدہ ہے

کٹھکا ایسا ہوا دل و جان مین
 تہنی دیکھا یہ باغ ہی کیسا
 باغ ایسا کین نہین جاشا
 د لگو میری یہی ہو گیا مرغوب
 تو عجب طرح کا سماں دیکھا
 دیکھ کر جسکو آئی غش غش
 موتیوں کی مین اونپہ جال ٹکی
 جسکی سنو کی سی زندہ ہو مردہ
 عاشق زار سر پٹکتے مین
 برج اکثر مین سنگ مرمر کی
 اونپہ ایک ایک ناز مین سوئے
 ہوا پہلو مین دل طول اپنا
 پردہ ناموس کا وریدہ ہے

شب بسی مستی ہو تو نکلی او پر
 عطر کی وہ مہک وہ پہو لو نکلی بڑ
 سادی سادی لباسِ نیشین
 وہ تو سوتلی مین پہول ہستی مین
 سادی سادی بناؤ سی طیار
 تہی قرینی سی سب سچی گہنی
 تہمین طلا کی وہ اوس پہیر کا
 بجلیان مین جڑاؤ کا نو مین
 ماہ پروین فی حال جب دیکھا
 لاوی حق ان پر کوئی بد نہ گہری
 دیکھتی کیا ہی وہ پری چہرا
 کامدانی کا ہی وہ نیچی فرش
 پہو لو نکلی ڈالیاں مین گردن

اور لکھو ٹا بہی اوس پہ خون جگر
 اور درختوں کی نیچی سب گلرو
 خواب غفلت مین ہی چمن کا چمن
 دیکھنی والی سب ترستی ہین
 زیور وین پر تمام ہیر کا کار
 پاؤ مین دودو چوڑیاں پہنی
 دیکھ کر جسکو جابی ہوش و قرار
 تہلکہ سا پڑا ہی جانو مین
 دل سی کہنی لگی کہ صلے
 ناگہان اک طرف نظر جو پڑی
 کہ رو پہلی کہنچا ہے میگہرا
 دیکھ کر جسکو دل کر سی اش اش
 بدھیان ایک سمت کو مین ہرین

ڈالیاں مین تمام پہو لونکی
 چاندنی کی بھاری ہی ہر سو
 عطری ڈالیاں مہکتی مین
 بیچ مین ہی پلنگ مینا کار
 استراحت مین ماوہ کامل ہی
 چاند حیرت سی مونہہ کو نکٹا ہی
 چاند چہرہ سی جو مقابل سیہ
 آسمان پر وہ تہر تہراتا ہی
 صدقہ کرتا ہی اسکی نور پر نور
 دیکھ کر شکل رنج سہنی لگی
 چاند کی روشنی ہی یا اللہ
 جامدانی کا ایک انگڑکھ تھا
 گلیمین موٹیو نکا ایک مالا

ہر طرف ہی بھار جھو لونکی
 باغ مین لالہ زار ہی ہر سو
 نہر مین کیوڑ کی سب جھلکتی مین
 چادر مین پہو لونکی مین سب طیار
 عیش و عشرت ہی ساتھ شامل ہی
 پیر چرخ گہن گو سکتا ہی
 اس قمر سی ضیا کا سائل ہی
 داغ ہر بار دل پہ کہتا ہی
 پاس آداب سی کھڑا ہی دور
 اپنی دل ہی مین دل سی کہنی لگی
 یا گوئی آدمی ہی غیرت ماہ
 او سپہ تھا جال سب چواہر کا
 جیسی ہو کر د ماہ بیگے ہالا

نورتن کی وہ جوڑی بازو پر
 سمرن موٹیوں کی یکتا تھمیں
 پاؤں میں پایا جامہ اطلس کا
 زیبِ سرتاج ایک صاع کا
 حسن ایسا کہ ماہ کو تہا شک
 انکھڑیاں وہ خار آلودہ
 بل پہ بل مونہہ پہ زلفیں کیا تھیں
 سرخ گلرنگ لب وہ پیاری تھیں
 ہتی علامت کواری نیکی سب
 بہوین و نولہال گردون تھیں
 رنگ سرخ و سفید مثل گلاب
 تیکہ زانو کی پیچ میں کہہ کر

جسکی پسندنی پڑی تھی زانو پر
 دونوں ہاتھوں میں خوب زیبا تھیں
 اور کلیون میں او سکی گوتہ کا
 کوند جاتی تھیں بجلیاں ہر بار
 قطری شبنم کی تھی بجائی شک
 سم ہی جامِ شراب میں سودہ
 مارِ چپان کو لہریں آتی تھیں
 بی گنہہ حسنی لاکھون ماری تھی
 دیکھ کر دل کو چین آوی کب
 زلفیں ماریسہ سی افزون تھیں
 کیا بیان کچی او سکی آبِ تاب
 سوتا پی بی خیر نہیں ہی خبر

عاشقِ دل پر دیں جھوٹا درد و افسانہ جمال باکمال شاہزادہ عشقِ دل

ساقیا جام می پلا مجھ کو
 مدتوں عیش میں گذاری ہی
 سخت مشکل ہی اس سی چٹکارا
 ماہ پروین کا اور حال ہوا
 و نو ہاتھوں سی دل کو تھام لیا
 بی خبر ہو گئی یہ گہبر اگر
 ماہ و شب بولی کیا ہوا ہی
 اسی بوا جانتی اگر ایسا
 آنکھوں سی اشک ہہانی لگی
 نہر پر گاہ و وڑی جاتی تھی
 کہتی تھی دیکھی چشتی بو لو تو
 صد فی جاؤن ینہ کیا ہو تجھ کو
 مہر کی کتنی بے حال ہوئی

لذت عشق سی چکا مجھ کو
 چودہوین شب کمال بہاری
 کر چکا عشق اب تو آوارا
 جینا دم بہر اوس سی بال ہوا
 عشق فی اوس سی اپنا کام لیا
 کب پڑی بی حواس عشق کہا کر
 آگئی کونسی بلا ہی یہ ہے
 بلاقی تجھ کو نہ باغ میں جاشا
 توڑ کر پہو لو نکو سنگھانی لگی
 کیوڑا چلو میں بہر کی لاتی تھی
 اسی ہن اپنی آنکھیں کہو لو تو
 نہیں کہہ ہوش اسی بواجکو
 مہر کی کتنی بے حال ہوئی

مان تیری نہ باپ اسجا ہی
 اسکی تدبیر کیا تباؤن میں
 بہنا صدقی ہو آنکھیں کھولو تو
 عشق میں یہ تمہارا حال ہوا
 تہنڈی سانسین نہ بہر تیری صدقے
 کس فی افسون آج مارا تھا
 لتوی سہلاقی تھی و رشکِ قر
 قطرۂ اشک جو گری کیسر
 ماہ پروین فی آنکھ جب کھولی
 کچھ نہیں کچھ نہیں بواو اللہ
 پھرتی پھرتی پہرا جو سر میرا
 دل نہ ٹہرا عجیبِ حال ہوا
 ماہ وشن لی سچ یہ کہتی ہو

اب فقط آسر اخذ کا ہے
 کس سچی چون کدھر کو جاؤں میں
 کچھ لبِ شکرین سی بولو تو
 میری دلیر عجب ملال ہوا
 تیری آئی بلا مجھی کو لگے
 تخت اسجا پہ کیوں اوتارا تھا
 ماسی اوسکی دلکی تھی نہ خبر
 تری اوسکی جو پہونچی چہری پر
 اپنی خواہر سی اس طرح بولی
 کیا غم کیا عشق کیسی راہ
 مینی چاہا سب نبھا لوں بہتیرا
 غمش ہوئی اسقدر ملال ہوا
 غم جو یہ چکی چکی سہتی ہو

کیا بہلا اسی حاصل ای بہینا
 ابھی تک یاد ہی مجھی وہ گہری
 ہوا تھا حال دل کا کیا تبلا
 نگہوگی جو حال مجھی تم
 سچ ہی معشوق یہ تیرا ہم کو
 وہ ملی تمسی تم ملو او ویسے
 پایا جب مہربان او سکو کمال
 جیتی جی مر گئی خدا کی قسم
 نظر انصاف سی ذرا کرنا
 سامنی اسکی چاندنی کیا ہی
 سچ بتا ایسی دیکھی ہین چوں
 نیم و آخِشہ پر یہ حالت ہی
 پلکوں کی زخم لگتی ہین کاری

یہ وہ سمجھی نہ حسنی ہو دیکھا
 اوسے جدم تھی تیری آنکھ پر
 جھوٹ اچھا نہیں ہی یہ بخدا
 مول لوگی ملال مجھی تم
 تجھی او رہم سی کیا بہلا ہم کو
 بس چتاؤ نہ اتنی تم نخری
 تو کہا سن بوا میرا ہی یہ حال
 اس بشرنی دئی ہین دروالم
 نہیں بیفائدہ میرا مرنا
 کہیں ایسا جوان دیکھا ہی
 یہ ملاحست یہ رنگ یہ رعن
 جان جاتی ہی قد قیامت ہی
 ای مین قربان اسپہین داری

تیغ ابرونی بی اجل مارا
 صدقِ مینِ نیت کیا ہی پارتی
 کنسی ایسا مکان دیکھا ہی
 ماہ و شہل کیلا کی پرتو ہنسی
 اسلمی یہ سرائع دکھلایا
 بولی یہ تجگو میری سر کی قسم
 بولی مہوش جو کہ توجھوت
 سچ جو پوچھی تو ماہ پر وین
 پھر ہوئی تو جو اسپہ شیدا
 آہ افسوس اسکو عشق ہوا
 ورنہ مین ہی ہوئی تھی یوا
 اب جو پوچھو وہ بہائی ہی
 جہی تک او پہ دل میرا تھارا

زلف سی آنکھ مین ہی اندھیا
 چاند چہرہ ہی خال تار ہی مین
 کنسی ایسا جوان دیکھا ہی
 بولی کم بخت ہی بڑی خندی
 اس لمبی تہا یہ باغ دکھلایا
 کہہ مفصل نہو جو بیش و کم
 ہنیں جو امر سچ ہو وہ کہہ و
 لگا مجھ پر ہی اسکا تیرنگا
 مینی دل مین یہ بات بھرائی
 مین کرونگی نہ اب خیال فرا
 یہہ بلا جان تجھ پہ تھی آنی
 نہ رکھو اپنی دل مین کچھ کھٹکا
 آپکا سب بجا تھا ہوش و قرار

اب ہوین اپ اوسپہ پروانا
 ماہ پروین یہ بولی پھنس کر
 تہین اوسی لگاؤ دل کو بوا
 شوق سی میری جان بسم اللہ
 وہ جلی جو کسی کی ہو دشمن
 ہنسکی کہنی لگی وہ غیرت حور
 تیری دیدیسی دڑی ای تیرے
 کتنی آفت ہی تو ہی او بد ذات
 سو یہاں گوی یار باز نہین
 وہ مبارک رہی تہیں کو حضور
 بولی نہ بت نہین خدا نگری
 جھسی چار آنکھیں کچھی گا وزا
 کہپ کی کہنی لگی وہ غیرت ماہ

بہا ہی مینی پیرا و سکواب جانا
 نہ بناؤ یہ باتن ای خواہر
 کچھ جلن محکو ہی نہین اصلا
 محکواب اوسی کیا غص ایاہ
 عین راحت ہی چشم مارو
 ایسی فقر و غنیمت آکئی من ضرور
 کیون لی مرتی ہی مجھی رندی
 پیش بند کی خوب یاد ہی گہا
 عشق میں بھی کچھ امتیاز نہین
 ہکو خواہش نہین پر بھی کہ حور
 دشمنوں کو تہا ہی عیب لگی
 صاف دیدہ ہی نہینا کتنا
 تم ہی کتنی ہو بدگمان واللہ

کوئی جانی کہ سچ ہی واہ بوا
 تم خفا ہو کہ خوش سنو میری جان
 جب کہ کہسیانی ہو گئی وہ قمر
 ای پریر و مضائقہ کیا ہی
 تمنی تو کردی زندگی دشوار
 متمو صاحب ہنسی میں وتی ہو
 خیریون ہی سہی خدا کی پناہ
 چلو تقصیر کی گناہ ہوا
 یہہ تو آزر و گی کی بات نہ تھی
 میں ہوں لاچار اپنی خلقت سی
 یہہ اگر جانتی تو کیوں ہنستی
 پاسداری تو او کی یہہ سب تھے
 عذر تو او سی کرتی جاتی تھی

یہہ ہنسی کی بڑی ہی راہ بوا
 اتنا ہنسی کہ روندی انسان
 نازی بولی آپ پہنس کر
 آدمی آدمی سی ہنستا ہے
 بات کرنی ہی ہو گئی دشوار
 سید ہی باتو نہ ٹیڑھی ہوتی ہو
 جان چوڑو کہین بواللہ
 بہولی میں مجکو اشتباہ ہوا
 رنج کا گہری سچ ہی خوش طبعی
 دل لگی بن نہیں قرار مجھی
 کچھ عداوت خدا نخواستہ تھی
 پر شرارت سی چوکتی کب تھی
 اور پردہ کی پرستانی تھی

کو بظاہر یہ عذر خواہی ہی
 اب ہنسی تو مجھی یہ آتی ہی
 بولی جھلا کی وہ پری مثال
 دیکھو پہر چہر چہاڑ کرتی ہو
 خیر ہی تمکو شہر کر وگی کیا
 رترین سستی کی دل کو تاب نہین
 پاس اب پہرا ہٹا دوں گی
 اب کہا تک پہلا میں ضبط کروں
 ناز و اغماض سی ہر شک پری
 لوگو کیا کوئی اپنا مونہہ سیلی
 آپکا کوئی نام لیتا سی ہے
 یوں بین القصبہ چہر چہاڑ ہی
 پہر چہنسنی میں کچھ خیال آیا

دل کا مالک مگر خدا ہی ہی
 مجھ پر الفت جانی جاتی سی ہے
 بس بس اب اگی تجھ کو ہوگا ملال
 دیکھو پہر تم بگاڑ کرتے ہو
 اور کچھ تہمتیں دہرو گی کیا
 اب میری پاس کچھ جواب نہین
 لاہوں صلوات میں من سنا دوں گے
 آخرش میں یہی پتار کہتی ہوں
 مسکرا مسکرا کی کہنی لگے
 گوئی آسمین یہی بات کری
 اسمین صاحب کا تذکرہ کیا ہی
 دو گہڑی تک اوسے ستیا کی
 گلی لپٹا کی او سکوفر مایا

سُن تو اوبی شعور یہ کیا تھا
 اری ل دیکھتی تھی مین تو تیرا
 ہنسکی کہنی لگی وہ رشکِ قمر
 خوب کیا مجھین پانی مرتا تھا
 ایسی پیو وہ ہو گئی تھی مین
 میری تو خود ہنسی کی عادت ہے
 آدمی کیا جو خوش مذاق نہ ہو
 کہا اوسنی چلو نہ بڑھ کر تم
 کیا اس امر کا جو یہ مذکور
 تجسی ظاہر مین کرتی کیون یہ حال
 ماہ پر دین کر اب نہ یہ گرمی
 وہ تیرا ہو گا اوسکو تو مطلوب
 ماہ پر دین گلیمین باہین ڈال

پھل مین جھینپا یہ کیسا تھا
 تو فی کیون است در بر امانا
 کیون بر امانتی مین ای گل تر
 کیا مجھی ہی وہ پیار کرتا تھا
 دل لگی کیا نجانتی تھی مین
 رونی صورت سی مجھ کو نفرت ہی
 مین یہی ہنستی تھی ای بتِ خوشخو
 عقل و ہوش آنکی ہوئی ہین گم
 ہوتا مجھ کو اگر یہی منظور
 اری تو یہی ہی بیوقوف کمال
 سرد ہو کر دیکھا اوسی نرمی
 بندشین باندہ تھی ہو مجھ پر خوب
 بولی کیا کم ہی تیرا حسنِ جمال

کیا نہو گی کسی پہ تو مستون
 اب تو تدبیر کچھ بتا ایسی
 کہا اوسنی کہ اور کیا تدبیر
 ماہ وش کو وہ لکلی ای ساہتہ
 بید ہڑک قصر پر ہوئی ورون
 پہونچن و نو پلنک پاسن چین
 سرسی پاتک بلائین لینی لگی
 ہنسی بی اختیار مہ وش ج
 ہو گئین تم تو نشن ن اشد
 کہین اسکی نہ آنکھ کھل جائی
 ماہ وش بولی تو ہی یوانی
 ہم سو اتجہ سی تو ہی اسی سوا
 کام تو فی نہ کچھ کیا اب تک

کیا نہو گا تیرا گوئی مجنون
 جو شگفتہ ہو میری لکی کلے
 نکر و پاس جانی مین تاخیر
 ہاتھ مین اوسکی اپنا ڈالی ہاتھ
 زیر نگیرہ سوتا ہا یہ جان
 ماہ پروین قدم بڑھا کی ہین
 اور لاکھون عائن بینی لگی
 ہوئی شرمندہ بولی یہ رورو
 کیا ہنسی کا سخن بیان تھا واہ
 بیٹھی پھلائی آفت ایک آتی
 تیرا ہی حسن مین نہیں ثانی
 لا خیال ایسی باتو خانہ ذرا
 طعن تشنیع کی سخن کب تک

بولی مجھ کو تو کچھ نہیں آتا
 عشق مینی نہیں کسی سی کیا
 کہا کچھ لی نشانی اسکی ضرور
 اور تو اپنی کچھ نشانی دی
 نہیں معلوم عشق کچھ اصلا
 مان خوش اور نہ باخوش ہوئی
 ہاتھ میں اسکی ایک انگوٹھی تھی
 وہی انگلی میں اسکی پیادھی
 صدقے بس اسکی سات بار ہو
 مہر پرور کو جب انکھو ہئی دی
 سوتیکو حق کی حفظ میں دیکر
 مہر پرور کی جگہ آتھا بلکہ
 ماہ و شنی کہا چلو بند

بس فقط دل تو ہی پسا جاتا
 مینی اسکا نہیں مزا چکھا
 کہ دل اور جانکو ہو اوسی سرو
 عشق کا حال تاکہ اسکو کہلی
 سوتی لڑکی کا چو مامونہم ہی کیا
 بات وہ کر جو عقل کو کہو دی
 تھی کئی لاکھ درہم ن گولی
 یہ نشانی بس اپنی گویا دی
 چاند سی مکھڑی پر نشان ہوئی
 اسکی انگلی سی مہر پہر لی
 مہر پہر اسکی انگلی سی لیکر
 دل گئی اس نام نی دیا آرام
 گوئی اس حال سی نہوا گاہ

زندگی ہی تو کل پہر آونگی	پہر سین آکی او سکوپا ونگی
چلین و نو و ہانسی پہر کیبار	ماہ پڑوین کو تہا نہ غم سی قرار
مہوش او سکود لاسا دیتی تھی	سو نہہ کی لاکھون بلائیں لیتی تھی
کہتی تھی مطلب دلی ہی حصول	مین تیری صدق اتنا کیون ہی
رنج و غم تم نہ کہا و میری جان	بیو فاقہ و فی ہن یہ سب انسان
و ہاں تنہی لگایا دل اپنا	بی بی کی سوا نہیں چار
رو کی آنکھوں کو یوں نہ کر تو لال	نہ پریشان کر اپنی سر کی بال
کل تجھی پہر یہاں مین لاونگی	بلکہ کل او سکوبھی جگا ونگی
لہو پانی نہ کر تو ایک اپنا	ابھی تو غش ہی سی افافہ ہوا
تخت پر و نو آکی مہین پہر	اوس سا گونہ چوڑ کر آخر
اپنی گہر وہ گین بجا لزار	خواب مین یہ یہاں ہاں شرار

بیدار شدن شانزادہ و مہر خود تملکش نمودن

ساقیادی بھی شرابِصال عیش و راحت سئل ہوا پامال

ابھی واقف نہیں ز مانی سی
 سرو و گرم زمانہ چکھیں اب
 دن جوانی کی گزری جاتی ہیں
 ابھی ہی عشق میں مزا حاصل
 تاکجا ملک و مال میں کاٹیں
 تاج اور تہک کب تلک دیکھیں
 رہیں کب تک مثال سرو و آزاد
 گل رخ کب تلک ہوتا مازہ
 سرمہ کب تک گہلا میں آنکھوں میں
 اپنی بلبل کو کب تلک چھوڑیں
 عیش میں کب تلک ہوں بیچ
 تاکجا غوہ حسن پر ہم کو
 اپنی قمر کی دل کو کر دین شاد

ڈر نہیں دل کو جان جانی سی
 اب نہ چکھیں کی تو ملیگا کب
 روز پیری کی دوڑی آتی ہیں
 بعد چند ہی ہوتا تو کیا حاصل
 زر فقیر و نکو کب تلک بائیں
 کب تلک دورہ فلک دیکھیں
 سینن قمری کی کب تلک فریاد
 مونہہ پہ کب تلک ملا کرین غارہ
 حسن کب تلک پہلا میں آنکھوں میں
 کب تلک اوسی مونہہ کو ہم موڑیں
 ساغر عیش کبھی کب تلک نوش
 تاکجا عیش میں یوں خوش ہو
 عشق میں آپ ہی بنیں شمشاد

ہوا جس وقت صبح کا ترکا
 بلبلیں آکی بولین شاخون پر
 آنکھیں یکبار گھل گئیں سبکی
 بہینی بہینی وہ روشنی اوجھا
 اوسکی قطریں میں تھی تپوٹ
 آئینہ لکلی ہاتھ میں کوئی
 گوئی کرتی تھی محرم اپنی دست
 دیکھ کر کوئی اپنی بازو کو
 گویٰ ناویسے کی سیکل کو
 گوئی نفی میں دیتی تھی حُشیت
 بن چکی جب وہ سب پر پی چری
 شوخیوںسی وہ ہچکچاتی ہوئیں
 مھر پرور کی پاس پہنچیں جب

پتا ہر ایک ہو اسی جو کھڑکا
 اونکی آوازیں یک یک سُکر
 روشنی تھی بان عجب ڈھب کے
 اور درختوں پہ بلبلیوں کی صدا
 موتیوں کا گمان تھا یکسر
 مستی ہو ٹونکی اپنی دیکھتی تھے
 ڈھیلی بند و نکو کر لیا چہیت
 کھینچتی تھے کمان ابرو کو
 دیکھتی تھی کہ دل میرا خوش ہو
 نا ادا کیجی واجب و سنت
 قصیر پر یک بیک ستار می چلے
 ناز و غمزہ عجب دکھاتی ہوئیں
 عہدی اپنی لئی ہوئی تھیں سب

کہڑی ہتی آئیہ لئی کوئے
 کوئی رومال ہاتھ مین لیکر
 جب گہلی آنکھہ مسر پرور کے
 نہ لیا آئیہ وہ پر او سینے
 ہتی جو کیوڑی کی نہروہ لبریز
 بیٹھ کر او سکی بس کناری پر
 آنکھیں جو ہتھن خمار آلودہ
 ہاتھ دھونی لگا وہ غیرتِ ماہ
 دیکھا ہیر کی ایک انکوٹھی کو
 مہر دیکھی نہ ہاتھ مین جدم
 ایک تچہ فی او سکو بس گہرا
 کہا انگشتی یہی کسکی
 عوض کی سب فی کیا مجال پہلا

کو کشتی مین ہتی لئی گنگلی
 ہتی کس ران وہ مہر پرور پر
 آئیہ ایک او سکو وینی لگی
 نہر کی راہ لی مگر اوسنی
 جسکی خوشبو بھی ہتی بلا انگیز
 مونہہ کو دھونی لگا وہ رشک
 دھو کی اونکو ہوا وہ آسودہ
 پڑی اونگلی پہ یک بیک جو نگاہ
 کہ نہ کہتی ہتی مثل اپنا جو
 کیا کہون او سکا کیا ہوا عالم
 ناز مینو کی سمت مونہہ پھرا
 مہر اونگلی سی مہر کی سنی لی
 ہمنی دیکھی نہیں وہ مہر شہا

حکم شد فی دیا تھا ہنگو جب
 کیا بہلا اپنی تاب اور طاقت
 کہا ڈھونڈو پلنگ پر جا کر
 تو کروں کا نہال تم سب کو
 ڈھونڈا جا کر پلنگ پر سب فی
 تھک چکین جب وہ ڈھونڈ کر سارے
 کی بہت سی تلاش انگوٹھی کی
 مہر کا جب نہ کچھ پتا پایا
 کہا کم بخت چور تھیں کیسا
 سو نہ کا وہونا ہی جب گیا وہ پہول
 پہرون پر جا بجا یہ پوچھوایا
 سخت حیرت ہی ٹھگو ہون شش شد
 عرض کی پری لون فی ہی ہی

قصر کی نیچی آئی تھی ہم سب
 جو گوارہ کرین یہ ہم ذلت
 مہر دوگی اگر میری لا کر
 کہیں ایسا نہو پلنگ پہ ہو
 مہر پر کسطح سی اوٹگو ملی
 مہر پور سی یون کہا واری
 پرنہ ہنگو پلنگ پر وہ ملی
 مہر پر ور کمال کہہ دیا
 لی گیا یہ تو میری دل کو چڑا
 بس تجس من ہو گیا مشغول
 کچھ ٹھکانا انگوٹھی کا نہ لگا
 لی گیا چور محض کو کیونکر
 چور کا کھٹکا کچھ نہیں ہی ذری

کیا بہلا طاق ت اسی شہ جم جاہ	باغین ہم جو چو رگو وین راہ
ہا ن مین مین لگانی ہو جو نگہ	پرین اسین ہی اپنی عقین و نگہ
آسان پر سی یا وہ آیا ہو	یا ہوا بنگی وہ سہا یا ہو
دخل کیا گوئی جائی باہری	ہم سر کتی نہیں ہین در پری
یہ بیان چکی والو نکا جو سنا	بولی ج طرح ہو لگا و پتا
خادمان محل نی چانا یا غ	مہر کا پر لگا کہین نہ سراغ
و ہوتد کرجب ہو وین سب ناچار	عرض کرنی لگین نہ آخر کار
کہین اصلاً تیا نہیں معلوم	دقتہ مہر ہو گئی معدوم

بہتر ارپودن شاہی و دور تلاش نہو

ساقیا پھر وہی شراب چلی	وہی پھر جام لا جواب چلی
عشق نی کی نہیں ابھی تاثیر	ابھی حالت نہیں ہوئی تغیر
یہی کہتا تھا شاہ نیک اختر	نیکاد دل میں کچھ ہی خوف و خطر
کسی چالاکی آج نہیہ کی ہے	کسی انکلی سی مہر لی لی ہے

اور پہنائی اپنی انگشتر
 تہا لب نہر ایسی حالت میں
 نہ خبر سر کی ہتی نہ پاؤں کا ہوش
 کہی کہتا تھا کیا یہ کام کیا
 دل چڑا کر تولی گیا بسیرا
 ہتی کرو رو نہین در ہم و دنیا
 اری کم بخت زریا ہوتا
 کیا سر و کار میری محسوس تھا
 یہ پر کیا ہنسی کا علم تھا جہن کا
 بحث احو صمد بشر کا نہین
 ہی یہ طاقت کہ میری انگلی سی
 دیکھا ہو گا مجھی برہم نہیے
 کہی کرتا تھا دل میں فکر و ملال

ہاں بالکل ہوئی مجھی نہ خبر
 غرق تھا یعنی بحر حیرت میں
 بیکی سی تھا دل میں جوش و خروش
 واہ اسی چور کیا ہی نام کیا
 ہاں کیونکر پتا لگے تیرا
 مہر میری تھی کیا تجھے درکا
 کوئی مہر و بشر لیا ہوتا
 ہاں کیونکر لگی اب اسکا پتا
 کہہ دینا تو کہان نام کن کن کا
 کام باہر کا ہی یہ گہر کا نہین
 کوئی خادم جو مہر میری لی
 ہوا دشوار اب تو رہنا نہیے
 ہاں ای چور تجھ کو کیا ہی خیال

پاس آیا نہ کچھ تباہیہ کا
 پاؤں کس طرح تجکو اسی کم نخت
 کہی پہر دل میں اس طرح کہتا
 کہو صورت کا کیسا وہ ہوگا
 پار ہوتا تھا دل سی فکر کا تیر
 کروں اوسکو اسیر میں کیونکر
 عشق کا وہی خیال کچھ آتا
 کہی کہتا یہ کیسی الفت تھی
 مجھ پر یہ دل کے وسیلے ہوتے
 فہمیکر نکد جو کام ہوتا
 مھر پرور کا حال یہ ہو چکا
 نہ رہا حال دیکھ کر یارا
 کوئی کہتی تھی کس سی ہی مانوس

اپنی دولت کا میری شاہی کا
 سنگدل ہی تیرا جگر ہی سخت
 ہی انگوٹھی کا جسکی نمک ایسا
 یوں تشفی وہ دل کو دیتا تھا
 کہی کہتا تھا کیا کروں تدبیر
 ہا ہی کس طرح پاؤں اوکی خبر
 فکر ہوتی ملاں کچھ آتا
 کیا نقطہ مہر سی محبت تھی
 یہ بکلی تیرا چہ نہایت ہوتا
 کیونتی تباہی شمع تلے نام لپٹا
 فکر میں جیسی ہو گیا سووا
 باغ بہر میں ہوئی سب آورا
 مھر پرور جو ہو گیا مایوس

کیسی کم بخت تھی یہ انکشتہ
 گوئی کہتی تھی سحر کا ہی کام
 گوئی کہتی تھی ہی ز بس بھولا
 ہم سی لی عقل کرتا عشق اگر
 پر خدا جانی عشق اسکو ہی
 دیکھو دور روز میں کہلی کا نیب
 مہر پرور کی ایسی حالت ہی
 یوں لب نہر و و پھر گزری

چین او سکو نصین ذرا دم بہر
 محضر پرور کو کر لیا ہی رام
 فکر کا دفتر اس لی کہولا
 کیون بھلا پتیا اپنا خون جگر
 یا اثر کر گئی ہی اور ہی شی
 عشق کر ہی تو پھر چٹی گا کب
 کہ مذمت پہ ایک مذمت ہی
 دیکھیں کب چور انکا انکولی

باجم شہید شہزادہ شہنشاہ
 جو کہ شہنشاہ شہنشاہ شہنشاہ

چلی ساقی شراب کا پھر دور
 مست ہو کر کرین جو ہو کچھ کام
 می کشی مین نہ ہووی اب تاخیر

شربت وصل مین نہو کچھ اور
 بخود می نہو نگلی چسپہر بنام
 ہم سی رند و نگلی ہی یہی تدبیر

ماه پروین کا حال کچھ لکھ دوں
 پہنچی اپنی مکان میں جسم
 صدقہ و شہس ہزار ہوتی تھی
 کہتی تھی ہای ای فلک تحسین
 کیسا جا کر ہنسنا ہی یہ کم نخت
 شب بہر اوس ماہ کار ہایہ نگ
 یادِ مژگانِ عاشقِ بقیاب
 مثلِ تصویرِ چپ و ہسینہ نگار
 آرزو واضعِ ارب و لکی مرید
 چشمِ بخواب و قفِ بیداری
 صبرِ شیدا ی بقراری دل
 شبِ نمکی تو شکل سی ہی وہ ماہ
 دفعۃً دیکھ کر رخِ شبِ غم

عشق سی آشنا فلم گو کروں
 کیا کہوں کیسا اے سکا تھا عالم
 مانتی کب تھی یہ تو روتی تھی
 کیون نہ میں لکوا ب کروں نین
 کیونکر آسان ہو گی شکلِ سخت
 تیغِ وقت سی ل ہو اچورنگ
 نشتر تیز تھی پی رگِ خواب
 زانوئی غم سی آشنا خسار
 شوقِ گلچینِ باغِ حسرت دید
 سوزِ جان در پی دل آزاری
 ضبطِ قربانِ خاطرِ بے مل
 خوابِ مین ہی کہی نہ تھی آگاہ
 ڈر گئی وہ مہ سپرِ چشم

گاہ ہم صحبتو نیسے کہبہر اکر
 شبِ فوقت اسی کو کہتی ہیں
 جان لیتا ہی کام اسی شب کا
 جبین بختی نہیں ہی ہی وہ شب
 ہی بلائی مذاقِ یار یہی
 یہی ظالم بسرِ نھین ہونیتے
 گاہ کہتی ہتی وہ شکستہ جگر
 پہلی ہوتی ہیں وصلِ یار سی شاو
 سو یہاں وصل تو نصیب کہاں
 کیا بلا آسمان اندھا ہی
 صبح کو مانکو حبیب کیا مجرا
 کہا صدقی ہو زہرہ ای پروین
 کہا ہی خیر والدہ صاحب

پوچھتی ہتی گہڑی گہڑی وہ قبر
 لوگ آفت اسی کو کہتی ہیں
 شامِ بلبل ہی نام اسی شب کا
 شبِ بیمار ہی اسی کا لقب
 ہی شبِ اولِ مزار سہیہی
 اسی شب کی سحر نہیں ہوتی
 ہمتو سنتی ہتی سب سی یہ اکثر
 بعد ہوتی ہی حشر کی بیدار
 دیکھنی کا بھی رہ گیا ارمان
 ظلم میں ہی نہیں سلیقا ہی
 مانی دختر کا دیکھ کر نقشا
 کیا ہوا آج کیون ہی تو غمگین
 پر کہا دل میں تم کو کیا حساب

عرض کی مافی خیر ہی مان
 بہاگی او سجا سی او لٹی پاؤں پہرے
 آنکھ پر نہر کھلکی روتی تھی
 اری کنجست یہ نصیب کہان
 جب کہا ماہ و شش فی کچہ کہا لو
 تمہیں تہلا د کہا و ن کیا کہانا
 نہ تول کو قرار آتا ہے
 اپنی حالت پہ آب حیران ہوں
 کچھ ہی اپنی کئی کی للج مجھی
 نہ تو بخوہی دل ہو شمعین ہی
 دل کو جو وقت آزماتی ہوں
 صبر و دل طالب اجازت ہی
 جیب امن کی ہاتھ سائلین
 کہا دلمین کروں ہ خاک بیان
 بستر غم پہ آن کروہ گری
 بار بار او سکی صدق ہوتی تھی
 مین کہان اور میرا حبیب کہان
 بولی ہنسر کہ بوجہ مت ٹالو
 ہی حرام اب تو آب اور دانا
 نہ وہ شوخ نگار آتا ہے
 کچھ تو ہی رنج کچھ پشیمان ہوں
 کچھ نہیں سو جہتا علاج مجھی
 پر مئی شوق دید جو شمن ہے
 تو بہت بیقرار پاتی ہوں
 شرم کا ہی پیام رخصت ہی
 پاؤں وار فٹکی پہ مائل مین

آو سوزان کا ضبط بہاتا ہی	ٹہنڈ ہی سانسوئی بٹ بہاتا
طائرِ خواب شکل غما ہے	رات و دن چشم مٹتا واہی
اشکِ خونِ رنگ لایا چاہتا ہے	گریہ طوفان اوٹھایا چاہتا ہی
دورِ دل سینہ زوری کرتا ہی	ضعف طاقت کی چوری کرتا ہے
کم نصیحت نہیں ہی گالی سی	ہی بہت شوق خستہ حالی سی
دل سبقِ بخود سی پڑتا ہی	وروسی ارتباط بڑھتا ہی
طوف و زنجیرِ ہنوں ہی ارمان	وحشتِ دل ہی سلسلہِ حبان
گھر نہیں کا لاجلِ حنائی ہی	تیرہ نظر و بین اب زمانہ ہی
بہاتا ہی وحشیوں سی یارانہ	دل ہی شتاق سیر ویرانہ
گنجِ کمرہ ہی بدتر ازِ محبس	مرغِ جان گو ہی خانہِ باغِ قفس
چھکی لگتی ہی شورِ لبیل پر	رونا آتا ہی خستہ گل پر
اقربا کا لحاظ و پاس نہیں	دل ٹھکانی نہیں جو اس نہیں
غرض ایک دل ہزار آفت ہی	تم سی محکومِ جہانِ امت ہی

گاہ کہتی تھی وہ گلِ رعنا
 دل لگانی میں یہ بھی ہوتا ہی
 ہم تو واقف نہ تھی کہ کیا ہی
 بولی بی لطف ہو کی وہ کم گو
 کتنا دیتی ہو تھوڑی بات کو طول
 کیونچہ بانی میں گہن لگاتی ہو
 سچ سچا بھی کیا میری چڑہ
 سستی تو عقل ہی میری حیرا
 کل تو دیکھی ہی یار کی صورت
 آج شکوہ فلک کا ہونی لگا
 ہوش کی اپنی کچھ دوا کیجی
 دن بدن امی مہ سپہر غرور
 تم ابھی تک ہو ویسی ہی دان

لوگو تبتلاؤ از برای خدا
 آدمی جان اپنی کہتا ہے
 کونسی شے ہی کیا بلا ہی عشق
 بی تمہاری تو کچھ عجیب ہی خو
 گوشت کہانی سی راتِ نکلی حصول
 جان کیون مفت میں گزواتی ہو
 اتنا اظہار عشق ہی چڑہ ہی
 ابھی کی روز کی کھڑی میریجا
 چار دن ہی ہوئی نہیں جست
 عشقِ لطفِ شباب کہونی لگا
 بات کچھ سوچ کر کہا کیجئے
 آدمی سیکھتا ہی عقل و شعور
 عقل کی بات کچھ کری انسان

کارخانہ ہی یہ تو الفت کا
 تم ابھی سی ہو جان کی در پی
 گوئی صاحب کہاں تلک سچا
 اسی پر ہی آدمی وہ بات کری
 اتنی اچھی نہیں ہی خود دیکامی
 تنکو کیا جانی کیا ساسی ہے
 کہا نا کہا لی بھسانہ یہ ٹھوسی
 کہ نہ ہلکان اپنی دل گو تو
 وہ یہ حالت کری سن ابھی
 دیکھی جو گوئی آنکھ سی اپنی
 بات کر وہ نہیں جو ساری عمر
 اتنا غم ہی ابھی سی ابھی
 رہی حالت جو صبح و شام ہی

روز یہاں سامنا ہی آفت کا
 انتہا کا خدا ہی حلق ہے
 کون بک بک کی روزِ مغر پہرا
 تاکہ سنکر نکوئی نام و ہری
 پاپہی کچھ لحاظِ بدنامی
 کون سی بات دل میں آئی ہی
 اری پہر چلنا رات تو ہولی
 رکھتے پُر ارمان اپنی دل کو تو
 جسنی معشوق گو ہنودیکھا
 تو ہی بیفائدہ یہ رنجِ دلی
 کیون عبث کہوتی تہی پیارِ عمر
 ڈر یہ ہی آگی ہو گا کیا نقشا
 کاہیکو دشمنوں کی جان بچی

ابھی کہنی ہین در د و غم سینا
 دل اگر خوش ہی تو یہ سب کچھ ہی
 ماہوش جتنا اوسکو سمجھاتی
 ہتی نہ بس فی شعور و صاحبِ ہوش
 یہ مبادا کوئی بیان سن پائی
 باری مہوش فی خوب سمجھایا
 اوسکو بہلایا کی د ساری دن
 آسمان پر سی جب چلا خوشید
 ایک خوشی کی ہوا جگر پہ چلی
 کب شبِ زلفِ مین تہا فوقِ اظہار
 شعلہ پیدا تھا دودِ پیمان مین
 شبِ تاریک مین سحر ہی نہان
 بالِ باندہا ہی زلف کا مضمون

واری اچھا نہیں ہی یون رہنا
 ہو جو رنجیدہ تو یہ کب کچھ ہی
 اور یہ دل ہی دل مین کہہ اتی
 کہا موقوف کر یہ جوشِ مہروش
 جان پر دشمنوں کی آفت آئی
 لاکھ وقت سی کہا نا کہلوا یا
 کٹ گیا رنج و غم سی باری دن
 مہ و انجم کی کہل گئی سب بہید
 جلدی جلدی بسا و تہہ کی گنگنی کی
 پوچھتی ہتی سحر کی تہیے آثار
 نہر جاری تہیے بہشتان مین
 طور برپا ہتی جوی شیروان
 چامون جس پیچ سی میندش دن

زلف تہی جدولِ بیاں سحر
 و دشتِ گاہِ مجنون تہی
 سبیلِ باغِ پرہی طہ تہی
 حلقہِ حلقہ نہیں پر افشان تھا
 چین کیوختن کی کلیدن ہین
 صفتِ جد کیجی موزون
 اوچی چوٹی کند ہی ہوئی شفا
 صاف چونی سی آشکارا تھا
 تہی وہ پیشانی ماہ کا ٹکرا
 اسکی پیشانی کر رہی تہیان
 چین سیاتہین نور کی لہرین
 چین ایک اک تہی عکسِ موجِ گاہ
 رخ تھا تفسیرِ صورتِ والفجر

زلف تہی کیوہی شبِ سحر
 طہ زلف آہِ مجنون تہی
 موجِ نکہتِ نقشہ تہی
 گوچہ زلف میں چراغان تھا
 دلِ صد چاک قیسِ نالان ہین
 گوہی چوٹی کاڈ ہونڈہی مضمون
 فقری وہ پڑا ہوا موباف
 انیک و نالہ وار تارا تھا
 زلف کی نیچی تھا بلا ٹکھڑا
 صاف ہی عکسِ ماہِ چہین عیان
 گلشنِ رخ میں تہین وان لہرین
 و فقرِ حسن پر تہی بسم اللہ
 نون ابرو تھا آیتِ والفجر

زلفِ مین یون تہا وہ رخِ انور
 خالِ رخِ چشمِ حور کا تل تہا
 غوہ کرتی تھی چشمِ و ابرو پر
 میری پتلی تو جان لیتی ہے
 کون سی بات میں بہلا کم ہوں
 تو کری کر مقابلہ مجھے
 پر ہی شدت سی یہ تو امرِ بعید
 بیتِ دیوانِ حسن تھی ابرو
 بھر شمشیر ابروئی بُران
 فتنہ محکومِ چشمِ جادو تہا
 گلِ گلہ ستم و فاسا نکمین
 سحر و جادو میں تہیں انگلیں طاق
 جھپ جاتی تھی غنی گس باغ

جیسی آغوشِ شام میں ہی سحر
 یا سویدایا دید و دل تہا
 کہتی تھی خلق میں نہیں ہمسر
 و وساییم جواب دیتی ہی
 سحر و آفت ہوں قہر ہوں سم ہوں
 تو تو حاضر ہوں لڑیکو تجھی
 وہ کری او سکی کس طرح سی دید
 طاقِ دیوانِ حسن تھی ابرو
 گردشِ چشم تھی برنگِ فشان
 حور ایک پیشکارِ ابرو تھا
 ز گس گلشنِ حیا آنکھیں
 قتلِ عاشق میں شہرہ آفاق
 ملکِ خجی کی تہیں چشمِ چراغ

لیکن یہ کہلی مست اگر دیکھیں
 خیر کی چشم کس پر کرتی ہے
 ہین حلب کیسی آئینی رخسار
 کس چمک پر بھار عارض تہیہ
 کو کب خال عارض تابان
 دیکھ کر نوز عارض رنگین
 صائقہ جسکو کہتی ہی و نہا
 او کو اسبابِ زہیب کرتی تہیہ
 ہتی نہ و نہالہ وار چشم نگار
 ترکش تیر تھا وہ و نہالہ
 ناوک بچھا تھا تیر مرثہ
 کیا صفت گنجی نوکِ مرگان کی
 صفتِ مرگان فی کام ایسا کیا

جامِ رُہی ہین طاقِ ابرو مین
 واسطی کسکی دکھ یہم بہرتی ہی
 ہین لبِ لعل او سکی شکر بار
 حیرتِ آئینہ وارِ عارض تہی
 اختہ طالعِ مہر کنگان
 آئینہ شرم سی ہون خانہ نشین
 ایک شرارہ تہا برو عارض کا
 بوسی لیتا تھا غارہ رخسار
 کمر ترک چشم مین تہا کٹا
 گنجی شمشیر تھا وہ و نہالہ
 اک خدنگِ قضا تھا تیر مرثہ
 تشہ خون ہتی ہر مسلمان کی
 کہ ورقِ دلکاش ولت ہی یا

سَرمہ آنکھو غین بس گہلائی لکے
 بینی انگشتِ قدرتِ یزدان
 بحرِ رخِ مینِ ہتی عیان بینی
 بینی و رخ پہ تھا نیا جو بن
 تنگِ حور و نکا ایسا کم تھا دہن
 دیدہ مورد آبِ حیوان تھا
 سرا سرا غیبِ دانی تھا
 لبِ جان بخش کا جو صفت لکھون
 تیغِ مصری ہتی دابِ شیرین
 شہرِ طائرِ تبسم تھے
 ہتی اثرِ مینِ ہ ہی لب پر نور
 لبِ فہ شمعِ زبان کا شعلہ ہتی
 باغ ہو طوطی شکر لب ہو

ورو و غم یاد سی بھلائی لکے
 ہتی ہر امی نشانِ دہی بان
 کشتی ابرو ہتی باد بان بینی
 شمعِ سورج نکھی مین تھی وشن
 قفلِ دروازہ عدم تھا دہن
 حلقہ حاتمِ سلیمان تھا
 غنچہ باغِ لن ترانی تھا
 کملی آبِ حیات سی کر لون
 جبہ جانِ عزیز دی شیرین
 یال لبِ موسیٰ کلم تھے
 نوش دار و پئی دل پر نور
 آتشِ رنگ پان کا شعلہ ہتی
 وہ نہوئی تو جشنِ پیر کب ہو

<p> جب ہن مین زبان ہو صرف سخن لبِ نازک پہ کب مسی تہی نمود دیکھی مسی ملی جو او سلی ہونٹ یلم اوں ہونٹو نسی ہو ہمسر کب کہی جو ہر شناس طبعِ نفیس دانت وہ موتی کی کلیان تہی گوہرِ معدنِ تکلم تہی پاری آئینہ حلب کی تہی دانت صاف ہنسنی فی عقدی کہولی تہی ناشیپاتی تھا او سکا سبِ ذقن وضع چاہ ذقن بلا کی تہی تل ذقن پر نہیں ہویدا تھا گوشِ نازک تہی پارہ الماس </p>	<p> پشت لب سی عیان جو سخن عکسِ مژگان سی ہو گئی تہی کبود برگِ سوسن چبائی اپنی ہونٹ مسی آلودہ دیکھ کر وہ لب تیغ لب پر دیا مسی فی کیس دانت ہیر کی صاف کنیان تہی جوہرِ خنجرِ تبسم تہی قطری یا آبِ تیغ لب کی تہی دانت دانت ابر مسی کی اولی تہی نازکی کہاتی تہی فریبِ ذقن باولی گلشنِ صفا کی تہی ماہِ نخبِ کنوین سی نکلا تھا دوستاری مژگی تہی چپِ راس </p>
--	--

وہ بنا گوش تہا سارہ صبح
 گردن ایک موتی تہا صراحی
 رشک نور سحر تہا نورِ گلو
 ہی گلایا کہ ہی صراحی می
 غب غب او سکا ہی شکل یہ تیار
 صاف جلد بدن تہا آئینہ سان
 ہاتھ آیا ہی پہہ نیا پھسلو
 شلخ نخل گل لطافت تہی
 دست رنگین تہا رشک پنچہ حور
 دست رنگین کا رنگ دیکھتا کر
 سینہ خجالت وہ فروغِ سحر
 مطلع آفتابِ صبح و صفا
 نور کی او سکی تہی چہب تختی

یا منور تہا گوشوارہ صبح
 شیشہ می سجھتی مٹی می خوار
 شمع بزمِ سحر تہا نورِ گلو
 می الفت سی بس لبالب ہی
 بوسی لینی مین کچھ نہیں تکرار
 حرف باتوں کی تہی گلہسی عیان
 پنچھی تہی وہ ساعد و بازو
 موجبہ لہٰ نزاکت تہی
 اونکی اونگی تہی مثل شعلہ طور
 رنگ یا قوت ہوتا دست نگر
 نور افزا ہی چشمِ شمس و قمر
 ماہتابِ شبِ براتِ ضیا
 قہر تہی چہا تون کی ہی سختی

کوئی شی اسقدر نہیں ہی کرخت
 سحر کی قہقی وہ پستان تہی
 ہی یہ مصنوع دل پسندیدہ
 آئینہ صاف ہتی وہ جلد بدن
 شکم ابدار بھہر طلسم
 چشمہ نور تھا لطافت میں
 نئی موی کمر کی ہی یہ مثال
 اپنی نظر و بین تو وہ موی کمر
 گم بھان پر جو خضر عقل بشر
 یا تھا موی میان غیرت بدر
 کمر نازین میں ناف اسطرح
 دم نظارہ شک یہ ہوتا تھا صفا
 ہای پایا تھا کیس کمر کو لٹھا

دل ظالم سی ہی سوا تہین و سخت
 جنت سرخاب آبجوان ہتی
 نور سینہ ہوا تھا بالیدہ
 منکس و طرف تھا سبب و قن
 صاف تھا آسمان شہر طلسم
 قرص کا فور تھا صباحت میں
 لوح الماس میں پڑا تھا بال
 دیدہ ناف کا تھا تار نطر
 بادہ راہ ناز کی تھی کمر
 سایہ موی کیسوی شب قدر
 سیم لفظ کمر میں ہی ضبط ح
 عارض حور میں گڑھا ہی کمر ناف
 سج ہی تھا نور کا کمر کو لٹھا

ساعنہ ماہ کاسہ زانو
 و نو ساقین تہین ستون بلور
 سورج اوس پشت پاکی لگی تہا ما
 فرش گل پر اگر چلی وہ نگار
 دم رفتار پشت پای صنم
 قد تہا وہ نو نہال گلشن تاز
 نخل باغ مرا وقامت تہا
 کردار و اوسکی دیکھ لیتا چہاں
 اوسکی سرکار حسن خوبی کی
 تمکنت اوسکی باندیوں کا تہا کام
 عضو ایک اک بد نکاحست و کداز
 موزون ناز و غرور و غمرا تہا
 دیکھنا ناز کا محل جس جا

ساق پادست ساقی مہر و
 و نو ساقین تہین شک ساعدہ
 اوسکی تلوی کا ایک جواب چاند
 رک گل پشت پاسی ہو انہار
 صاف و کہلاتا روی نقش قدم
 کہنی سر و حدیثہ اعجاز
 چلنا ہنگامہ قیامت تھا
 پہنر کہتا کہنی میں یہ وہ پان
 اک نکھار ہتی ملاحست ہی
 ناز و انداز خانہ زاد و غلام
 رخ بلا قہر اداستم انداز
 جس قدر چاہی بس اوتنا تہا
 اک ادا سی دین ادا گرنا

ختم کرنا ستم ستم کی جگہ
 غمزدہ شہزادِ گِ جان تھا
 قتل کر نیکی یا د سب گہا تین
 بانی غمزدہ و کرشمہ و ناز
 روزِ مرہ بہت فصیح و لطیف
 شوخ و طرار بات بات میں
 کیا بیان کُنجی کہ کیا تھی وہ
 نئی جوڑی پہرا و سنی منگوائی
 پہنو این سہی ایک جوڑا نیا
 بولی مہوش مجھی نہیں درکار
 تیری ہی واسطی مہی ہی زیبا
 ماہ پروین فی جوڑا اک پہنا
 کتنی سچ درج سی ٹیکہ میاں

رحم کہا نا اویسے کرم کی جگہ
 بہر دل ناز تیغِ بڑاں تھا
 غیرتِ سحرِ سامری باتین
 موجدِ طرزِ عشوہ و انداز
 سنی سببان تو دل میں ہی
 آفتِ روزگار و فتنہ و ہر
 غرض اک قدرتِ خدا تھی وہ
 بولی مہوش مجھی نہیں بیانی
 بانگِ سیر کو چلو ہمیں
 تمہیں شاکر رکھو طیار
 بس مہ جامہ ہی تہیہ قطع ہوا
 جا بجا تھا قرینی سے کہنا
 کس قدر زرق برق تھی پوشاک

سادگی پر وہ سادہ روخش تھی
 نشہ تو بادہ جو اپنے کا
 جسکی پر تو سی چادر مہتاب
 عشق پیمان تھی صاف آئینہ
 موج میں جامدانی کی چہر یان
 گوٹ لودات کی نور آگین
 چسک او سمینہ کب تھی جلوہ
 جلوئی کھلا رہی تھی یون چسک
 سوسنی گلچ کا وہ انگر کہا
 بدن او سمین سی یون تھا نور افزا
 زرد و اطلس کی گوٹ جلوہ نما
 نور آگین وہ تنگ ویت انگیا
 وہ گلانی کٹوریان او سکے

کتنی وہ وضع او سکی دلکش تھی
 اور دوپٹہ جامدانی کا
 چاک ہووی کٹانکی طرح شتاب
 نخل قامت پہ چڑھ گئی تھی بل
 یون گل افشان تھیں جیسی پہل پان
 لودہر ایک تھی لب شیرین
 موجہ رنگ گل تھا دامن گیر
 جیسی ابر تنک میں نکل دھنک
 اور وہ باریک تھا حریر آسا
 چاند پر جیسی اودی اودی گہنا
 صاف ہر رنگ عاشق شیدا
 سب طرح قطع میں رست انگیا
 رگ گل کی تھیں ڈوریان اوکی

جو کٹوری کا او سکی بنگلا تھا
 پائیمامی کا گلب ن گلزار
 ہر گلی پانچی کے غنچہ گل
 یون بنت گو کہر و تہا او سپہ عیان
 گو کہر و وہ در لیں الفت کو
 موتیوں کی نبت ہی ہمایاب
 چمکی ایسی چمک مک کی تہی
 کرن اس نور کی منور تہی
 سنبہ اطلس کی پانچو نمین ہ گوٹ
 ہر چمکی کی او سپہ یون تہی عیان
 ساق لور او میں پتی تہی ن لمع
 طول کیا پانچو نکا خوش کوون
 شیفہ پٹی کا برت انکھن دل
 دل گشا کو ہٹی کا نمونہ تھا
 خجری ایک ایک خجروار
 صاف چڑیان تہین طرہ ہنبل
 برق جیسی شفق میں جلوہ گنان
 دین جو تہرید میں تو صحت ہو
 مونی ایک ایک گو شرباب
 چشم اختر تلک چسکتی تہی
 صاف مژگان چشم اختر تہی
 اطلس طور ہی ہو جیسر لوٹ
 جیسی سبزی پوج آب ان
 جیسی خانوس سرخ رنگ میں شمع
 کچھ وہ طول علی سی ہی تہی دن
 تہا وہ پٹھا سجاد امن دل

سلوین اوسپہ قہر جو بن کی
 نور کا وہ ازار بند و راز
 سر سی پاتک وہ گوہر خوبی
 بالیان پہنی وہ مرصع کار
 بالیان ہجر اوہیری کی
 دیکھی جب او کو جو ہری فلک
 تاری گوند ہی پہی جامی مروارید
 نور چشم نگینہ خورشید
 عقل اسجا پہ ونگ ہوتی ہی
 عقد پروین سپہ حسن پہ تھا
 در شبنم میں ایسی آب کہان
 پتی کا نون میں تہی جواہر کی
 نہ کی چوٹی کا ویکر طلاس

اور وہ چرین قیامت اس کے
 مازیانہ برای تو سن ناز
 خطر میں موتی کی ڈوبی ہوئی
 ہتی لگی جنین گوہر شہوار
 ساخت ہی اونکی اس طیری کے
 محض وہ کی لگائی وہ عینک
 ہر نگین تھا سوای مرہ ارید
 پارہ آگینہ خورشید
 زیب گوش او سکی دہنتی ہی
 یاقوت روی مہر حسن پہ تھا
 یہ جلا اور یہ لعاب کہان
 گر و بالکل ہتی جسمین ہتی لکے
 مار کیو تھا جان سی مایوس

کب و صبح جبین پر ٹیکا تھا
 کانین موتیوں کی جہالی تھی
 دیکھ کر زیب گوش ہر جہالا
 شب کیسو میں سانپ کا من ہی
 بجلیان کا نوین جڑاؤ تھین
 بجلیان شک برقت ابر بہار
 بجلیان و نور برق خرمن برقت
 حلقہ چشم محسوس تھا بالا
 ہیکل اوس حور کی تھی پر افسون
 خوشنما کیا تھی اوسکی گولی پہ
 دلی تاحشر رہتی اوسپہ نثار
 نور تن باز و نہ یون تا بان
 یہ سنہری تھی اوسکی جلد بدن

سحر حشر کا ستار ا تھا
 ابر کیسو کی پاکہ جہالی تھی
 کہی بی شبہہ دیکھنی والا
 جہاڑ یا موتیوں کا روشن ہی
 پھلیان ہیر کی تھین جنین لگین
 دلی عاشق کو صائقہ کردار
 صاف تر تھین چراغ دامن برق
 جسمن میں بدر سی ہی تھا بالا
 غیرت افزای ہیکل گردون
 دیکھتی اوسکو حور خلد اگر
 یاد ہیکل گلی کار رہتی ہار
 تاری جبطح کرد کا کشان
 تہا خجل نور تن کا یہی گزند

کیا کہون گندنی تھا کیا وہنگ
 نور کی پور پور وہ چہلی
 ایک ہی عور کی جو ہاتھ آئی
 وہ چہانگیران تہین برقِ نظیر
 تھا گلیمین وہ نور کا مالا
 صدقِ حسن کا تھا دُرِ تہیم
 طوق تھا وہ جڑاؤ گرونِ مین
 وہ پری بند دستِ رنگین کا
 حور کیا وہ نگاہِ غلمانِ مین
 کیا پری بند کی پری ہی نظیر
 وہ مرصع تھی زیبِ دستِ کری
 دستِ نازک مین تھی کرٹھی اسطرح
 شک پہ تھا اوپنہ دیکھ کر مینا

ہر نگینہ کا ڈاک تھا وہ رنگ
 دل عاشق کی چور وہ چہلی
 شلخِ گل کی طرح وہ گل کہاں
 قاتلِ ہوشِ جانِ عالم گیر
 موتی ایک ایک حسنِ مین بسکا
 قیمتِ اوسکی خراجِ ہفتِ اقلیم
 پڑتا تھا عکسِ بسکا دامنِ مین
 دام تھا مرغِ جانِ پروین کا
 عشقِ پیچہ تھا دستِ ضوانِ مین
 پایِ دُر و حنا مین تھی نجیر
 بی بہا تھی جواہرِ اوسمین جڑی
 شلخِ گل مین لگی ہون گلِ حطرح
 ہی زرا آفتاب پر مینا

صاف گنگن طلائی مصر کی تھی
جلوہ گر پاؤن تھی کیا پازیب
زیب پاؤسکی کب تھی وہ خنخال
بہتی زہر و نگار و خنخال
زیرِ خنخال پازرِ گل تھا
بہیسی جسدِ مہنگی وہ پوشاک
بولی مہوش سی میری خاطر سی
صدقی خواہر ہو پہنچہ گہنا
گر نہ پہنچی گوئی جوڑا نیا
خفگی جو میری گوارا یہ ہے
ماہ پر وین صدقی یہ تجھ پر
جب تمنا چار ہو کی مہوش ہی
پر تمہیں یار کو دیکھنا ہی

جلوی و کش ضیائی مہر کی تھی
چلن اوسکا تہا دستِ شکیب
بدر کی گرد و ہالہ سان تہا ہلال
جسکی دیکھی سی ہوئی لپا مال
شوہرِ خنخال شوہرِ بلبل تھا
ہر فرشتہ لگا ہی بپر تاک
کام ہر چند کیا ہی غلاہر سی
نکوئی جوڑا اسی بواپسنا
رہونگی تھی اسی بواپسنا
اسلنی جوڑیسی کسارا ہی
مان لی کہنا میرا اینچو اہر
بولی تم کہتی ہو تو یون ہی سی
میری جوڑی کا کیا پانا ہے

بولی پروین بسے کئی نکر و
 پہنوجوڑا نہیں یہ باتیں ب
 زہن پانی اور شاکی اک جوڑا
 او سکو زیب بدن خوشی سی کیا
 دو نو آپس میں ہر گلی ہی طین
 عشق کا جو خیال کچھ آیا
 کہا منگو او تخت بس جلدی
 لاچکو تخت از برای خدا
 چکی چکی مکر یہ کہتی تھے
 اچلی یہ ہی سن میں تھی ب
 پہن گیا تھا وہ او کی صورت
 اچکی تخت وہ جب باری
 کہا مہوش سی تخت پر ہوسوار

دل نازک پہ غمی سل نہ ہر و
 دل گوجو بہائی اور ہو مرغ
 عطر او سپر لگا لیا تھوڑا
 کہا بس اتو خوش جو عین بہینا
 روی بی اختیار بس پروین
 دل بیتاب سخت کہہ لایا
 بولی مہوش ہوئی جس جلدی
 کہیں موقوف دلا ہو کھٹکا
 رنج و غم عشق میں ہستی تھی
 کوئی شی وہ نہ کہتی تھی محبوب
 سب کو حیرت تھی حکی قدرت پر
 در و غم بھول یہ گئیں باری
 کرین پر سوی باغ و دشت گزار

چو کیان پہلی تخت پر دہریان	میشین پہر اوسپہ جاگی دہریان
کھکشان کی طرف چلی و تخت	ماہ پروین کی جاگی اوسد تخت

ساقیا بد مزاج ہو نہ ذرا	یا وہی عشق کا ہین تو مزا
شاہون گو یہ فقیر کرتا ہی	یہ گداگو امید کرتا ہی
نقش اسکا جگر پر آفت ہی	دو ذلونی لئی قیامت ہی
تاج شاہون گا ہی ٹپک دیتا	ملک دل ہی سراج من لیتا
رنگ اسمین سفید ہوتا ہی	ولی بہت نا امید ہوتا ہی
تیغ ابروسی بس اسی ہی کام	رستمون کو بناتا ہی یہ غلام
بہاتا ہتا جنگی دل کو چنک و زبا	دل جلا کر کیا ہی اونکا کباب
سرخ غصہ من رہتی ہتی جوسدا	عشق من پہیکا رنگ اونکا ہوا
شب گیسو تو رات ہی اسکی	کیا کہون جو کہ بات ہی اسکی
بد قماشونسی بازی کھلوا کر	ہکو دیتا ہی گردشین درور

ہمتو یکلو بس اپنی ہین فن مین
 اسکی باتون فی دل کو دہلایا
 چوٹی جاتی ہین بس میری چٹکے
 کہیل سار ایہہ آفتاب کاہی
 کیا دُوری اور کیا تری سبھی
 پانچ اور سات کیا کرین فلین
 دولت عشق سی ہین مال مال
 ٹیپ لیتا ہون عشق کی جبین
 کاٹ دیتا ہی یہ ورق ل کا
 کیا زبردست سی بہلا چارا
 چکمہ کہتا ہی ہر گھڑی مونہہ پر
 عشق کا حکم عشق کی ہی بات
 ہم تو نادار اور ہی وہ شاہ

نذرِ سرفشت میر کو کیون دین
 جھکو دریایِ غم مین نہلایا
 حضرتِ عشق ہین بہت پکی
 یہ فسون مجھ پر ماہتاب کاہی
 بات اس عشق کی گری سبھی
 آٹھ اور چار گو بہرین ل مین
 سب کو دیتی ہین ہم دو دستہ حلال
 رنج سہتا ہون ل ہی سب مین
 سامنی دل ہی او سکی ایک چٹکا
 زیر دستو نخل دل ہی آوارا
 ضرب لگتی ہی یہ بڑی مونہہ پر
 چور ہم ہین ہمین نہیں ہی ثبات
 ہم جگر سوختہ ہین وہ ہی ماہ

ہاں کلمِ نعتِ عشق خانہ خراب
 اقبال ہم ہوئی ہنسن ہی شور
 رنگ اپنا ہی یہ جاتا ہے
 خیر جو ہونی ہو وہ ہوا سجا
 بس کیتِ قلم کی باگ کو نموڑ
 شاعر سی بہرا یہ دل میرا
 حال کچھ اوس غریب کا ہو بیان
 ماہ پر دین کو تخت پر چھوڑو
 نہر پر تھا اوس طسحِ غمگین
 کہتا تھا آج چور پکڑون گا
 چور میرا نہیں گیا یہ کہیں
 اوسنی تدبیر پر یہ بھرائی
 نہ رہی آج کوئی کو سبھی پر

دل جلاتا ہی سب کا مثلِ کباب
 اپنی دل میں ہی عشق ہی کا وفور
 ورقِ دل خراب جاتا ہی
 عشق کا بس نکر تو ذکر دلا
 شاہ کی تذکر کیو بالکل چوڑ
 نہ سنو غنا بکے تو بہتیرا
 مہر پرور کا حال کر تو حیان
 مہر پرور کا ماجرا سن لو
 عشق اوسکو سکھاتا تھا آئین
 اوسکو زنجیر میں جکڑ دے گا
 اوسکو لپکا ہی آئینکا وہ پہن
 بات ہر ایک سی یہ فرمائی
 چور ایسا چھ ضرور ایدہر

سرِ شام اوسنی فروش کروا کر
 قتل دروازی مین لگا کر پھر
 پیدا و سکو مکر کب آتی ہتی
 نیکمسی چکیتی ہتی نہ پلک
 رونا آتا تہار و نہ سکنا تہا
 لب پہ ہر دم ہجوم آہ و فغان
 شدتِ درد و فرقتِ دلدار
 سیلِ خوناب چشمِ ترسی وان
 لب پہ ہر دم و فورِ آہِ جگر
 پکی پھوڑیکی طرح دل مین تپک
 سب ہتی اپنی جگہ پر غفلت مین
 دو پہر رات جس گہڑی گزری
 پھر گہڑی پھر کی بعد کیا دیکھا

ڈالیاں پھو لوئی بھی ہر واکر
 سور ہا بس پلنک پر آخر
 چور کی پیچھی جان جاتی ہتی
 یاس سی دیکھتا تہا سوی فلک
 ضبطِ نالہ بھی ہو نہ سکنا تہا
 دل مین ابنوہِ سرتِ حرمان
 غلبہ شوق و حسرتِ دیدار
 شعلہ انگیز آتشِ نچھان
 ہر گہڑی دئی یار پیشِ نظر
 تیس زخمِ جگر مین گاہ چک
 جاگتا تہا یہ غم کی شدت مین
 دیکھی کچھ آسمان پر سرخی
 تختِ اوسمین سی ایک ہوا پیدا

تخت وہ ہی خواہر و زر کا
 اوسپہ دو کرسیانِ مردِ کین
 اون پہ بیٹی ہین و ویری چہرے
 چھری معلوم ہوتی ہین اسطرح
 زلفین بل کہا رہین ہین چہرئی
 لب رنگین سی پھول جہرئی ہین
 می الفت سی آنکھین ہین لہریز
 پلکین سینی پہ نوکِ نشتر ہین
 وہ پر افشانِ جبین نور آکین
 نورین شامِ زلف پر افشان
 کا جل آنکھوئین ہی وہ نور کا تھا
 چاٹ کر سبکِ سرمہ تیغِ نظر
 لعل لب پر مسی کا وہ جو بن

کار بالکل ہی اوسپہ کو ہر کا
 ہین قرینی سی ایک طرف بچین
 کچھ خوشی اور کچھ ہی غم گہری
 ماہِ کامل کی ہو جملکِ جسطح
 ہی گہن چاند پر لگا یک سر
 عکس اونکی زمین پہ پڑتی ہین
 بہرِ عشاق جامِ زہر آمیز
 گہ کھٹکتی وہ دل کی اندر ہین
 جیسی سیمائی جنت پر پروین
 شبِ انجم سی مہی سوا تابان
 صاف وود چرخِ طور کا تھا
 قتلِ عشاق پر تہی بستہ کمر
 جسطح پہولتی ہی شامِ مین

شوخ کیا رنگِ دستِ رنگین تبا
 وزو برکتِ چراغِ وزو حنا
 رنگ لایا تبا رخ پہ کیا غارہ
 ہتی وہ اوس جامہ زیب کی پشاک
 وہ ڈو پٹہ تبا ووش پر رتار
 کرتی انگیا کی پی وہ تیاری
 جلوہ اوسکا جو دیکھی جو رجان
 نارِ جنت پہ بہرِ خطِ نظر
 ناز کی اوسکی کسا بیان میں آئی
 پایجامہ وہ پر زراطلس کا
 کیا رتم اب ثنائی زیور ہو
 سر کا چھپکا تبا یا تبا سایہ فغن
 ٹیکا ماتہ کو کب تبا بان

آبِ یا قوت میں گندہی تھی حنا
 کہات میں نقدِ دل کی منج و سا
 شفقِ شام زلف تبا غارہ
 گرد تھی جستی اطلسِ افلاک
 جسکا تارِ شعاع تبا ہر تار
 کس قدر وہ کٹوریاں بہاری
 طنِ غالب ہی ہو اوسی پہ گمان
 تہیلیان میں چڑھی ہوئی پر زرا
 جو کہ دستِ خیال سی طبا ئی
 اطلسِ طور سی چمک میں سوا
 کہنی کانِ جواہر اوس گل گو
 سبستان پہ موتی کا چمن
 زیبِ صبحِ حسین پر افشان

وقتِ جشنِ کهنِ توشایانِ ہی
 زیبِ گوشِ او سکی و مرصعِ کان
 گردِ تہی او کی نور کی وہ کھر
 بالیانِ کب تہینِ گوشِ ریامین
 بجلیانِ کانوں میں وہ تانبہ
 حلقہٗ گوشِ ہالہ سان پر تاج
 زورِ چنپا کلی پہ او سکی بھاء
 و ہلکے کی یون شکم پہ جلوہ کنان
 جوشنِ ایک ایک نجمِ آسا تھا
 اکون پر بازوونکی وہ جو بن
 پہوچیانِ جو دستِ سچ پامی
 دستِ بند او سکی و تراکتِ زنا
 وہ طلائی حسین بند او سکا

بزمِ انجمِ مین ہرہ رقصانِ ہی
 صد فِ گوشِ تہی کمرِ ہر کی کان
 اشکِ تہی شمعِ طور کی وہ گھر
 عقدِ پروینِ تہا گوشِ ہر امن
 برقِ تابان ہو جنسی شرمندہ
 ماہی ل کی اسطی قلاب
 دلِ عروسِ حین کا چپہ تار
 فلکِ حسن پر سہا تھا عیان
 لا جو ر و فلک کا مینا تھا
 اکی تہی بزمِ حسن میں جوشن
 صاف دوزخِ چرا ایجا ہی
 شاخِ گل مین تھا موتیا پہو لا
 دلِ عالمِ شہیدِ حکما تھا
 حکما

دستِ رنگینِ او سی کتبِ عیان
 کیا طلایِ تہی سب پاوہ چہری
 عطرِ گلِ مین بسی ہوئی وہ نگار
 وہ نفاست و نکست وہ شبہا
 چستی انگیا کی سینی کا وہ او بہا
 وہ گدازی بدن کی وہ مہرِ قی
 باری وہ تخت او ترا او پری
 بہلی کی سیر بانگی ساری
 چل بڑا اب نظارہ او سکا کرین
 آج تو کہات اس طرح کیجئے
 بولی وہ چل اوی او ہٹاؤنگی
 کہا انس جی ہی ڈر لگتا
 بیوفا ہوتی مین یہ سب اللہ

آبِ زمیں تہا پنچہ مر جان
 موجِ آبِ زر شہی یا وہ چہری
 اور پہو لونگی گہنی کی وہ بہار
 وہ نزاکت وہ بانگینِ حجاب
 اس خدا دادِ حسن پر یہ نکہار
 تنگ تنگ او پچی او پچی وہ کرتی
 صاحبِ تخت دو نو پہر او تری
 بولی ایک او غین سی پہر اکبار
 تاکجا درد و غم جگر پہ دہرین
 اسی ہی عشق کا آثر وہ بچی
 اور تیری پاس مین ہٹاؤنگی
 کہننِ اسین بوا نہو کہشکا
 نہیں کرتی کہی کسی سی نباہ

بولی وہ تو تو ہی ابھی لڑکی
 کیا انگوٹھی نہ کیہی ہو دیگی
 مہر پرور کی بھی لگا ہی تیر
 مہر پرور فی حب سنی گفتار
 من نہ کہتا تھا چور سی کیا کام
 اتنی من دو نو سو ی قصر چلین
 مونہہ چپائی ہوئی بہ ناز و آوا
 آئین بالائی قصر دو نوجب
 ہی ہن آج دال من کالا
 جیسی سیدار گوئی ہوتا ہی
 بولی پروین پیر اسکی کیا تدبیر
 کہا تقصیر کی ہی کون سی بات
 خالی جاؤن نہ مجھی ہو دیگا

کیا ہنو گی یہ بات او سپہ گہلی
 پاس تو او سکی بہنیا چل تو ہی
 تیری حالت فقط تہمین تغیر
 کہا دل سی یہی وہی عیار
 مقت من سبکو کرو یا بدنام
 اس طرف یہ کمال ملین جنین
 آنیکا دیکھتا تھا وہ رستا
 بولین دل کو طیش ہی کچھ بیہب
 نہ کہیں اسنی جال ہو ڈالا
 اس طرح مونہہ لپٹی سوتا ہی
 بولی مہوش معاف ہو تقصیر
 از برای خدا بتا کچھ بات
 داغ کہاؤن نہ مجھی ہو دیگا

کہا جس طرح مین کہون ڈہ کرو
 نہ تو جاگی گا اور نہ بولی گا
 ایکدم اس جگہ توقف کر
 مہر پرور تھا اس قدر دانا
 دیر گزری جو دونو کو اوسجا
 بی خبر سوتا ہی یہ غیرتِ ماہ
 ڈر کسی کا اگر اسی ہوتا
 کہا مہوش فی بہینا تو اب جان
 پہنچتی خبر ملے لنگھ پائی گل
 سات بار ہی بلا میں میں لنگھت
 اسکی دل میں کشش ہوئی جو سوا
 ہتام کر ہاتھ ماہ پروین کا
 مہرا سنی چرائی میری ہی

خواب غفلت اگر ہی اب اسکو
 نہیں تو اپنا مونہ یہ کہو لگا
 راز کھل جائیگا یہ سرتاسر
 مونہ جو ڈہانکا نہ اوسنی پہ کھلا
 ماہ پروین فی ماہوش سی کہا
 نہیں بالکل اسی خبر واسد
 قصر پر آن کر یہ کیون سوتا
 جانکا لاپنی دلکی سب ارمان
 میں ہونٹا لپٹا مار کر ہٹل
 تھک چوین چھپ چھپ مدنی ہوئی
 دین کروٹ یہ لیکلی اوٹھٹھا
 بولا یہ چور ہی میرا لینا
 نہیں معلوم کونسی ہی شے

دوڑو لوگو کہ چور پکڑا ہی	کیا کہوں سچ جو کہ پامای
گر پڑی پاؤن پر وہین مہوش	ہو گئی ڈرسی ماہ پروین بخش
بولی ای شاہ بہر حق رستہ	مہر لی اپنی کیا ہمارا کتہ
کہا بتلاؤ کیا کروں اب حال	چوری مین ہی تمہیں کیا لکال
کہو شکین تہاری اب باندہین	اور گوڑی ہی تمکو لگو این
کیون ابھی قید ہی کروں تمکو	بولی مہوش برای حق بخشو
نام و غت مین فرق آویکا	چور و غین نام لکھا جاویکا
ہم کنیزین تہاری مین باندہ	جانی دو ہمکو چوڑو و لند

و بخشید چوڑو مہر پر و پامای از جانبہ مال بار و معدت
مردون بوقت صبح رست شدن و ہر پران

ساقیادی مجھی شرابِصال	اور ہی ل مین ہری اب یہ خیال
ماہ پروین کو دیکھ کر بیہوش	یہ نہ ہی بخود ہوا جو آیا جوش
گر پڑی و نوجب بروی مین	ہوئی مہوش یہ دیکھ کر غلین

مثل گل ہاتھ پاؤں پھول گئی
 اوس حنین کا تو کچھ رہا نہ خیال
 سخت حیران تھی وہ ماہِ منیر
 بید کی طرح کا پنی جاتی تھی
 بوی گل لٹخی سونکھانی لگی
 گل فی چھٹی گلاب کی دی کو
 مونہہ میں شبنم فی پانی پکایا
 وا ہوئی چشم مست ناز جوہن
 شکر ہی شکر ای حیاتِ اتر
 جیتی جی میں توجہ مگئی تھی ہوا
 باری اب تو ہی کچھ مزاجِ جمال
 ماہِ پروین کو جب ہوئی جوت
 ہاتھ مونہہ اوس نگار کی بھی ہو لای

اسی ہوش و حواس پھول گئی
 غم میں شہزادی کی ہوئی خیال
 بن پڑتی تھی کوئی بھی تدبیر
 شعلی کی طرح تہر تہراتی تھی
 دامن اپنا صبا ہلا فی لگے
 کچھ کچھ اوس کی بجائے تیور
 تب کہیں جا کی اوس کو ہوش آیا
 بولی خوش ہو کی وہ بتِ غمگین
 پہر بھی انکو زندہ دیکھلایا
 خود سی اپنی گذر گئی تھی ہوا
 بولی شرم کی ہان پچی ٹہی ہال
 اوٹھ کی مہوشی پہر بصدِ محبت
 چھٹی پانکی دیکھی عطر سونکھای

کی بہت فکرِ رفعِ بیہوشی
 بولی گہرا کی تبہ جو ر مزاج
 ماہ پر دین فی ہوش میں اگر
 میری افسوس تم ہی عاشق تھی
 پڑکئی چشمِ شرم پر پردی
 ہو کی آما وہ مسیحا یے
 شرم سی چارست کر کی نظر
 چھیان لین کہی بلائین لین
 دل پر آرزو جو بھر آیا
 جانی اب آنکھیں کہو تو تائب نہیں
 دل بہر آتا ہی حسد کی قسم
 کچھ بھنا مجھی ہو تو فرماؤ
 میں سنون تو میرا قصور ہی کیا

نگئی اوسکی خود فراموشی
 اور اب انکا کیا کروں میں علاج
 بولی اوس نکل سی جوش میں اگر
 بس جاتی تھی جھوٹ یہ نخری
 شوق بولا کہ مونہہ پہ مونہہ دہر دو
 اپنی بیہوش کی قریب آی
 سرگور کہا اوٹھا کی زانوں پر
 کثرتِ عشق کی دعائیں دین
 آنسو آنکھوں میں بہر کی فرمایا
 جانی اب مونہہ سی بولو تائب نہیں
 بہت اسوقت ضبط کرتی میں ہم
 لوہین پیو تم جو شرماؤ
 سب رخسِ حضور ہی گیا

رنجِ تکلیفِ بکنا - ی سینه
 کون کہتا ہی تم گلا نکرو
 ہم کو قاتل کرو لڑو ہم سی
 خوش ہو رنجِ فراق و دوری
 خود مقرر ہوتی ہیں خطا پر ہم
 ناز برداری پہ کرتی ہیں ناز
 رنجِ فرقت کا ذکر زائیدی
 عشق اپنا جو کرتی ہم اظہار
 ہم میں معشوق ہم کو زیب تھا
 روشنی کا سبب ہی ہم سمجھی
 جو جو حجت ہی ختم ابھی ہو جای
 خیر بہتر عیشِ خدا میں حضور
 کون مانع ہی ہو چنا کیا ہی

یا خطا اور کچھ ہماری سہ
 بی تکلف کہو حیا نکرو
 مثل گیسو اوچھ پڑو ہم سی
 عذر کرتی ہیں لو قصور ہوا
 ناحق اس درجہ آپ میں برہم
 سب اوٹھاتی ہیں عاشقِ جان باز
 اسی کیا جی حسد اتو شاہدی
 آپ کہتی یہی کہ سبے نگار
 تمسی منظور کچھ فریب نہ تھا
 یہہ رو کہائی یہہ ضد یہہ دم سمجھی
 عذر باقی نکوی رہنی پای
 کہنی تک کیا ہی خود رسا میں حضور
 آپ کا کسنی ہاتھ پکڑا ہی

لو او ٿو مونهنه سي بو لو بات ڪرو
 آپ ٺڪو اگر کججاين ڪي
 تنگ آخوش مين و لیتی تهي گاه
 مس ڪئي اون لبونسي اپني جلب
 دفعه آنکبه ڪهول ي و سني
 دیکھتا ڪيا هي وه مي غم نوش
 لئي پيئي هي اپني زانو پ سر
 خواب هي يا خيال هي ڪيا هي
 ايسي سيري بهلا نصيب ڪيان
 باري ڪر دون ني کي مدد گاري
 عشق بازي ڪا مئي پهل پايا
 دل مين پرا تيار ڪرني لگا
 کون هي آج مجھ سا خرم و شاد

بس ٻاڏو نه همسي گهات ڪرو
 دیکھو پير هم بهي رو ٿهه جانگي
 چشم و ابرو پو پو سي تي تهي گاه
 جي ڪيا وه اسير رنج و تعب
 غور سني جو نگاه ڪي اوسين
 ڪو وه خانه خراب طاقت موش
 ولسي خوش هو ڪي بولا وه گل تر
 مير اقاتل مير اسيجا هي
 مين ڪيان زانوئي حبيب ڪيان
 چوڙ دي خوي مردم آزي
 شجر آرزو ٿلا ليا
 اپني قسمت پ ناز ڪرني لگا
 کون هي آج مجھ سا بنيم و شاد

اپنی قاتل سی و بدو ہون میں
 تباہ حال ایک وہی کیا بی برگ
 چشم وادیکہ وہ شرمائی
 ایسی یا قوت لب کی تہی معجون
 اوٹھہ کی بی اختیار وہ پہوش
 بولی غمزہ جتا کی وہ خوش خو
 گفتگو کجی الگ سی ذرا
 ابھی خش میں پڑا ہوا تہا یہ کون
 اتنا بد ذات میں نجانتی تھی
 بیخودی یہ نہتی فقط دم تہا
 تو بہ اللہ رسی مردوی بد ذات
 گرا قدم پہ ماہ پر وین کی
 میں ہنسی تم سی کرتا تھا واللہ

جان تار و نین سرخرون ہون
 زیت بہی گئی تھی شاہی گ
 سر کی پنچی سی ران سرکائی
 دم میں طاقت ہی ہو گئی افزون
 ہو گیا اوس پر پسی ہم آغوش
 ہین ہین کیا خوب ہوشین آؤ
 پٹنی جانا بھی نہیں بھاتا
 لکھو سکتا تھا مر رہا تھا کون
 یہ تیری گہات میں نجانتی تھی
 پاس الفت میری لی سم تہا
 مفت کی معنی راہ بگان اوقات
 اور کہا عفو ہون گناہ میری
 مجھسی آنہ روہ ہونہ غیرت ماہ

مہر کی فکر میں خیال یہ تھا
 تنجو ای جانِ جانِ دیکھاتا تھا
 جیسی صورت کو تیری دیکھا ہی
 حق تعالیٰ ہی حال سی ماہر
 پوست اور گوشت نذر تیری کیا
 پاؤں پر گر پڑا وہ پہہ کہہ کر
 حرکت مجھسی جو ہوئی اس دم
 ضبط بالکل نکر سکا واسطہ
 اس لمی کلمی یہ سناتا تھا
 گہہ خوشی سی کہ میں ہوئی اضی
 اٹھو بس اب ملاپ کروادون
 اری موقوف کر دی تیں
 ملی اس طرح پہر وہ با اسلوب

لیکھا کون وہ لال یہ تھا
 ورنہ تدبیر میں تو کیوں کرتا
 بخدا دل کا اور لیکھا ہی
 یا میری جان تجھ پہ ہی ظاہر
 جامہ عشق مینی تن پہ سیا
 نہ بُرا ماننا تو اسی دلبر
 تھا میری دل کا اور ہی عالم
 بات کر نیکی پائی کوئی نہ راہ
 جان و دل ہو چکی نہی دو نوا
 بولی مہوش کہ میں بنی قاضی
 صیغہ کہہ کہلی میں قلبت پڑھون
 بولی پروین بڑی ہی تم نہہشت
 جیسی ہو وصل طالب و مطلوب

بیٹھی مل کر وہ قینون پہن کیا
 حال اپنا وہ سب کیا ظاہر
 دو فی الفٹ پیش ہوئی دوفی
 اسی افسانی مین گزاری ات
 وصل مین تھی جو ہجر کی دہڑکی
 وہ یہ کہتا تھا مین غلام ہوا
 کہتا تھا وہ کہ مین ہوا شیدا
 وہ یہ کہتا تھا تجھ مین صدقی
 یون ہی کہہ لگی دو نور وئی
 مہر پرور یہ بولا اسی پر وین
 بولی بہوش کر دے اسکا غم
 او سکا ذل مین کرو نہ کچھ خیال
 یعنی جب گہات بن ٹیگی بیٹھنے

قصہ پر وین فی بس شروع کیا
 اسکا ہی حال سن لیا آخر
 ماہ و شش تھی بڑی جواب توئی
 لگتی بات مین وہ ساری بات
 قصہ غم کو جلد کہتی تھے
 یہ یہ کہتی تھی میرا کام ہوا
 کہتی تھی یہ ہزار جان فدا
 یہ یہ کہتی تھی تیرا لپے لپے
 اشک رنگین سی موندہ کو دھوئی
 وصل کی روز ہو گا کیا آئین
 کہ چلکا تو اسکا دیتی ہین ہم
 جبکہ فرصت کا وقت ہو گا کمال
 لی ہی آگئی مین اوڑا کی اسی

بولایہ وقت کو ہی بتلاؤ
 رات بھر اپنا دل رکھو ٹھنڈا
 کہا پروین فی ہای ای باجی
 شرم تجکو ذرا نہیں بیدر
 کہا میں تو ہوں صاف صاف بوا
 غمض السہین یون ہی نہیں نفیس کیے
 اتنی میں صبح کا ہوا تر کا
 ہتی اذان کی بھی اور گرج کی صدا
 کہا پروین فی مھر پروری
 لو خدا حافظ اب تو جاتی ہیں
 مھر پروری پاس سے دیکھا
 لین بلا میں جو ماہ پروین فی
 ماہ و شئی ہی پر بلا میں لین

کہا شب کو نہ رنج گیمہ کہاؤ
 صبح کو ڈول ڈالو رخصت کا
 بخدا کس قدر ہی تو پا جی
 اری پھر پڑین سکھانی پر
 چوریسی بس رکھو معاف بوا
 ہتی خوشی کی کلام وہ کرتی
 تپا پتا نسیم سے کھڑکا
 غل اوٹھا ایک سمت نوبت کا
 کبھی ہم کو رخصت اب گہری
 درد و غم آپ کیا سنا تی میں
 اوس فی ہی اکی پاس سے دیکھا
 مھر پروری ہی ہو گیا صندیتے
 ہاتھ اوٹھا کر بہت دعائیں دین

بولی پروین یہ ہوشیار سی
 بولی مہوش کہ خیر یون ہی سی
 لین بلائین تو بہائی کئی
 کہا کچھ کہتی ہو نین خوب کیا
 مہر پرور ہی ہنس کی یون بلا
 کہا ہی خیر کچھ نہین صاحب
 سخن کرتی ہی مجھے یہ پروین
 بولی پروین کہ پھر بہار ہی بہلا
 سنو صاحب یہ ماجرا ہی یون
 ہوئی عاشق تھی تم یہ مین جدم
 ہوین بر رواج اب یہ آنکھیں چار
 بولی مددش یہ مہر پرور سی
 کرتی ہی جو جلی کٹی مجھے سی

اتنی سازش فقط ہماری ہی
 ہو سیطرح تیری لگو خوشی
 یہی شکوی مین کیون کلام کئی
 بات کیون میری کاٹی ہو بہلا
 یہ پہنلی تو مین نہ کچھ بوجھ
 آپکی جو بلائین لین صاحب
 بہائی کی کیا بلائین لٹی تھین
 مدعا ونسی یہی یہ کہول دیا
 کہل گیا ہی چپاؤن پزمین کیون
 ہوا تھا میرا اور ہی عالم
 دنیا داری ہی ل میں یا پیار
 کیا ہر دنا ہو ایسی خواہری
 کیا طبیعت تیری ہی مجھے سی

مین نہ آونگی ساتھ اب اسکی
 بولی پروین اری نہیں ہی نہیں
 ہنسی مین رونما ہی تمہارا کام
 مہر پرور بھی بولا ای خواہر
 تھی انسی ہنسی تھی رنج ہی کیا
 تم بھی دو باتیں کہلو انکو خوب
 بولی مہوش نہیں خفا و اند
 ہستو ساتھ اینگی اگر ہی حیات
 میری گنگا ہی یہ تو کہد وائی
 بیچ مین اسکی مین نہ بولون کر
 ماہ پروین سی بولی ای بیہنا
 مہر پرور کی چشم بہر آئی
 اہو رخت ہو ملکی یک دیگر

طعن تشنیع کون اسکی سنی
 بی مزہ ہوتی مین ہنسی مین کہین
 کرو مجھ کو نہ ماہ و شش بدنام
 رنج لاؤ نہ کچھ ڈرا دل پر
 اس بلی تھا کلام یہہ نکلا
 شان مین انکی ہوئیں جو معیوب
 جو کہی وہ ہی گئی جاوی واہ
 رہو تم دو خوش بڑی ہی بات
 کیون لگی ہوتی مین خفا بہائی
 حال ہو جائی اسکا نوعد کر
 چلو اب گھر کو ہو گیتڑ کا
 ماہ و شش پر یہ بولی ای بیہائی
 ماہ پروین یہ بولی رور و کر

غزل

کیون اوڑی عنذ لب گلشن سی	کیا بتنگ آئی میری شیون سی
آفسو سورش سی عشق کی رہن	آگ جھڑتی ہی میری دامن سی
نزدِ الفت جو کہیلتا ہوں میں	ہا رہا جاؤں گا یارِ پر فن سی
استخوان مثل شمع جلتی ہیں	سوزِ ظاہر ہی سوزِ شوقِ تن سی
دلِ خمِ زلف میں لگتا ہی	بیچ کہا یا ہی ہم فی ناگن سی
تیرے مرگن سی سینہ چہلنی ہے	کم نہیں زخمِ دل کو روزِ ن سی

چاکِ دل کی دو اکہانِ اختر

اس کا بخیمہ نہو گا سوزِ دل کی

بڑے کی ن ساختہ ہر شے و تہا پہل	بے چین میں لہنی جلن کہتا تھا
نہ تو سر کی خبر نہ پاؤں گا ہوش	بس غم یار سی تہا جوش و خروش
کہتا تہا رات پہ کہیں آوی	ماہِ روا کی دل کو بہلاوی
آسمان پر کہی وہ کہتی گاہ	کہتا تھا تو کہان ہی غیرتِ ماہ

ساتھ مجھ کو لیا نہ اسی گل و
 نو گرفتارِ دامِ عشق جو تھا
 کہی ہر اتادین یہ تدبیر
 صبحِ فرقت جو ہو گئی ناگاہ
 ماہِ پروین او وہز بحالتِ زار
 اور تو کچھ نہیں خیال ہیں
 کچھ عجب اپنی اولیٰ ہی تقدیر
 جھگو جا کر کہاں پہنسا یا ہی
 جسی ہم ہمسی جو نہیں آگاہ
 سیکڑوں تو ہماری عاشقوں
 ہم کہی التفات بھی نہ کریں
 آسمان یا یہ رنگ دکھلائی
 یہی کہہ لکھی روتی ہتی ہر بار

کیون پہاؤن غم سی مین آنسو
 قفسِ غم مین تھا بہت کھسکا
 چھوڑی سلطنت گو ہو جی فقیر
 حال اسکا ہوا الم سی سبّاہ
 روکی مہوش سی کہتی ہتی ہر بار
 ہاں اگر ہی تو یہہ ملاں ہمیں
 اخترِ بد کی دیکھنا تا شیر
 کس پریرا و پرول آیا ہی
 واہ واہ واہ اسی مقدرواہ
 خود ہی وہ چاہنی کی لائق ہوں
 بہول کراؤنی بابت ہی نہ کریں
 بنی نشاۃِ نون کی دامِ مین لائی
 چین لیٹا نہ تھا ذرا دل زار

چاہی تہا بیان سی ہو ٹکین
 جون جون وہ بقرار ہوتی تھی
 گاہ لاکھوں بلائیں لیتی تھے
 صدقی مہوش تیری تیرتی با
 گاہ باتو نین دل کو بہلا تی
 دل کو سمجھاؤ ہوش میں آؤ
 یون ہی انصافی راز کرتی ہیں
 اک تمہیں تو کسی کی شائق ہو
 بی خدا کی لئی جو اس میں آؤ
 ہمئی زانا بری ہی دل کی لاگ
 بان بچا یہم ہی ای پریرو ہی
 مگر اتنا تو دل میں کچی خور
 کیا کہین گی جو لوگ دیکھیں گے

ماہ پروین ہوئی زیادہ حنین
 ساتھ بہوش ہی او سکی دیتی
 کہی او سکو دلاسی دیتی تھے
 بس اتنا ہلاک ہو میری جان
 کہی او س نا سمجھہ کو سمجھا تی
 اس قدر نا سمجھہ نہ بن جاؤ
 یون ہی بدنامیوں سنی تی ہیں
 اک تمہیں تو انو کہی عاشق ہو
 نہی نادان تو نہ بنتی جاؤ
 فی الحقیقت بلا ہی عشق کی آگ
 دل پہ کیا آدمی کا قابو ہی
 گر رہی گا ہی حضور کا طور
 آپکا جب یہ جوگ دیکھیں گی

لاکھ ہم اسپہ خاک ڈالیں گے
 پرچہ ہی اجی یہ بات کوئی
 تاڑ لیتی ہیں لوگ ساتھ حال
 کیسی دنیا میں ہوگی رسوائی
 یہہ جو اتنی امید ہی کہ کہی
 مہر پروراد ہر تہا خستہ جگر
 وانی سی کام کچھ نہ پانی سی
 دیکھتا وہ اگر گل چنپا
 یہی حالت تھی ماہ پروین کی
 ماہ و ش کو نہ چھوڑتی تھی وہ
 مہر پرور جو غم سی روتا تھا
 نہر پر کوئی روز ہی تھی کڑی
 بس اسی طرح سی گذاراد

گہا تھی ہم ہزار ٹالیں گے
 پیش بھی جائیگی نہ گہات کوئی
 کہل گیا گر خدانخواستہ حال
 مدعی ہو گئی ہیں سو دای
 شاید آنکلی اس طرف وہ پری
 مونہہ لپیٹی پڑا رہا دن بہر
 لال تھی گال خوشنمائی سی
 رنگ عاشق کا یاد کرتا تھا
 چل رہی تھی جگر پہ غم کی چھری
 اپنی رگ رگ کو توڑتی تھی وہ
 سارا گہر بیتہ رہا ہوتا تھا
 حالت غش میں کوئی لیٹی تھی
 کٹ گیا رنج و غم میں سارا دن

و امن شب میں جب گیا خورشید
 یلکی تارونکی فوج نکلا چاند
 شمع روشن ہوئی جو محفل میں
 ہر طرف آسمان پر انجم
 جو کہ نازک و مانع تھی انسان
 ببل و گل فی ہی سہ رشک کیا
 گوئی معشوق کی طلب میں تھا
 کوئی کہتا تھا یا آوی گا
 و یا یہ حکم محسوس پرورنی
 روشنی ہوئی ہر مکان میں خجرب
 شمع و جام لاکی دہروادو
 جو کہا تھا وہی ہوا یکبار
 روشنی جا بجا لگی ہوئی

یعنی زیر زمین چہا نور شید
 سب نے آنکھوں سے اپنی دیکھا چاند
 شعلہ پروانوں کی اوٹھی لٹین
 نخلی خورشید کی ضیا ہوئی گم
 عاشقی کا او نہیں ہوا ارمان
 جاری آنکھوں سے بحر اشک کیا
 جوش غم سی کوئی غضب میں تھا
 اب میرا غمسا راوی گا
 روشنی ہوئی باغ میں باری
 سب قرینی سی اور با اسلوب
 مئی رنگین ہی او نین بہر وادو
 جام رکھی گئی جو اہم کار
 جلدی جلدی لگا یہ موندہ ہوئی

رونی رونی جو کین تین لال
 بہاری جوڑی بہت سی نگوئی
 سج لیا جسم پر پہر ایک جوڑا
 کمر باند کر کی اوسنی پٹ
 سُر می کی دو سلائیان دی کر
 بہاری ٹوپی سی سر پہ رکھتی پہر
 حُسنِ محفل طلب کیا یکبار
 حُسنِ محفل جو سامنی آیا
 طرز سی پہر عجب لطافت سی
 صاف و مال سی وہ کی مہال
 کیا غمخیزی پہلی تو محبرا
 محر پرورنی ہاتھ مین لیکر
 ہنسکی اوسنی دھین کیا محبرا

اونکو دہو کر ہوا مزاج بحال
 جال ہیر کی اونہ ٹکوا سی
 چاند کو رنج و یکی دل توڑا
 یہ سنا پا جامہ کار چو بی جہٹ
 گنگھی کرنی لگا وہ رشکِ قمر
 بیٹھا مسند پہ ناز سی آخر
 حکم کی دیر تھی کہ تھا طیار
 ایک ستارینی کہو لایچ اوسکا
 کیا کہون مین کہ کس نزاکت سی
 ہاتھ پر رکھ کی اور دکھا کی جمال
 پہر نزاکت سی اوسکا پیچ دیا
 رکھ لیا ہنسکی اپنی زانو پر
 کیا چنبر کو جا کی پھر سید ہا

تورہ پوش ایک اوٹھا کی کشتی کا	قد و قوائی با ہزار آوا
لی گلوری وہ مہر پرورینے	اسنی مجرا کیا آدب سی اوسی
کر کی تسلیم جو ہٹی پیچھے	مھر پرورنی یہ کہا اوس سی
جوڑی تم جا کی سب بدل ڈالو	اور گہنی بہت سی سب پہنچو
حکم جوڑی بدلنی کا چو دیا	سب فی مجرا خوشی سی آ کی کیا

محفل آراستہ نمودن ماہ پرورد قسطنطنیہ
و آمدن پروردان و مساعیرہ و طلبہ تکرارینہ

مئی شیرین پلا وہ ساقی اب	تلمیح چہر بھول جاوین سب
رنگ آبِصال کا بھی جی	خارِ غم دل میں کب تلک کٹھنکی
سب خواصون فی حسب حکم یہاں	از سر نو سجا متسام مکان
صاف کر کی وہ ایک ایک مقام	فرش دیباہی چین بچھایا تمام
مسند او سپر لگای اک پر زر	تکئی رکھی قرینہ سی لا کر
اک مسہری سچی دولہن کی طرح	اور بسایا اوسی چین کی طرح

کار چو بی دوشا لونکی پردی
 لاله گون ایک اک دوشا لہ تھا
 کچھ عجب رنگ کا تھا طور اوکا
 کنج گلزار کنج ہتی اونکی
 سقہ دیوار و در سپہ آسا
 روشنی کردی جا بجائیں آن
 اوٹ پہو لونکی ہتی جو کچھ نبوی
 اولیان میو و نکلی چنن ہر جا
 کشتیوں میں گلور یونکی بہار
 چو گہڑی پاندان اور چنگیر
 بادہ خاوری کالا کی سب سامان
 کنٹر الماس کی وہ نور انگیز
 وہ زمرد کی خوبصورت جام

جا بجاوہ ورون پہ لکائی
 تحنہ لالہ سیسے بکالا تھا
 تہا زمانہ کا دور دور اوکا
 پٹی میزان حسن کی پتہ
 شیشہ آلات سی سی کیا کیا
 نور سی بہر گیا تمام مکان
 حسن سی وہ ہوا کی رخ پہ لگا
 میوہ میوہ تھا باغ جنت کا
 عطر و انونین عطر مشک تار
 رہی ہتی آئینکی ہتی اونکی دیر
 چن دیا ایک میز پر اوسی آن
 آبیہ قوت رنگ سی لبریز
 جنکو مینا ہی چرخ تاکی مدام

تہا لیان لعلو نکی ، و نامور کار
 تہی وہ گلہ ستونکی جاب کہین
 سہہ قرینہ جواوس جگہ پہ ہوا
 چاندنی شرمسار ہوتی تہی
 سامو مین کہون ہ کسٹ ہب سے
 زلفین کالی بلا مین تہین سب کی
 تہی لکھوٹی وہ پانو نکی لب پر
 مسیان گہری گہری ہو ٹون پر
 کاجل آنکھو مین پوست کی دور
 بھلیون کی جھلک وہ کانو مین
 نیزہ بازی ہ کرتی ٹرکان سی
 گوئی چلتی تہی مابہی پرافشان
 مانگ کو کوئی صاف کرتی تہی

کہین سخن کہاب کی طیار
 وہ ظروف پر آب تاب کہین
 ماہ کو بہی ہوا تہا بس سکتا
 صدقی فصل بھار ہوتی تہی
 نازنین نی چین جسٹ ہب سی
 ٹھری ٹھری داین تہین سب کی
 جیسی عاشق کا ہو دخی ن جگر
 تہا وہ عاشق کا دو و آہ مگر
 صاف رخسار اور مونہہ گوری
 انیٹونکی چمک وہ کانو مین
 باندہ لیتی تہین ل کو دامنسی
 کوئی کرتی تہی عیش کا سامان
 حسن پر کوئی لاف کرتی تہی

گوئی کہتی ہتی ای سیری بہینا
 گوئی کہتی ہتی ہی جھی ارمان
 گوئی آئینہ دیکھ کر کہتے
 لاکھ کو کرتی ہوں نظر میں یہ
 گوئی کہتی دو گانا میں اری
 غرض اس طرح کا سامان تہاواہ
 سب کی سب ہو چکین جب طیار
 جتنی گانی کی فن میں ہوں بکتا
 تیس اونین سی این پھرتا رہی
 عہدہ دار اپنی سب لئی عہدی
 گوئی جوڑی کھڑی ملائی ہتی
 پیکہ ان ایک کی بغل میں تھسا
 پڑی تلی پہ تہا پ ہی اکبار

وڑا کج لوٹی تم مجھی دینا
 اپنی شیشی کا عطر دو بجان
 محل حسین میری آنکھ ہی کیسی
 کیون ہوا میں یہ آنکھیں تامل دین
 دی سرو تا تو کا نون پیاری
 رنگ ہوتا جو کرتا ایک نگاہ
 حکم اونکو ہوا یہ پھر اکبار
 ہو وین حاضرہ آکی سب اسجا
 جوڑی ہتی ڈاک کی فی ساری
 سامنی ہتی کھڑی قرینی سی
 گوئی ناز و ادا دکھاتی ہتی
 خالصان ایک ہتی لی اوسجا
 اونین سی ہو گئیں کترین دوچار

کان سارنگی کی مروڑی گئی
 ہوئی سطح پہر تو او سکی لک
 بائین کی ل میں گہس گئی آواز
 گو کہ تہلی طمانچی کہاتی تھے
 ساتھ او سکا بھیری دیتی تھی
 آیا دہریت پہ جوہن او کا خیال
 راگ اور رقص میں انہیں چھوڑو
 کہ کٹا سارا دن اوسے غم میں
 کہتی تھی یا الہی آوی رات
 او سکو بہلاتی تھی بہت مہوش
 فکر میں شب کی صبح سی گزری
 کہا بہ دس نبی بیٹا ہو طیار
 چلو دل او سکا بکرو ٹھنڈا

شانی طہلی کی ساتھ توڑی گئی
 کہ فلک پر ہوئی جو دنگ ملک
 او سکی سارنگی پہر ہوئی دمسار
 خوشی ہو ہو کی غل مچاتی تھی
 تال سر جان پر وہ لیتی تھے
 ہوئی سب دور و لسی رنج و ملال
 ماہ پر دین کا حال اب سنلو
 نہ رہی اشک چشم پر غم میں
 او ٹھہ رہی تانگو عیش کی بات
 پر یہ کہاتی تھی ن میں خوش
 باری فضل خدا سی بات ہوئی
 ہو گا مشتاق وہ تہارا یار
 دہو کی موہ نہ تم لگاؤ اب سوا

خوش ہوئی سنی اس کلام کو وہ
 پہنا گنا وہ جتنا تھا اور کار
 یہی رہتی تھی قصد وہ خوش
 چھینک اتنی مین بس ہی پڑی
 بولی ہو خیر آج یا اسد
 بولی ہو وش نہیں خطر نکمہ ہی
 سیر کا جیلہ کر کی مادر سی
 اکھا پروین فی آہ بہینا جان
 کہیں نہ رہہ پہ یہ نہ گہل جامی
 کہا مہ وش فی کر نہ یہ باتن
 محر پر ورتھ مفتطر بیٹھا
 بجلی اک سر پہ آن کر چمکی
 دی صدا سنی آسی صاحب

یا د کرتی تھی دن سی شام کو وہ
 تخت اوسنی طلب کیا یکبار
 کہی مہ وش کہ اسی بوا اوٹھو
 تخت سی یہ او تر پڑی جہٹ سی
 کسی کم نخت فی یہ چھینکا آہ
 جسنی چھینکا اوس سی یہ چھینک پڑی
 بیٹھ کر تخت پر چلین گہر سے
 بہر ہی ہین میری ل مین کیا ارمان
 کہ غضب ہو بلا سی نو آئی
 عشق کی مین بہت بڑی اتن
 اتنی مین را نکا پھروہ بجا
 سمجھا دل مین کہ ہی یہ امر ہی
 غم نہ کچھ دل پہ لا سنی صاحب

تیری ہی واسطی یہ محفل ہے
 آمین قربان میں تیری صدقے
 جام صہبا بھی پلا کم بخت
 کیا یہ پیرِ فلک کی ہی بیدار
 کب کسی کو یہ سونی دیتا ہی
 کسی معلوم ہتی یہ بیدار
 وہ تو معشوق جان کر بولا
 جادو کرنی ہتی یا سمن اک نام
 اوسنی دیکھی جو یہ صدائی نشاط
 ارض پر پایا پیرِ کامل کو
 اوسہ طرہ یہ اوسنی دی آواز
 اور آواز دنی تو عشق کی دی
 مھر پرور تہائی خبر نہولا

میرا دل تیری غم میں بسل ہی
 میری سر کی قسم جو جی میں ہی
 حال اس عشق کا بہت ہی سخت
 کہ جو انون کو کرتا ہی برباد
 غمِ فرقت سی جان لیتا ہی
 ہا ہی شاہوکی خانہ بربادی
 کہ ادا ہر آمین تیری صدقے ہوا
 کہین جاتی ہتی تہا اوسنی کچھ کام
 بچھی پائی نشاط کی جو بساط
 ہاتھ سی دی دیا دین دل کو
 اور ہی دل سی ہو گئی مساز
 کہ وہ سن اوسکی دل میں جا چھی
 دفترِ عشق ہا ہی کیون کہولا

بر ملا آ کی کو ن پہا س نے
 میہ جو آواز اوسنی سن پائی
 مھر پرور کی ای پھر و پاس
 دیکھا عورت ہی اک قوی خبا
 قشقہ سیندور کا کچا یک سر
 کا کلین مونہ پہ واہیات پرن
 سرخ تھا چہرہ پتلیاں تہین نہ
 لٹین مونہ پر لٹکنی تہین سطر ج
 ہاتھ مین ناریل تھا چوٹی دار
 ایسی آتی تھی مونہ سی اسکی پاس
 کہا ایجان مین ہوئی حاضر
 مھر پرور بہت ڈرا دل مین
 نہ سوا اسکی مونہ سی کبھی نکلا

ایسی بات کو بس نہ جانی
 تخت لای زمین پہ گہرائی
 مھر پرور کی مونہ پہ چہانی یا
 خوف کچھ دل مین آیا کچھ غصا
 اک لڑی مو تو نکلی ماہتی پر
 روغنِ ناریل سے چسکین
 اور جی مونہ پہ راو کی سب گرد
 گوہ پر سانپ پھرتی مین طرح
 دو سری ماہتہ مین لٹی ہوئی مار
 جیسی ہو وی بہرا ہوا سٹاں
 مین نہیں تیری حکم سی قاصر
 کہا ہی خوب میٹھو محفل مین
 آئی آئی بہت اچھا

یاسمن شاد ہو کی اور نسک
 سانپ اور نایل چپا ڈالی
 مھر پرور کی تھی نہ جانیں جان
 کہ یہ آئی بلا کہا۔۔۔ پسے آہ
 وہ تو کچھ بول بھی نہ سکتا تھا
 گائین تہین جو مھر پرور کے
 موہنہ سی کچھ گاتی تہین نکلتا تھا کچھ
 مھر پرور فی ڈر کی یہ پوچھا
 کہا ہی یاسمن ہمارا نام
 بولا ڈر ڈر کی مھر پرور جب
 ہنسکی بولی کہ یاسمن قربان
 مھر پرور پھر اور گہرا یا
 ڈر کی ماری تھی اسکی جان ہوا

آہی بیٹی وہ پاس مسند پر
 جانکی اسکو پڑ کئی لایے
 بیتیاری تھی ہر گھڑی آن
 ڈر کی ماری تھا حال غم سی تباہ
 جوش حیرت سی موہنہ کو تکتا تھا
 خوف سی بن کئی تہین شہر کی
 حال میں کیا کہون ہوا کیا کچھ
 نام اپنا تو دبے بستلا
 پر نہین جانتی تنہا رانا نام
 کہتی ہین مجکو مھر پرور سب
 دیوتا کی قسم ہو میری جان
 نام ناعت یہ اپنا بتلایا
 کرتی تھی اختلاط حد سی سوا

مَعْت کی پائی جو شراب اوسنی
 مہر پروری بولی ای صاحب
 راگ اور رقص کیون ہوا موقوف
 چکیم یہ مکتب نہین ہی میر جان
 تنی سچا ہی محک کیا خیلا
 مین تو آخوند چکیم نہین صاحب
 مہر پروری یہ اشار کیا
 ہو کسی طرح گای نہین نہ قصور
 باری گانا ہوا شروع ادھر
 مہر پروری بولی ای گلو
 بان سوا او سکو کیا یہ دیتا جو آ
 پہر بہانی سی جام موندہ گولگا
 جام موندہ سی لگا کی موندہ پہر

ویکھی رکھی نہی کباب اوسنی
 یون بان اپنی کہولی ای صاحب
 میری آنی سی ہو گیا موقوف
 کچھی رنگ ورقص کا سامان
 مین تو یون آی جیسی ایک ڈھیلا
 مجھسی ڈرنا نہ تم کہین صاحب
 گای نوشی کہ ازہ برای خدا
 رات جلدی کہین یہ ہو کا فود
 می سی اسنی او دہر ہر اساخ
 میری ہرگی قسم اسی لی تو
 جل کی دل ہو گیا مثال کباب
 دیاسب پیکدان مین ہ گرا
 پیکدان مین گرا دیاسارا

اپنا قصہ یہہ پھر لگی کہنی
 کہا ہی باپ میرا چا و دگر
 اسکو دیتی ہیں سات شاہ خراج
 جاتی ہتی تخت پر مین آج گن
 ہوا دل مین مرا محبت کا
 نشہ مین آئی یہہ جو اسکو ترنگ
 بیہی بیہی اوٹھا کی ڈوٹا ہتہ
 ماہ پروین کی غم مین تہا مرو
 طائر رنگ اور گیا اک بار
 کہا ڈر کر کہ ہر ہی طبع نہایت
 گہ سی کلا نہیں کہنی نخصار
 بزم مین ہو جی گا آکی شرمیک
 کہا ایسا جان بہت اچھا

ورو غم یہہ لگی او دہرہنی
 نام نہ بنت رکھا ہی اسکا گر
 دی دیا ہی او نہیں کوخت تاج
 سنی آواز مینی تیر غصہ
 تو فی ہی دم بہرا محبت کا
 اور کچھ سوچی اسکی لمین منگ
 کہا جانی چلو گی میہ سی ہتہ
 ہو گیا مثل گل یہہ پڑ مرو
 جان بہر سفر ہو می طیار
 بہین ہر روز لائی شریف
 روز محفل رہی گی یہہ طیار
 اسی بہتر نہیں جگہ نزدیک
 پر کوئی وقت ایسا دہترا

بی تکلف ہو وصل مجکو نصیب
 پر میری جان گم یہی ہی کلام
 دوسری کی مذیکہنا صورت
 کہا اسنی کہ اسکا ذکر ہی کیا
 بولی کب وصل سی کرو کی شا
 تمسی ظاہر تمام حال کیون
 کہا کہ ہی نہیں ہی کچھ کھشکا
 مہر پرورنی پھر کہا دل سی
 وی نجات اس سی مجکو یا اللہ
 عاقبت دل میں یہ بنائی بات
 کہا سنی بڑا ہی یہ قصا
 ہوا تھا گھر میں اپنی جب پیدا
 جمع والدنی سب کئی رمال

ای میں قربان تو ہی میرا حبیب
 مجھ سوا اور سی نہ رکھنا کام
 اور نہ کرنا کسی سی اب الفت
 نہ کرونگا یہہ کام میں حاشا
 کہا میری اگر سنو روداد
 ورنہ کیون آہیں رنج و غم سی بہر
 تیری صورت پہ جان دلسی فدا
 پیچھا پکڑا ہی میرا ساحر نی
 میں مسلمان ہوں یہہ ہی گمراہ
 سوچتی سوچتی نکالی گہات
 تمسی کہتا ہوں آج تھوڑا سا
 میری مایا پ مجھہ تھی شیدا
 کہا دیکھو پسر کامیہی حال

یعنی دیکھو نصیب ہن کیسی
 سعد طالع تو خوب ہی یہہ سپر
 کہ نہ عورت سی ہو کہی اقس
 اسکو صحبت کسی سی ہوگی اگر
 جان بالکل بچی کی پہر نہ کہی
 سب بدل ہوئی آلم حسی شہ
 بعد مدت کی مین ہو اوجوان
 ہوا مان بپ پر جو خوش حال
 عورت تو نسی کیا مجھی باہر
 ایک دن پہر پدر جو گہرا یا
 بار دیکر یہی جو حال سنا
 منگی محکو یہی ہو گئی نفرت
 مر گئی میری والدین مگر

زایچہ کہینچ کر کہا سب فی
 دیتی ہن ہم مگر یہہ شہ کو خبر
 سب رہن اس سی آدمی وقت
 اسکی گرمی کر یکی دل پہ اثر
 یہہ جو تقریر والدہ فی سنی
 کہ نہ شادی ہی کر سکی اسکی
 دل مین آنی لگا پکھ اور گمان
 دل مین کرنی لگی وہ رنج و ملال
 اسی باعث سی مین جان بر
 دوسری بار قرعہ پھکوا یا
 میری یہی گوشہ زد کیا سارا
 خوف جان سی نہین غنیمت
 اب تک تو نہین ہن اس سی خبر

پھر کہا دل میں مھر پرور فی
 کہا تجھ پر سی صدق ہوں یحان
 سخت اس امر فی کیا ناچار
 کہا اوسنی یہ مھر پرور سی
 امر یہ او سکو بس گوارا ہو
 محکوفت ہی میں نہیں جلاؤ
 میں ہی نہ کوئی یہ کتاب میں چال
 کوئی تدبیر اب کرونگی میں
 ساقیادی مجھی شراب گھن
 مھر پرور یہ دل میں کہتا تھا
 لشکر رنج ہی مجھی گہیرے
 دل پڑھتا ہی بقیاری ہی
 راز دان ہای کون ہی اسجا

ساز اس سی ضرور کچھ کبھی
 وصل کا تیری ہی بہت ارمان
 یہی منظور ہو تو ہوں طیار
 چارہ ہرگز نہیں مقدریے
 جسنی عاشق کو اپنی مارا ہو
 کہ جو معشوق پر کروں بیداؤ
 کہ تجھی کس لئی مضر ہی وصال
 ہجر میں کب تلک مرونگی میں
 ذہن ہو جس سی تیر خست بدن
 بات کا سب بگڑ گیا نقشا
 پائی میں داغ ایسی بہتری
 رات دن غم سی اشکباری ہی
 جہ پہ ظاہر ہو ماجرا دل کا

دل ہی دل میں پڑا ہی اب ناسو
 کیسی گزشتہ ہو گئی تفتدیر
 گوئی نفس نہیں محب اصلا
 کس گوئیہ ماجد اسناؤین
 کس لئی کی تہی ساری طیار
 میری خم خانہ سی وہ رندہوی
 شیشہ و جام ہی میں سب تیار
 رنج کہاتا ہوں جوشِ الفت میں
 تجکو مطلق خبر نہیں اسی یار
 تو سن خامہ اب نہیں یار
 سخت پریشہ کروہ رشکِ قمر
 دیکھا اگر حیا تو سامان اور
 دیکھی بالائی سندا یک بلا

آنکھ سی ہی نہان وہ غیرت جو
 کیا کروں ہائی صل کی تدبیر
 کس سی احوال میں کہوں لگا
 اوس پر ہی گو کہا نفسی لاؤین
 صحبت عیش و رقص و میخواری
 ساقیا اسہین میرا کیا ہی قصو
 پرہنو وہ تو کچھ نہیں درکار
 کاٹا ہوں عجب مصیبت میں
 سارا سامان ہی میان طیار
 ماہ پروین کا حال لکھہ سارا
 پہنچی مہوش کو ساتھ جب لیکر
 نظر آیا نیا نیا کچھ طور
 او کی پہلو میں محسوس کو پایا

بولی مہوش سی دیکھو اسی بہینا
 وہ بھی بولی کہ سچ تو کہتی ہو
 بیوفا ہوتی مین یہ سب انسان
 کہا تدبیر اس کے بتلاؤ
 دیکھین او پر سی سب شاہم
 جب سنی گفتگو تمام و کمال
 کہ بچاتا ہی اوس سی یہ خود کو
 تو تو کہتی تھی بیوفا ہی یہ
 کہا مہوش فی اس پہ مین صدق
 مگر افسوس کیا ہوا یہ حال
 کا ہیکو وصل ہونی دیگی یہ
 دیکھ اسکی کرونگی مین تدبیر
 وزرہ جایی بیان ہی یہ بخت

اس جگہ تو یہ ماجرہ ہی نیا
 کس لی رنج دل پر ہستی ہو
 بیوفا ہی کا کتنی مین سامان
 کہا اس حال مین نہ تم جاؤ
 پاس جادنگی اب نہ حاشا ہم
 اور سب کا سنا مفصل حال
 بولی مہوش سی دیکھو خوشخو
 بہینا دل مین سمجھ کہ کیا تھی
 کیا یہ معلوم تھا کہ مین ایسی
 کیسی کم بخت فی یہ ڈالا جال
 نہ کہی پاس سو فی دیگی یہ
 تیری سر کی قسم نہیں تاخیر
 تو او تار مین بیان یہ اپنا تخت

دیکھین کہتا ہی شاہ کیا ہم سی
 مھر پرور کا تھا او دھریہہ حال
 مضطرب تھا کمال وہ مہر و
 جلد پیر او نکو پوچھا تھا وہین
 دیکھ کر سوی چرخ ڈرتا تھا
 سانس ٹہنڈی کہی وہ بہر تا تھا
 کہی آپہی بلائین لی لی کر
 کہتا تھا صدقی ای میری اللہ
 دیکھ کر وہ دعائین دیتی تھی
 یک بیک او ٹہنہ کی پاسبین جلدی
 بی مین جاتی ہوں تو نہ کہہ انا
 کل اس وقت شب کو آؤن گی
 مین ہن بجان جان ہی تجہ مین

کام رکھتی مین او سکی ہمد م سی
 مضطرب تھا ملال غم سی کمال
 مونہہ پہ ہوتی تھی جیب و آنسو
 خوف تھا یہ نہ دیکھ پائی کہین
 لا کہون تدبیرین دل مین کرتا تھا
 بی اجل جان سی گذر تا تھا
 ہاتھ او ٹھا کر دعائین دی کر
 عشق نی کر دیا ہی حال تباہ
 تخت پر بھلائین لیتی تھے
 ہاتھ او سکا پکڑ کی کہنی لگے
 کچھ نہ دلیر لال و غم لانا
 دیکھو وقت کی رنج کہاؤن گی
 نہین طاقت جدا نیکی مجہ مین

بولاً مونیہ پیر کر حرا حافظ
 شکلی تہخت پر ہوئی ہ سوار
 ماہ پروین جو دیکھتی تھی یہ سیر
 جبکہ وہ او سطرف وانہ ہوتی
 ماہ پروین فی شکل دکھلائی
 دیکھی صورت جو مہر پرور کی
 ناز و انداز سی وہ غیرت حور
 رنج کی تیز گفتگو آئی
 تم گل یاسین کی لبیل ہو
 عشق میں اوسکی تم کرو نالی
 باغ عالم میں ہی مجھی انسوں
 مثل شبنم کی ہم تو گریان ہوں
 لالہ سان اوسکا داغ اوٹھایا

کہا دل میں کہ ہو بلا حافظ
 ہوئی ظاہر یہاں خوشی کی بہار
 ولین کہتی تھی یا سمن سی بر
 داخل باغ یہہ گمانہ ہوئے
 مشتری بُرج مہر میں آئے
 رر و ہتی رنگت اوس گل ترکی
 مہر پرور کی آکی مٹھی حضور
 شکوہ آمیز گفتگو آئی
 غافل راہ عشق بالکل ہو
 تم تو ہو اوسکی چاہنی والی
 عشق پر میری پڑ گئی کیوں افس
 محکم مانند آپ خندان ہوں
 آپ فی تازہ گل کہلا یا ہی

شرم آئی نہ کچھ حجاب کیا
 اسی صورت پہی یہ صورت عشق
 پاس الفت تہین مگر نہ رہا
 اوسنی اوس جویہ کلام کیا
 رکھ دیا اوسکی پاؤں پر سر کو
 ایسا ناواقف محبت تھا
 حال ابتر الم سی ہوئے لگا
 عرض کی انا غمّہ کیا ہی ضرور
 مین برایا بھلا ہوں تیرا ہوں
 مجسی اسی بت میرا حسد اچھی
 مست تیری شراب حسن کا ہوں
 تجھ سو اکل کو اسی قمر دیکھوں
 کور آنکھیں ہوں انھیں نور نہوں

عشق کا نام کیون خراب کیا
 کچھ ہی آئی تہین نہ غیرت عشق
 دور ایسی ہوئی کہ ڈر نہ رہا
 مہر پرور فی دل کو تہا م لیا
 ترکیا اپنی دیدہ تر کو
 ایسی باتوں سی غرق حیرت تھا
 غم سی بی اختیار روئی لگا
 بی خطا ہوں نہیں ہی میرا قصور
 تہین ممکن کہ غیر کو چاہوں
 اور کو دل جو تجھ سو اچھی
 ذرہ اس آفتاب حسن کا ہوں
 اور کو بھول کر اگر دیکھوں
 حور ہی ہو تو یہ قصور نہوں

سخت لاچار سخت ہوں مجبور
 مار ڈالو تو غم سوا ہو جای
 یہہ بلا کس طرح سی گو و پڑی
 یا سمن نام تو بتاتی ہے
 کچھ بن آئی ہنیں کروں میں کیا
 وصل کی روز محسی ہی طلب
 تیری لون کی ہی قسم منجھو
 یہ تمنا ہی کوئی گہات ملی
 کل پہر آویگی جان لینی گو
 ماہ پروین فی جب سنی تقریر
 میری لائق تو تیری لائق میں
 مہر کی لاکھون بتی ہیں عاشق
 کس بڑی کی ہیں جستجو کوئی

ایک اس لیے ہی یہ غم کا و فور
 ہنیں معلوم پہر کہ کیا ہو جای
 خار ہی اسکی صحبت ایک گہری
 مجھسی الفت بہت بتاتی ہی
 جان جاتی ہنیں کروں میں کیا
 میں ہوں یہ ار حاضر و غاب
 اس بلا کا نہو جو غم منجھو
 اس بلا سی مجھی نجات ملی
 بد بلا ہی ملال دینے کو
 بولی قربان تجھ پہ مہر نسیر
 میرا عاشق تو تیری عاشق میں
 کون ہوتا ہی ماہ سی فائق
 اپنی گل کی سہی میں بکرتی

خندی اپنی دُون کو روئی گئے
 کس لئی ہوتا ہی میری قربان
 جلدی کہہ راکی کچھ نہ کام کرو
 کل وہ جب جا چکی گی ایشکی ہم
 لگی ہونی سحر کی طیساری
 ماہ پروین اوہر کوراہی تہی
 باغِ عالم میں یا سمن تہی جو دہ
 زعم میں تہی چمن میں ڈوبی
 حسن پر مثل سرو اکڑتی تہی
 مہر پرور کی عشق سی مردہ
 بہکتی تہی عشق کا دماغ بدل
 مہر پرور کی عشق کا تھا دورہ
 مہر پرور کی بس یہ حالت تہی

مشکل آسان یہ ہی ہوئی گی
 غم نکھا غم نکھا تیری قربان
 مکر سی او سکھو تم تمام کرو
 شکل اپنی تہین دکھائی نکلے ہم
 رات اسی باتو نین کٹی ساری
 جان فی رخصت اس سی چاہی تہم
 اپنی جو بن پہ تھا اسی ہی غور
 جانتی تہی کہ ہون گل خوبی
 آدمی کیا ہو اسی لڑتی تہی
 خارِ الفت سی او سکی بڑ مردہ
 لالہ کی طرح تہی وہ داغ بدل
 یا سمن کی طرح تھا چہرہ زرد
 نام سی یا سمن کی نفرت تہی

دیکھتا تھا نہ بارتکین سے
 یاسمن کو کینز جانتا تھا
 اور کا باغبان کشتن تھا
 سنبلیں لہ کا تھا سودائی
 قصد اسکی سوانہ تھا کچھ اور
 باغِ عالم میں اسکو ذک پہنچی
 اسکو تھی ناپسند خواہ اسکی
 ہوش و نیاز نہ تھا نہ غم وین کا
 اتفاقِ زمانہ سنئی اور
 اس طرف تھی وہ بیقرار و بار
 اسکو چلنی کی اپنی حسرت تھی
 فوجِ انجم کی لیگی ماہ چلا
 ہو گئی دُری اک قلمِ نابود

عشق تھا اسکو ماہِ پروین سے
 اسکو اک بد تمیز جانتا تھا
 مثلِ صیاد اسکا دشمن تھا
 یاسمن کی کب اسکو بو بہائی
 اسکو کانٹوں میں کھنچی کسی طور
 پنکھری پنکھریے الگ کیچی
 اسکو تھی جان و روح بواہ اسکی
 وہیمان ہر وقت ماہِ پروین کا
 طور یہ تھا یہاں مان و طور
 تھی گہلی چشمِ انتظارِ حیاں
 اس طرف یہہ محلِ صحبت تھی
 بہاک کر محسوس اپنی راہ چلا
 ماہِ پروین کی تھی فلک پہ نود

بند و بست اسکا ہو گیا سر و دست
 کچ گیا ہر طرف کو پر دہشت
 بند و بست زمانہ ہر جا تھا
 مرد و نسی ہو گیا زن و گنج بیر
 غل زمانہ جو تھا سولہ سی کا
 تھا جو عاشق سی شوق اسباب
 راز سی عشق کی جو اکہ تھی
 مہر پرور کی باغ پر آکر
 ناگہان اسمین یہ بلا آئی
 سب دیتا تھا عیش کا اسباب
 ہر مکی خاطر ہو عیش و عشرت سب
 جس سی اس طبع کو کدورت ہو
 سامنا غیر جنس کا ہو ویسا

ملہ کی خست مہر کی تھی شکست
 تار سی روشن ہوئی غلک پرست
 خانگی کارخانہ ہر جا تھا
 نگی کرنی کو چاندنی کی وہ سیر
 رتبہ تھا مہ کو چو کی داری کا
 کی بہت اوسنی اپنی آرایش
 ماہ پروین کی وہ بھی عمر تھی
 شہرین معمول سی بہ یکدگر
 یا مین بھی سوی ہوا آئی
 جمع تھی صحبت شراب و کباب
 رہی محروم وہ تو باغی غضب
 اوس سی دود و دہر کی صحبت
 خفقان کیون نہ پھر پہلا ہو

اپنی لیلی کا جو کہ مینون ہو
 تہا یہ فرہاد اپنی شیرین کا
 یاسمن سی بیہ زرد ہوتا تھا
 قفر قہ یہ فلک فی ڈالا تھا
 کس بلا سی اسی تھا اولہا با
 اوسکا ملنا تو اسکو قہر ہوا
 جب سی چوٹا تھا یار جانی سی
 اوسکی صحبت سی لگو نفرت تہ
 بس کہ پیش نظر وہ صورت تہ
 دیکھتا تھا نہ مہر کہی سو چشم
 ہوش تھا کچھ نہ طیش سی لگو
 مصلحت ہی خموش بہتا تھا
 جو کہ تھا ناگوار کرتا تھا

غیر سی کیونہ دل جگر خون ہو
 شیفہ دل سی ماہ پروین کا
 اوسکی پہلو سی درو ہوتا تھا
 شعبہ تازہ اک نکالا تھا
 ڈر سی مھر کو تھا لڑوایا
 شہد لب اسکو غم سی ہر ہوا
 تنگ تھا اپنی زندگانی سی
 ماہ پروین کی قہر فرقت ہی
 مثل آہو کمال وحشت ہی
 شیر ہی اسکو اوسکی آہو چشم
 رنج ہوتا تھا عیش سی لگو
 رنج دل پر تمام سہتا تھا
 جبر سب اختیار کرتا تھا

چار ناچار دل کو بھجھایے
 منتظر رہتا تھا وہ آنے کا
 محفلِ عیشِ سب وہ ہتی طیار
 خارِ غم و لہ اک کہنکنا تھا
 بیکلی تھی زبس کمال ادسی
 واشد دل تھی چین کی وہ سیر
 ہر روش او کو بقرار سی تھی
 غم سی پڑ مروہ ایسا تھا وہ جوان
 چھوٹنا کب خیال خام میں تھا
 بیٹھا تھا وہ جو بد و ماغ او سجا
 کہل کہلا کر ہنسی وہ صورت گل
 زرہ تھا چہرہ شکلِ مہرِ کمال
 بیٹھی اس طرح پاس وہ عیار

دل ہی دل میں غم و الم کہا کی
 غم نہ تھا او کو جیکی جانیکا
 او سکا مشتاق بیٹھا تھا لاچار
 لب پہ دم آنکر اٹکنا تھا
 کیا کہون جیسا تھا بلال ادسی
 جانتا تھا ہر ایک گل کو غیر
 مثلِ بلبلِ فغان و زاری تھی
 حُسن کی بس بہار پر تھی خزان
 ایسی صیاد کی وہ دام میں تھا
 یاسمین آئی باغ باغ او سجا
 ہوا اسکی چراغِ زیت کا گل
 مثلِ سبیل تھی سب پریشان با
 پہلوئی گل میں جیسی بلبلِ زار

مائلِ احتلاط ہوتی تھے
 گندہتی یہ وہ تیز کرتی تھی
 اوس سی ہر بات میں بجاتا تھا
 مثلِ صیاد گہات کرتا تھا
 دورِ جامِ شراب جب آیا
 اوڑ گئی ہوش نشہ می سی
 ورو دیوار ہو گئی مدہوش
 یا سمن کو نکمہ ہی ہوش رہا
 ہوئی گستاخی سی مقابل تھا
 مہر پرور کہا کیا کتنا
 اس سی لازم ہی تم پشیمان ہو
 کہہ چکا ہوں یہ میں راہِ نجوم
 اس لٹی تمہی ہوں کنارِ کشت

تلخ بزمِ نشاط ہوتی تھے
 طبعِ نازک گریز کرتے تھے
 انکھیں نمی تھیں جی چراتا تھا
 لاکھ حیلو نفسی پاست کرتا تھا
 ہو گیا اور بزم کا نقشا
 ہوئی غافل جہان کی شئی سی
 شرمِ پنهان لحاظ تہار و پوش
 ٹوٹا بند نقابِ شرم و حیا
 بی تکلف کئی حامل ہاتھ
 یہہ براہی برا نہین اچھا
 ہو کی معشوق جی کی خواہان ہو
 گر کروں صل ہوں ابھی معدوم
 ورنہ میرا ہی ل ہی تم پر غش

اس قدر تھکو بی جانی ہے

میں یہ کہتا ہوں اسلئے تھکو

اسکی خواہش سے نہ برہم تم

وصل کا غم تمہارا سہتا ہوں

فائدہ تم کو ہی ضررہ محکو

محکو اہل نجوم فی ہی کھسا

یہ سب ہی فقط جدائی کا

چند سال اور اب گذر جائیں

وصل کی پھر مدام باتیں ہوں

وصل سے بحر میں مزا ہی زیادہ

ملا نا نہیں یہ بہت سہی

عقل سے یہ تو ہی نہایت دور

دیر کا کام تو ہی رحمان کا

اسین حد سے فزون جانی ہی

اتنی جلدی ہی کس لئی تم کو

بہاگی جاتی ہیں کیا کہیں ہم تم

جو کہا تھا وہ اب بھی کہتا ہوں

مار ڈالو کی تم مگر محکو

وصل ہی نہ ہر محکو عورت کا

دھیان لاؤ نہ کچھ برائیاں

خس دن جائیں نیک دن آئیں

پہر سی دن ہی تو را تیں ہیں

پیر کو آتی ہی جو اسے یاد

جلدی کا سارا کام اتنی ہی

ساری عالم میں ہی مثل مشہور

جلد کا کام سب ہی شیطان کا

بیکلی سے نہوجی بیکل
 یا سمن گو ذرا جو ہوش آیا
 گری غیرت سی پا بگل ہو کر
 آتش شوق نی لگائی آگ
 شکل شعلہ نہ ایک جاہری
 رہ گئی اپنا دل مسوس کی وہ
 جیسا کہو یا ہی تو فی میرا مرا
 وصل میں تجکو سرگرا فی ہی
 جھوٹ با تین یہ سب بناتی ہو
 ایسی گہرا ہی وصل ہونی میں
 کیا ضرر مر و کو وصال میں ہے
 جان تیرا تیار کرتی ہوں

ہمیں توڑ نیکی باغ حسن کا پہل
 اور یہ مدعا بگوش سنا
 ہوئی خاموش کچھ نہیں ہو کر
 وصل فرقت میں ہی نزل لگی
 سر کی آگ آکی زیر پا ٹہری
 بولی پھر اسکو کوس کوس کی
 تو ہی اپنی کئی کی پائی سزا
 شعلہ و آتش نہانی ہے
 چھیلیاں اب مجھی کہلاتی ہو
 چھپی پرتی ہو کونی کونی میں
 بات بجا یہ بس خیال میں ہی
 تم کو میں دل سی پیار کرتی ہوں

مین برائی تمہاری چاہو کیے
 یہ خیال اپنی دل سی دور کرو
 دل میں اپنی نہ کچھ کرو و سواس
 خیر مرضی جو یہ تمہاری ہے
 نہ سہی وصل مہربان نہ سہی
 تم سلامت ہو میں شاد رہوں
 تم جو میں جیون نہیں یہ خیال
 نہیں ہی وصل کی اگر صورت
 غرض ان باتو غینہ رات کٹی
 اس میں تھوڑی سی شب ہی باقی

تم سوا کس سی پہر بنا ہو گئی
 وصل بندای سی تم ضرور کرو
 مارتا ہی مجھی تمہارا ہراس
 جان مجکو تمہاری پیاری ہی
 خیر مایوس میں رہی تو رہی
 تسی جو یا ہی اتھا و رہوں
 زندگی ہی تو ہو رہی گا وصال
 صبر اور شکر ہی بہر صورت
 اور باتیں رہیں بات کٹی
 ہوئی پہوش مطرب مساقی

آمین و میرزا داغ نامہ پرچہ پرچہ ہر نامہ شکر و شکر

ساقی دی شرابِ آتش رنگ
 کہ دکھاؤن سخن کا اب نیرنگ
 وہ سناؤن تجھی فی مضمون
 زرد ہو جس سی عارض گلگون

سنی والا ہی سنکی دنگ رہی
 رتبہ میرا جہان سی اعلیٰ ہی
 لن ترانی سی مجھ کو نفرت ہی
 مین دکھاؤن جو معجز تفسیر
 مین دکھاؤن جو طبع کی گرمی
 نہ رہی سنکی محفلو نکو ہوش
 ہند مین ہون جو زمرہ پرواز
 نہیں آتی بھی سخن سازی
 اس لئی اب بھی بہت کدہ ہی
 جوش ہی نشہ محبت کا
 جب خزان ہو چکی گُل کی بہار
 یا مین اپنی گہر ہوئی داخل
 اوڑھی جب آسمانی دست

انور کی نہ موندہ چرنگ رہی
 ہر سخن اُردو ہی معلیٰ ہے
 وادی امین محبت ہی
 جان پڑجای بول ادہی تصویر
 نہ ہی ہٹ دھرم کی ہٹ دھرمی
 شمع طور کلیم ہو خاموش
 صدق ہو روح بلبل شیراز
 اب دکھاتا ہوں اپنی جانبازی
 ماہ پر دین کی آمد آمد ہے
 مین سامان اب دکھاؤن صحت کا
 چاندنی نی دکھایا لطف اکبار
 ماہ پر دین ہتی رونق محفل
 مہر پرور کی جاگی خواب بخت

ماه پروین کا حسن جب چمکا
 باغین حسن ماه و ش یون تھا
 حسن سی متمتع ہی ممکن تھا
 تین حسن ایکجا یہ باہم تھی
 روشنی ماه کی تھی اونسی ماند
 چاند نی دیکھنا جو تھا منظور
 سب سراپا سفید تھی پوشاک
 تھی ستارونکی پاؤنیں پاوش
 حسن پر اپنی پیہ اکڑتی تھی
 یون ہی مہوش فی نہی کیا تھا بناؤ
 مہر پرور غریب بیچارا
 ناز غمزہ کا وارہ ہوتا تھا
 پستا تھا اونکی آن بان پیہ

سارا جلوہ اسی کی تھا دم کا
 چاند نی فی ہو جی کہیت کیا
 فی الحقیقت کہ راستکار تھا
 مہر و مہتاب و شمع ہمد تھی
 چودہوین ات کی تھی تینو چاند
 ماه پروین بنی تھی غیرت جو ر
 رخ مہتاب پر لگی تھی خاک
 دیکھ کر حبکو جان ہو بیہوش
 چاند فی اوسکی پاؤن پر تھی
 دل میں تھی چاند نیکی ازبس چاؤ
 اونکی شوخی فی تھا اسی مارا
 مہر پرور نثار ہوتا تھا
 اپنی کہلی ہوا تھا جان پیہ

تیغِ ابروئی ل تو سبل تھا
 یہہ ہی تھا خو برو حسین کمال
 حسن فی اسکی ہی تھا کام کیا
 اسکی صورت کو یہہ ہی تکتی تھین
 رات وہ تھوڑی صبح کا سامان
 اسکی وہ بس مین اسکی بیسین
 رکھتی تھین شوق وصلِ پاکین
 ہو رہی تھی کناہی ہر سوسی
 چھیڑ چھاڑ اوکی ہوتی تھی باہم
 لگی ہوئی جو گفتگو برو
 ماہ پر وین پیہہ کہتی تھی ہنسکر
 ہلکو کا ہیکو شاد کیجی گا
 اسکی تم باغلی تو گل چین ہو

تیر مژگان کا اونکی کہاں تھا
 اسکی تیر ونسی وہی تھین مال
 کام اونکا ہی تھا تمام کیا
 دنگ تھین رنج سی سسکتی تھین
 ہتھار زیادہ وصال کا ارمان
 دونو کی دل ملی تھی آپسین
 دونو کی جو رہین تھین چار آنکھین
 دوونو باہر تھی اپنی قابو سی
 طعنِ تشنیع کی سخن ہر دم
 طعن مین یاسمن کی آتی تھی بو
 ایسی کی دام مین پہلا ہنسکر
 بھول کر ہی نہ یاد کیجی گا
 ہم ہی کس طرح تم کو تسکین ہو

گل بی خار وہ ملا ہی نہیں
 میری آتی ہی چوٹی وہ ہدم
 ایسی گل رو کی عندلیب ہو تم
 وہ نہیں تم کو ملنی کی زخماں
 عشق کر کی مین خوش کمال ہو
 چ تو ہی تم نہ کیوں کو مجھی
 ناز بیجا کسی ہو دکھلائیے
 تم کو لذت ہو وہ مزا پاوی
 بچکین حسن پر تو مرتی ہو
 لب شیرین کی بوسہ لیتی ہو
 وہ لذیز آپ کو مٹھائی ہی
 شربت وصل آپ پیوین گی
 ہم سی الفت مین تمکو بٹا ہی

خار ہین ہم سی کام کیا ہی نہیں
 مجھ سا ہو گانہ کوئی سبز قدم
 سچ تو یہہ ہی کہ خوش نصیب ہو تم
 مجھی تم کو تو مل رہین گی ہزار
 ایسی الفت سی بس نہال ہو
 یہہ نہو و لگا بس ہٹو سی مجھے
 مجھ کو یہہ چو چلی نہیں بہا تی
 اوسکا جھوٹا میری بلا کھاوی
 ہیکلی باتن یہہ مجھی کرتی ہو
 تلخی بھر ہم کو دیتے ہو
 پستہ لوزاوسکی بہائی ہی
 زندگی ہی تو ہم ہی جویں گے
 اپنا ہی تمسی دل یہہ کٹا ہی

اوس سی بہر دم خوشی بہتاری
 و بان تو شغلِ شراب ہوتا ہی
 را و الفت نئی نکالی ہی
 خوب الفت کی غم سہوگی تم
 گر یہ ہی عشق دہو کی کی ٹٹی
 اوسکی صورت پہ آپ پستی ہین
 رنگ کیا کیا اپنی دکھائی گی
 خرمہ لب کا تم تو چکھو مزا
 جس حسن اوسکی تکو تو بہائی
 اوس سی تم عشق پاک صاف کہو
 میرا دشمن جو آپ نی پالا
 اوس سی تو آپکی ہول کو کوج
 مین ہن نختہ نہ مجھی کہا تین کرو

خون لگی یہاں نہاری ہی
 دل ہمارا کباب ہوتا ہی
 عشق مین خوب پوری الی ہی
 ریوڑ کی پیر مین رہو گی تم
 خوب دیکھی تہین گھسن پٹے
 ہم یہاں اپنی پاؤں گھستی ہین
 نقلِ مجلس تبیین بنائی کے
 مثل بادام ٹوٹی دل اپنا
 بول ہم لیوین نیج بالائی
 صاحب اس بند سی کو معاف کہو
 کچھ نہ کچھ تو ہی ال مین کالا
 مین جلون نان سوختہ کی طرح
 کسی کچھ نسی ایسی باتین کرو

عمر بھر تم جو اس سی تارک ہو
 خوش رہو اس سی دل گوشتا کو
 ایسی باتو نکا تہل نہ بیڑا ہی
 او سکی مائل تہا ری مائل وہ
 یہی حق میں تہا ری ہی بہتر
 اس میں تم کرنی سات پانچ ہو کیا
 عشق میں او سکی آپ او بستی میں
 سہر پرور فی حب سنی یہ سخن
 کہا سچ ہی قلمت یہہ لیگا کون
 ملعن دشمنیج سی سنا تی ہو
 محبو اس باغ حسن سی پہل ہی
 او سکی الفت میں میں نہیں ہو لا
 ہنشین ہو نہا ہون با سمن کا میں

حلوا کہاؤ سیسہ اجمبی پیٹو
 غم نہیں ہی نہ محبو یاد کو
 جیسا مونہہ ویسا ہی تہیڑا ہی
 میری دشمن ہی میری قاتل وہ
 یون رہو اس سی جیسی شیر و شکر
 سچ جو ہی بات اسکو آنچ ہی کیا
 آتش غم سی ہمتو جلتی میں
 ہوا دل کو کمال رنج و محن
 تم نہ دو کی جو طعن و لگا کون
 کیون جلو نکو پہلا جلاتی ہو
 میوہ حسن او سکا حنظل ہی
 رخ گل رنگ یہہ نہیں ہو لا
 باغبان ہون تیری حسن کا میں

تیرا مال ہون تیرا شیفہ ہون
 سکی بوس مجھی پڑی کمال
 نرا کس چشم ہی نہ ہو و غرض
 روتا ہوا دیکھ کر میں رشتہ
 زہر چاٹا نہیں ہی چلتا ہون
 اتنی خاطر نہ کر کروں اسکی
 کچھ بن آتی نہیں مجھی تدبیر
 سیلہ سی آپکو بجاتا ہون
 مار ڈالوں تج بن نہیں آتی
 باپ اسکا ہی ساحر بی باک
 اور ہی مجھی وصل کی خواہان
 نازِ عجب مجھی دیکھاتی ہے
 سخت حیران بن تھی وہ کسی

تیری ہی حسن پر فرشتہ دانت
 وہن غنچہ او سکا گتہ و لعل
 یرقان کا ہو جس طرح کہ مرغا
 صبر پر صبر جب پر ہی جبر
 کھٹا نفوس روزِ ملامت ہون
 ورنہ پیر آشنا ہی یہ کسکی
 اسین میری ہی کیا پہلا صبر
 ناز او ہٹاتا ہوں رنج کھاتا ہوں
 سحر کا ڈر ہی جان ہی جاتی
 اکیدم میں مجھی کر گیا ہلاک
 مثل آئینہ سخت ہوں حیران
 روز بک بک کی مغز کھاتی ہی
 یہ بلا ہی کہانی گو پڑی

گوی تدبیر ہی نہ چارہ ہی
 آبرو ہی میری خدا کی ہاتھ
 ماری مرقی نہ کاٹی کٹی ہے
 تمہیں تدبیر کو یے تہلاؤ
 بات گوئی ہنہین بتاتی ہو
 کس کو تہلاؤ تم سوا دیکھو
 بہتر از جور ماہ پروین ہے
 ایسا حسن جمال ہی تیرا
 قیدی لب اسیر دام ہون
 صاف دل سی نہ تو مکدر ہو
 طعن تشنیع تہنی کی یہ کیا
 گر پڑا پاؤں پر یہ وہ کہہ کر
 ماہ پروین فی دیکھ کر یہ طور

زندگانی سی اب کنا راہی
 کس بلا سی ہوا ہی میرا ساتھ
 رنج بڑھتا ہی عمر گشتی ہے
 جو نہ آتا ہو مجھ کو سکھلاؤ
 اولی تم سید ہیان ساقی ہو
 تم نہو پاس پہر تو کیا دیکھو
 اسی دم سی مجھی تو تسکین ہے
 خواب میں بھی خیال ہی تیرا
 تیرا بندہ تیرا غلام ہون
 وہ سزا دی جو حق میں بہتر ہو
 دل مجروح پر نکم چہر کا
 رہ گئی اشک آنکھو نسی یہ کہ
 سر قدم سی او تہا لیا فی الغور

لین بلائین ہزار بار او سکی
 کہا صدتی عجب فشارمین بن
 تیری عاشق ہون تین ہی شیدا ہون
 تو اگر ایک سی ہزار زکری
 تیری باعث سی سکو چاہون
 یہ فقط چیرنی کی واسطی ہا
 تیری مین مائل محبت ہون
 رنج تو وی تو محکوم است ہی
 رنج دیوی فلک تو دور ہی کیا
 رنج تقدیر مین جو لکھا ہی
 یا سمن ہی جو ہو تو کیا غم ہو
 رہن یون مین نہیں ممکن دن
 تہن یہ آپس مین باتن یکدیگر

لونی وہ حسن کی بہار او سکی
 ہر طرح تیری اختیار مین
 تیری یوانی ہون مین جیسا ہون
 مول میرا تو ہی جھکنا نہا کر ہی
 جو کہون منہ ہی وہ بنا ہون
 بعض اسکا نہیں مجھے اصلا
 تیری مین خیر خواہ دولت ہون
 تجکو چہرہ دن یہ میری شامت
 بی خطا ہی تیرا قصور ہی کیا
 نہیں تدبیر ہی وہ مٹا ہی
 تو سلامت رہی تیرا دم ہو
 یہ ہی کٹ جائیگی کسی دن
 یک بیک ہو گئی نمود سحر

دو نو چلنی پہ ہو کینن لیار	تخت پر پہر ہو پنہ اپنی سوار
اپنی وہ شہر کو چلین ناگاہ	مھر پرور کی جان ہستی ہموار
دل لگا گھٹنی کا ہش غم سی	دل جلا سوز آتش غم سی

کینگی کی شراب دی ساقی	نثار میں محبی کام لی ساقی
قلقل می ہوا اور خندہ جام	نثار میں خوب مجھ سہی دئی کام
می گل رنگ سی چکا دی مجھی	کچھ تو کیفیت اب کہا دی مجھے
می کی دینی میں کچھ نکر تو رنگ	شعبہ دی پر ہی چرخ مینا رنگ
آج ہی دور پہر شراب کا ہو	کس کو معلوم ہی کہ کل کیا ہو
کم نہ ہتی صبح غم قیامت سی	گہر وہ پہنچی عجیب حالت سی
مہر پرور کا رنگ او ہر فق تھا	رہج سی سیمہ او سطر شوق تھا
جان بلب یہہ زان دہر سی	رہج او سی عشق مہر پرور سی

اسکو یاد او سکی و سکو یاد سکی
 آنکھو غین شب کا وہ سماں چہایا
 صحبتِ شب جو یاد آتی ہتی
 کہتی ہتی زندہ بدتر از مردہ
 آرزو ہی کہ ہوئی شام کہین
 صورتِ یار تا فطر آو سی
 آمدِ یاسمن کا دہڑ کا تھا
 رات جو جو زیاد ہوتی ہتی
 سینہ تہا داغدار مثلِ اناڑ
 ماہِ پروین کو ہتی پیہ بیتابی
 کہہ ہی کیا کرتی عشق تہا کہوٹا
 کہاں طاقت ہتی ماہِ پروین
 ماہِ پروین کا نام ہر دم تھا

یاسمن باعثِ عناد اسکی
 عشق کا کچھ نہ سہا مرا پایا
 غم ہی غم سی تو جان جاتی تھی
 جان سی بیزار دل سی افروہ
 دن قیامت کا ہو تمام کہین
 بیگلی سی پیہ جان کل پاوی
 آتشِ غم کا شعلہ بہڑ کا تھا
 موتِ پروین کی یاد ہوتی
 پہلچڑی ہتی ہر آہِ آتش بار
 آہِ سوزانِ بنی ہتی مہتابی
 صبر کی تہا تلخ مین ٹوٹا
 صورتِ چرخ تہا وہ چکر مین
 گزربان ہو تم تو کیا غم تہا

ثابت عشق تہا نہ وہ بھگتا
 کہتا تھا سیری دل کو لوٹا ہی
 صد فی جان اوسپہ مہر پرور کے
 اوسکی اینکی بوجو آئی ہے
 سخت ہی نج تفرقہ پرواز
 دل چلاتا یہ محسوس پرور کا
 رات جب آئی اک پہر کی قریب
 اوسکی سر پر بس اک بلا ٹوٹی
 صاف اوس نشی تھا وہ مہمنا
 ماہ پروین کی عشق میں مہبوت
 تھی جو آراستہ وہ محفل عیش
 اسکا پہلو جو خار تھا اوسکو
 مسکراتی جو ساتھ پہرتی تھی

عشق نی کے لوکا کو لگا چھکا
 یہہ کہاں سی پٹا نا چوٹا ہی
 یاسمن کی ہی بوچھو بندر کی
 جان تن میں نہیں ہوئی ہی
 دل جلاتا ہی چرخ آتش باز
 پایوں تک پہنچا تھا وہ جان سر کا
 آگ پر پہنچی اسکی سر کی قریب
 وہ ستاری کی طرح آٹوٹی
 یاسمن سی عبا ر دل تھا کمال
 اسکا اک نکتہ اوسکو تھا باروت
 مہر پرور سی تھی یہہ مائل عیش
 میٹھا پاس بار تھا اوسکو
 خرمین دل پہ چلی کرتی تھی

ابر کی طرح دل میں روتا تھا
 گرمی کی باتیں اوسکو پہنچیں
 کہلتی کس طرح اسکی دل کی کوڑ
 لاکھ وہ چھٹیر چاڑ کرتی تھی
 رکھتی تھی سروہ اسکی زانو پر
 راحت اوس سی پہلا اوس کی تھی
 کہتا تھا غم کمال ہی محکو
 شوق ظاہر وہ کرتی تھی بار
 باتیں وہ کرتی تھی ہنسائی کو
 مونہہ ملائی سی یہ خجل ہوتا
 ڈالتی تھی گلی میں وہ بائیں
 وہ گھوڑی اگر کہلاتی تھی
 وہ سنکھاتی جو اپنی لٹ کی ب

ظاہر اوس سی خلطہ ہوتا تھا
 رعد نالی تھی تھنڈی سانسین تھین
 غم کا ٹوٹا ہوا تھا اسپہ پار
 طبع اسکی بگاڑ کرتی تھے
 تکیہ تھا اسیکو اپنی مہر و پر
 وہ تو پہلو میں نشی عقب تھی
 موت اوسکا وصال ہی محکو
 کان ڈالی یہ سنتی تھی لاچار
 مستعد تھا یہ داغ کہانی کو
 چٹکی لیتی تو دورِ دل ہوتا
 کہنچتا تھا یہ سیکڑ و آہن
 خون ہوتا تھا جان جاتی تھی
 سونگہ جاتا تھا سانپ بس اسکو

وہ دکھاتی تھی اپنی غمزہ و نماز
 قصد کرتی تھی وہ لپٹی کا
 وہ بلا خیز تھی یہ رنج انگیز
 رنج ہوتا تھا بسکہ باتوں سی
 کہتی تھی اسکو کونسا ہی رو
 اسکا یہ سن ہی یہ جوانی ہے
 ہر طرح چھیڑتی ہونین اسکو
 میری کس طرح ہو اسی خواہش
 سخت حیرت کا کارخانہ ہی
 کہان اپنا نصیب پھوٹا ہے
 طبع کو یاس دل فی جب گھیرا
 انجمن سی وہ آی خلوت میں
 پوچھنی پھر لگی ہو کی او داس

سچ کرتی تھی جسم سی پرواز
 شوق تھا اسکو بچی ہٹنی کا
 تھی او دہر سی طلب دہر سی گریز
 یہ ہٹاتا تھا او سکولا توں سی
 کہیں عورتی یہاں گتا ہی مرد
 اسنے پیکا ہی کیسا پانی ہے
 ہا ہی کیا اسکی ہو گیا حس کو
 ایسا کیون ہو گیا یہ فی خواہش
 مرد تو ہی مگر زمانہ ہے
 سچا موتی ہنیں یہ جوٹا ہی
 مہر پرور سی اوسنی مونہم پھیرا
 بیٹھی تنہا پھراو سکی صحبت میں
 سچ تا مجھ کو ہی او دہر سی یاس

تیرِ نرکان کا کسکی گہاٹل ہی
 کس کا بیا حشیم ہی تو بتا
 مئی الفت سی کس کی ہی سہار
 کسکا بازارِ حسن دیکھا ہی
 میری الفت ہی ناگوار بچی
 مین تو رغب ہوں بجو نفرت ہی
 جھسی کر تو بیانِ حالتِ دل
 جسکا عاشق ہو اوکو بلواؤں
 کہدی رکبتا ہی گرمِ خوں
 کر نہ پر ہیز اس مقام مین تو
 سحرِ تجھ پر ہو کر کسی نی کیا
 ہر طرح تیرا مین علاج کروں
 مجھی پوشیدہ کر نہ راز اپنا

کس پہ مائل تباہی ترا دل ہی
 مین کروں تاکہ تیری فکرِ شفا
 تقدیر جان کس پہ تیری ہی نیشا
 سچ تباہ شتری تو کسکا ہی
 کسکی اوپر ہی اتنا پیار بچی
 محجو الفت بچی عداوت ہی
 تاسنوں تیری کچھ مصیبتِ دل
 چاند سی شکل اوکی دکھلاؤں
 نہ چہپا تو جو ہو غرض گوئی
 دیر کر بس نہ ایسی کام مین تو
 تو کروں رو سحر کی مین دوا
 کل جو کچھ کرتی تھی وہ آج کروں
 دور رکھ سارا امتیاز اپنا

تیری عاشق ہوں تیری منتی ہوں
 توجہ یوسف عزیز و لہا ہی
 فائدہ کیا جو رنج پہنان ہی
 مجھی تجکو اگر کنا را سیہ
 دشمن ای جان جان نہ بن میرا
 اکیدم مین ہلاک کر دوں گی
 نامراد اب ہونین پائی مراد
 وور رکھو یہ دل سی اچیل
 اسی مین خیر بس تہاری ہی
 جو کچھ سچ ہو وہ بیان کرد
 مہر پرور فی جب سنی یہ بیان
 جو مرا مجکو تیری چاہ مین ہی
 تیری نہ تو نکا مجکو سودا سیہ

تو ہی ملی تو مین ہی مجھون ہوں
 بندی دل سی تیری زلفا ہی
 پردی پردین تیرا نقصان ہے
 یا تجھی گوئی اور پیارا ہی
 یاد رکھ یاد رکھ سخن میرا
 او سکون نہی پر خاک کر دوں گی
 تیری ممکن نہیں بر آئی مراد
 پہر نہ تم ہونہ وہ پر سی تمثال
 نہ چہا و جو جان پیاری ہے
 ہو بہو حال سب عیان کردو
 بولا وڑ وڑ کی خیر ہی ای جان
 کس سی یہ لطف مسم و راہین ہے
 یہول ہل تیری حسن عشق کا ہے

عارضہ محبو کوئی اور نہیں
 عرض آگے ہی کی تہی خدمت میں
 گفتگو سنکی یا سمن فی تمام
 ہم زیلخا کی طرح ہو وین پر
 فی سری جو پھر جوانی ہو
 لکلی وہ تو وہان سوار ہوئی
 آیا پھر دو رماہ پروین کا
 زریب مصل ہوئی جو وہ محبوب
 یا سمن کا وہ حال تھا جتنا
 ہنس پڑی کھل کھلا کی مہوش
 مہر پرور جو مسکرائے لگا
 ٹہری آپس میں مشوری باہم
 آشتی آشتی میں کام کرین

بان وہی عارضہ ہی جان بقتین
 ہنیں کچھ فرق اگلی حالت میں
 ہنسکی بولی کہ اس میں کیا ہی کلام
 آپ ہو وین جوان نہی تقدیر
 متی تو لطفِ زندگانی ہو
 اس طرف صحبت آشکار ہوئی
 وصل تھا اوس حی رہنم کا
 ہوئی کجا یہ طالب و مطلوب
 مہر پرور فی کہہ دیا سارا
 ماہ پروین کو آگیا خوش بھی
 غنچہ گلشن میں جی چپانی لگا
 کبھی اس ہلاکے کے آمد کم
 جنگ کا اسکی اہتمام کرین

کسی صورت سی پاپس سخی دور
 ماہ وشس تہی غص بڑی چل
 مین ہی اس رو کو مٹاتی ہوں
 کی مٹانی کی اداسکی طیاری
 کیا کہوں مگر اداسکی کیا کیا کیے
 وارو بیہوشی کی بنائی پہر
 کر کی زہرا سی حال سب اظہار
 یہ بلا جب نہو کسی عنوان
 سعد طالع ہی بخت یا ور ہی
 آخر بخت ہی جو سعد سعید
 اسی تدبیر مین کئی وہ رات
 پہنچن جب اپنی گہ وہ نیک شیم

اس بلا کا نہیں ہی رہنا ضرور
 آخر اوسنی یہ فکر کی اول
 سیر اسکی تہین دکھاتی ہوں
 سوچی ل میں عمر کی عیاری
 یہ کمند بلا مہتیا کے
 یہ طبیعت مین بات آنی پہر
 اوس سی لڑوائین اسکو آخر کار
 تب تو ہو ماہ شتری کا قران
 ماہ پروین ہی مہر پرور ہے
 شب شب عید ہی تو دن ہی عید
 دو نو گہر کو چلی بنا کر بات
 ماہ پروین و ماہ وشس باہم

ماہ پروین و مہوش از فریب سکایت بائین ساحرہ نمودن

ماوریش و آرزو و شدن پادش و ورقه نوشتن با حره

<p> دی مجھی سا قیامی گھرنگ تاک انگور سی شراب کچی گئی مہوش میان سی عیارہ کشتی مکر کی عجیب روان بحر خون تاروان ہو چار طر کشتی عمر ہی ہو طوفانی اس کنار سی او کنار تی عقل میں او سکی جو کہ آیا ہتا یہی انداز بد لو اب اپنا آنکھوں میں اشک اپنی ہر لای تھکورتا ہوا جو پائی گی اس طرح آنسو آنکھوں سی آوین </p>	<p> نشان میں ہو می تار ای کا ہنک نقشہ جنگ بی حساب کچی جھوٹ کا اوسنی باند ہا پستارہ وہ اوٹھا یا شیر فی طوفان شور و غل تا عیان ہو چار طر کچی ہر ایک کا لہو پانی غرق ہونی میں ہو کسی کی شک ماہ پر دین کو وہ سکھا یا تھا یہ بگاڑ و بناؤ سب اپنا چلو اس طرح آگی زہرا کی حال پوچی گی داغ کھائی گی لینی کی دینی تاکہ پڑ جاوین </p>
--	--

کر کی تیریر دل مین سو سوس
 او سکو نچیدہ دیکھ کر زہرا
 بولی واری تیری ترقی بان
 وجہ کیا ہی یہ آج رونی کی
 کسنی تیرا یہ دل دکھایا ہی
 کیون ہی اشک دیدہ ترسی
 کسنی ایذا دی میری دلبر کو
 اسکو رونی سی لگ گئی ہچکے
 پوچھتی تھی وہ اسکو سوسو با
 سرسی پاتک بلائین لیتی تھی
 یہہ زیادہ جو مچلی جاتی تھی
 گوئی پانی اوسی پلاتا تھا
 جان چھوٹی بڑونکی سیل تھی

ماہ پر دین گئی جو مانگی پاس
 پیٹی ہا تو نسی خوب سر زہرا
 صد فی ان آنسو و نہ میری جان
 بات کیا ہی یہہ جان کھونکی
 کسنی واری تجھی رو لایا ہی
 وارڈالون اوسی مین تجھ پر سی
 چھڑا کیون میری ماہ پیکر کو
 کسی صورت نہ تہمتی تھی ہچکے
 اسکی کھلتی نہ تھی زبان زہنا
 لاکھ تسکین او سکو دیتی تھی
 جان زہرا کی لب پر آتی تھی
 اسی ہرگز نہ ہڑا جاتا تھا
 ساری گھر مین عجیب بل جلتی

اسی سب پوچھتی تھی آکر
 چشمش گریہ سی سیہ ہکلا کی
 کوئی ہرگز نہ کچھ سمجھتا تھا
 حد سی افزون جو ہو گئی مضطر
 بولی صدق گئی بیان تو کرو
 سٹ گیا کچھ جاو سکی رونی کا جوش
 جب کو زہر اکمال گہرا ہی
 تو ہی ای لڑکی کچھ ذرا کٹال
 ماہوش فی کہا کہ خیر ہی خیر
 یا من ہی جو ایک جاو و گرن
 باپ کا او سکی نام زہن ہی
 او سکو دعویٰ سحر ہی ایسا
 نہیں او سکو کسی کا پاس ادب

لوگ کرتی تھی پیار جابا کر
 کرتی تھی ادبی بات سنا کی
 سب کا بی سلجی دم او پھٹا تھا
 گر پڑی پای ماہ پر دین پر
 حال نکلا ذرا عیان تو کرو
 صورت بہت وہ گئی خاموش
 ماہوش سی یہ بات فرمائی
 کچھ تو معلوم ہو کہ کیا ہی حال
 کل گئی تھی جو ہم برای سیر
 وہ بھی آئی تھی بہر سیرا و دہر
 سخت نادان سخت اہن ہی
 سامری اپنی فن مین شہا جیسا
 کبر و عجب او سکونی نہایت اب

گا و سالہ پرست ہی وہ پیر
 اوسکی بیٹی فی ہمی کی ہی چہڑ
 تخت پر وہ اود ہر سی آتی تھی
 اوسنی قصہ اسی تو چہڑا ہے
 تخت کو اسکی اوس سی پہنچی گزند
 کہہ کی بیوہ وہ مہنہ سی سوسو بار
 سحر کا پہلی روز د کہلا یا
 تخت ہم دونو کا اور اایسا
 ہم کہان اور اوسکا باغ کہان
 مہر پرور جو شاہراہ بچھا
 ہنس پڑا وہ تو دیکھ کر صورت
 ماہ پروین کی دیکھ لو پوشاک
 ہاتھ اور پاؤں میں بھی چوٹ آئی

بزاغش فی اتقی صین شہیر
 شیر و کی مہنہ پر چڑھتی ہی تھی
 ماہ پروین اود ہر سی جاتی تھی
 بس اوسی چہڑ کا بکیرا ہے
 اوسنی تخت سی کر لین انجمن بند
 بہشت اور مست پر ہوئی طیار
 بہر جو کچھ اوسکی ہیائین آیا
 مہر پرور کی باغ میں وہ گرا
 دل کہان اور یہ ایسا داغ کہان
 اوسکا اندیشہ بس یاد تھا
 اسکی لیکن بڑی ہوئی حالت
 تن میں ہی صورت کتان سب چاک
 خاک میں سب ملی یہ رعنائی

دُوبنی غم سی یہ بحرِ غیرت مین
 اسی غم سی یہ روزِ روتی ہی
 پری ہو کر یہ ہی غضب کی لہلہ
 اسکا انصاف ہی تمہاری تہ
 سنی تقریب یہ زہرِ بانی
 کنا قدرتِ خدا دیکھو
 میری بیٹی کا یہ جو حال کیا
 بڑہ چلی ہم سی اسکی یہ طاقت
 ہوئی آتش کا خوب پر کالا
 ہمس لاف و گداز کرتی ہے
 سحر کی دانوں پر جو مرتی ہی
 نزدیکی طرح مار کہا وی جگے
 تین تیرہ کروں کی مین اسکو

روزِ شب رہتی تھی یہ حیرت مین
 اسکو جلت کمال ہوتی ہے
 سامنی آدمی کی ہوئی ذلیل
 کچھ ہو سکی جو اسکی ساتھ
 لگی مانند بید تہرانی
 ہو گئی اسکو کیا بلا دیکھو
 محکوم ہی اوسنی اور کچھ بھیجا
 آئی ہی سپہ کونسی آفت
 سحر کا اسکی ہوئی مونہہ کالا
 ہم پر یہ ہاتھ صاف کرتی ہی
 ہم ہی سی اولٹی چال کرتی ہی
 جیتی بازی یہ ہار جا دی گی
 بچ کی جاتی ہی یہ کہاں دیکھو

او سکو اس بات پر سزاؤنگی
 باپ کی سحر پر وہ بیہولی ہے
 سحر بنگ او سکا کروونگ
 سرخرواوس سی اب کری کالا
 کہہ سی نگلی نہ مینہی حب تہک کی
 ہر پرور کہ جا کی پیلے وہ
 سحر میں ایسی آئی ہی وہ بڑی
 لکھو ہی اوس سحر میں مارا
 سحر آتا نہیں چسائی بن
 فاحشہ ہی وہ سخت آوارہ
 نئی یار و نہ اپنی مرقی ہی
 ماہ پر وین سی کیا کیا اوسنی
 وہ جو لرتی ہی میری پاس آئی

گوئی اوس سی چال پر گونگی
 اسی جگ پر وہ اپنی پوولی ہی
 رنگ پر رنگ او سکا کروونگی
 مھر پرور پر حب جو اڈالا
 مین اوڑاؤنگی ہاتھ کی چکی
 کسی کچھ نہی کہیں کیسے وہ
 میری مٹی سی لڑنی پر جواڑی
 وہ جو ہی پانچ تو مین اتھارا
 سب ہیشخی مین تین کافی مین
 یار مین اب بھی اسکی دس بارہ
 روز پو بارہ پیکا کرتی ہی
 محکو رنج و الم دیا اہ سہنی
 سحر اپنا بھی تو دکھلائی

بایاد سکا تو بہرہ ااحق ہی
 سحر او سکا اگر زیادہ ہے
 کل اوسی ایک نامہ لکھو نگلی
 پستہ اور بالادست ہونین
 اوس سی لڑنیکو کب میں قاصر ہو
 دل میں اندیشہ او سکا کسوی
 سیری اس لعل کو ستایا ہی
 اسی غمی بھی ہی حیرانی
 او سکو صدق کر و عین اسکی ساتھ
 یہم ہی شہزادی اور وہ کتری
 بات نہرانی پہر یہم ٹہرا کر
 ماہوش کی نہانی سب سنکر
 دیکھ کر اپنی شتری کا حال

سخت کٹک ہی نامہ رشت ہی
 میرا ہی لڑنیکا ارادہ ہی
 او سکا جاو وہی آزما لو گیکے
 وہ ہی کاوندہ پرست ہونین
 وہ ہی حاضری میں ہی حاضر ہون
 یہی میدان ہی ہی گو ہی
 ہستی کو مفت میں رو لایا ہی
 ایک اسکا کیا لہو پائیے
 جہان ای فی او سکی ہوئی نہ تہ
 کیا پہلا اسکی وہ برابر ہی
 اک عطار و رستم کو بلوا کر
 جو کہ گزرا تھا ماہ پر دین پر
 شل برنج غصی میں تہی کمال

<p> استدر ہتی وہ درو و نعمتین غصی سین جو کہ مونہ میں آتا تھا پہلی القاب پیچی تھا آداب یار نامہربان و نافرمان دشمن جان و دوستانِ صفا بیوفا یار و دوست دشمن و بیوفا آشنای بیگانہ مایہ فتنہ و فساد و بلا بی آداب بنی تمیز و کورنک سہزن دین و کافرِ عذار موجد جور و صاحبِ عدت بعد انجام خیر و لطفِ سلام گل بنی رنگ و یاسمن صورت </p>	<p> کرتی ہتی ایک آسان زمین یک قلم سب وہ لکھا جاتا تھا اور مطلب وہ ہتی کہ دل ہو گنا سامری کشش و دشمنِ یارین یار بنی رنگ باعثِ ایدا خار پہلو و طالم بد خو سبزہ بی بھار و بیگانہ باعثِ شورش و جفا و عنا پرفن و حیلہ ساز و شورنک شعبہ ہ باز و ساحرِ غدار صاحبِ ظلم و راغبِ عدت ور پئی ظلم و شر رسانِ انام نیک صورت کمال بدسیرت </p>
--	---

زور صورت پر یہ غور ہوا
 حسن میں اس سی کیا پہلی تو ہی
 پیر سن میں خوشی سی پہولی ہی
 نہ ہرنی پر کمر جو باندھی ہی
 کون تہو کی گا ایسی صورت پر
 سحر کی جو غور میں تو ہی
 کانٹی کی طرح لپٹی جاتی ہی
 خوف تجھ کو نہیں دیرونی
 تار نخری دکھاتی ہی کس کو
 نہ پہل اس قدر نہ جوش میں
 یاسمن ہنسی جو ہوئی ہی عزیز
 حسن میں تو فی سب کو چو پلا
 حسن میں بد تر و فنی بد تر ہی

حسن کا اس قدر و غور ہوا
 زرد اک گل کی سی کلی تو ہی
 یہ تو تہلا کہ کس پر پہولی ہی
 اور لڑنی پر سب سی آندی ہی
 کس کی پہولی نا تو حمایت پر
 سامری کی مگر تو جو رو ہی
 مجھ کو ذہن پر تو دہراتی ہی
 رو بہ بازی یہ ہمسی تیرو نی
 چٹکون میں اوڑاتی ہی کس کو
 ہوش میں آ بس اپنی ہوش میں آ
 تو تو میری چھیلی کی ہی کینز
 کوئی عاشق ہی تیرا ال بلیا
 میری لونڈی گلاب بہتر ہی

تیری ایک ایک کلی میں تو رُونگی
 نہیں پہچانتی کسی کو ذرا
 یہ میرے بچا ہی جو شوں بچی
 گل خیر و جو باپ ہی تیرا
 چہرہ ہمسی کری یہ قدرت ہی
 دیکھ کہ حق نہ بن نہ ادا نہ ہو
 راہ والوں کو تنگ کرتی ہی
 ماہ پروین جو میری ہی دلدار
 دیکھ کہ تو فی تخت پروین کا
 زور قوت کا تجھ میں یہ دم
 کاہیکو ہوگی نسبت کی صورت
 بی سبب اس طرح جو رنج دیا
 تو فی ناحق جو چہرہ اوس کی

سر ترا سو کر سی پہو رُونگی
 مویا بند ہی سبھیے گویا
 آج کس بات پر ہی فوج تھی
 اوسکو ہی ہمسر بچا ہی دعا
 موند نہ تو دیکھو یہ شکل و صورت ہی
 اپنی افعال پر پشیمان ہو
 رستہ چلنی میں خنک کرتی ہے
 نوک چوک اوس سی کرتی ہی بار
 مصر پرور کی باغ میں پہنیکا
 رنڈی کاہیکو تو تو رستم ہی
 تجھ پہ اور تیری فعل لعنت
 ماہ پروین کو تو فی کیا سمجھا
 کونسی اوسنی تجھ کو ایذا دی

میری اس آستانِ دولت پر
 اسکا ہی کچھ نہ بجھو پاس آیا
 تجھی تو لاکھوں دیکھی بہالی میں
 پاسِ آداب کی خلافت کیا
 سیکھی کیا طورِ جیسا ہی کا
 ملک تجھی سوا ہی مال سوا
 سحر کی تو کری جو کوئی بات
 پہونک دنگی تجھی رولا دنگی
 سب سی تہا پیکر سوا طرار
 برق رفتار نام تہا اوسکا
 خط دیا اوسکو وہ ہوا راہی
 مھر پرور کو چلکی دیجی خبر
 تخت پر اپنی ہو کی وونو سوار

سجد کرتا تھا روز تیرا پیر
 خوف آیا نہ کچھ ہراس آیا
 بال و پر سحر میں نکالی میں
 ہمیں پر پہلی ہاتھ صاف کیا
 ہمیں سی جو صلہ لڑائی کا
 عصہ تجھی سوا جلال سوا
 ملات و عزت تیری مارین لالت
 صفحہ ہستی سی مٹا دینگے
 لکھ میں ثانی عسر عیار
 جلد چلنا تو کام تھا اوسکا
 ماہ پروین فی بات یہ چاہی
 تاکہ شادی سی ہو وہ بہر اور
 راہی باغ ہو گینن یک باہر

مہر انکا مہر پرور تہا
 یاسمن جا چکی ہتی اپنی گھر
 دیکھ کر انکو شاد شاد ہوا
 خال خط کا بیان کیا سارا
 مہر پرور یہ سنکی کہہ آیا
 بول لاف نہ بلا یہ آئی ہے
 کہیں آسان ہو یہ مشکل کام
 ساتھ میں ہی چلوں تو بہتر ہی
 ماہ پروین گلی میں ڈال کی ہاتھ
 کب یہاں تجکو رہنی دیتی ہوں
 تخت پر او سکو اپنی بٹھلایا
 باغ تھا جو کہ دل کشا و سکا
 دیکھی زہرائی او سکی صورت

دم غم ہجر سی لبو نہ تھا
 اوترین اتنی مین یہ وہاں بکھر
 اختلاط آگی سی زیاد ہوا
 ور دیول کا عیان کیا سارا
 ناز مین بسم مین عرق آیا
 بی طرح سحر کی لڑائی ہی
 اسکی آغاز کا ہونیک انجام
 اس لڑائی میں جانکا ڈر ہی
 بولی میں لچلوں گی تجکو ساتھ
 تجکو ہمراہ اپنی لیتی ہوں
 شہر میں اپنی لاکھی پنچا یا
 او سمین جا کر اوسی اوتار دیا
 ماہ پروین سی پوچھا او سکا سب

کہا اوسنی سہمیہ می بہانہ میں
 جبکہ گلشت سی پہی ہتی میں
 جان نہیں فی میری بجائی ہتی
 منقہم انکی تو نظارہ سی ہین
 رکھتی ہون انسی عشق و الفت میں
 علی زہرا بہت محبت سنی
 دور وقت کی ہو گئی غم و ہم
 مھر پرور سی خالی باغ ہوا
 برق رفتار پہنچا صورتِ بر
 زہرا کا جا کی نامہ پہنچا یا
 پہر گنج کردہ غصی سی برسا
 دست ذہن میں جب دیا نا
 بھر تسلیم سر کیا پھر حسہ

یاسمن کی غضب سی حیران ہیں
 اونہیں کی باغ میں گری تہی میں
 راحت انکی سبب سی پائی ہتی
 انکی احسان مجھ پہ ساری میں
 لائی ہون انکو بہر دعوت میں
 رکھا گھر میں کمال عزت سی
 زہرہ و شتری رہی باہم
 یاسمن کی جگہ پہ داغ ہوا
 سیر کردا وہ غب سی تاشرف
 صورتِ رعد خوب چلایا
 گبر تہرائی ہل گئی ترسا
 اوسنی تعظیم سی لیا نامہ
 ہوا نامی کی حال سی محرم

حب سنی یاسمن کی بی ادبی
 سخت شرمندہ وہ بخیل ہوا
 برق رفتار کو بلایا پاس
 سب سنی او سکی گفتگو اوسنی
 دیکھی انعام اوسنی روانہ کیا
 کھسا تو پہنچی نہ پائی کا
 بیچھی سی ہیجتا ہوں عرضی شستا
 پہر کہا یا سمن کو لاؤ جلد
 خوب او سکی اوسنی سزاؤ نکلا
 ورنہ ایزاک وہ کری فدا
 یاسمن کا یہاں یہ حال ہوا
 دوسری باپ کی ملال کا غم
 ایسا کانٹا لگا کلیجی پر

وین مٹی پر آگئی — عجب
 اپنی پچھمون مین دلیل ہوا
 اور تو فرسی ہٹایا پاس
 نہ کہا کچھ ہی رو برو اوسنی
 بیٹی کو تیرے نکا نشانہ کیا
 نامہ برجو یہاں سی جائیگا
 لکھو نگاہ سوال کا مین جواب
 صورت او سکی محبی دکھاؤ جلد
 او سکو کا ٹونین مین پردہ نکلا
 خوب ہی اسکو دن یہ آئین یاد
 ایک تو ہجر کا ملال ہوا
 وہی دن مین عجب ہوا عالم
 کانٹا سا سو کہہ کر ہوئی لاغر

پایا آسند کو چہ مال غنم
 ز ہر کھانیکہ کرتی تھی وہ تلاش
 کشتی تھی روز و شب تامل میں
 بیگلی سی جو بیج کھاتی تھے
 سرو قد کی فراز میں ہر سو
 اتنی میں یہ کسی فی جا کی کھا
 مستعد ہو گئی وہ جانی پر
 جوش غم سی ہو گئی خونبار
 پہنچی پیش پر بجال محن
 دیکھی صورت جو او کی نہ تھی فی
 یا دیلی کی اپنی جو آئے
 صدق تھا ضرب دست او کی پٹی
 سب یہ بولی نہ دوسرا پہلی

نخل تہ ہو گیا نخل غنم
 مثل بلبل کھسی تھی پر حاش
 تھی وہ دسیا و غم کی نخل میں
 باہر اندر وہ آتی جاتی تھے
 مثل قمری کی کہتی تھے گو گو
 پل تری باپ نہ ہی یاد کیا
 ہوئی راضی بلا اوسہانی پر
 کاپنتی تھی قدم صبا کردا
 چھکی مجری کی واسطی گردن
 غصہ میں ہاتھ اوٹھایا احمق نے
 بید مجنون کی طرح تہرائی
 بیچ میں آئی او سکی چوٹی بڑھی
 گر لو ثابت تو کچھ خطا پہلی

کچھ تو کر لیجی حال استفسار
 اس قدر تم ہو کس لہی مغموم
 شرمین ہی بہت یہ عزت دار
 کوئی ثابت ابھی قصور نہیں
 ایک تو جان جای بیٹھے کے
 کوئی کرتا ہی کام یہہ انسان
 ہوئی ناصح جو سب نصیحت مند
 یا سمن گو بلا کے تہلایا
 ہوئی مضمون خط سی حب آگاہ
 مجھ کو حضرت کی ہی قسم سر کے
 وہ کہان اور میں کہان کم بخت
 قتل کچی گنہ جو میسر اہو
 ماہ پروین کا کجا بہوش

پہ ہنرا دینی مین نہیں تکرار
 حق و ناحق تو کبھی معلوم
 ہاتھ اٹھاؤ نہ اسپہ تم زینار
 جان ناحق جو دیتی دور نہیں
 اور ہو خلق مین ہی ہدنامی
 بات کب ہی یہ عقل کی ستیان
 آئی ذہن کو بات سبکی پسند
 خط جو زہر اکا تھا وہ دکھلایا
 کہا حاشا نہیں ہی میرا گناہ
 اپنی گہری جو ہون کہیں سر کی
 ماہ پروین ہی کیسی کیسا تخت
 آنکھیں پہو مین جو تخت دیکھا
 مجھی کس دزدہ ہو مین کش

نام او کا سنہائے تسی	پر میں واقف نہیں ہوں عورت سی
وہ سر اندیپ میں یہاں ہیں	وہ کہاں اور کہاں میں ہوں
کچھ واس بات کو مگر تحقیق	میری ذمی ہو یہ اگر تحقیق
خوب دریافت آپ اسی کیجے	جیسی اقرار نامہ اک سیلجے
کچھ بھی ثابت اگر ہو میرا قصور	کیجی قتل اپنی جانسی دور
نہیں تو بس تو نہیں سزا دیجے	یا مجھی یا انہیں سزا دیجے
سنی ہی یہ اوسی جہاں آیا	خط کی لکھنی کا بس خیال آیا
عرضِ جہوقت اوسنی لاشا کی	لکھنی تعریف لات و عزای کی

جواب نامہ

قبلہ و کعبہ پر ہی ایستان	مالکِ قاف و تاجِ بخشِ جہان
روشنیِ بخشِ مام و مہرِ نسیر	فرخ پرور و مہرِ با تو قیر
شہرِ ہی بخت و خصلتِ زہرا	تقریب و صورتِ زہرا
کو کب جاہ و دولت و اقبال	صاحبِ فضل و نیرِ جلال

صاحب ملک شاہ جن پری
 جلوہ فرما ہوا جو شقہ خاص
 خط فی سیرت کی سرفرازی کی
 جب ملک بود و باش خلقت ہو
 جیسی سب طالبان دولت ہیں
 اس غنایت سی ہو گیا رتبہ
 کب ہوئی یا من سی بی ادبی
 سیکڑون مہینہ تو کہانی ہی
 وہ جو دختر مہاری ہی شاہ
 ہر کسی کو وہ رنج دیتی ہی
 تمنی خود او سکونی حجاب کیا
 ابھی کیا سن سال ہی او سکا
 حسن پر اپنی ہی غرور اوی

واقعہ رسم و راہ جن پری
 ہکو پہنچا وہ از رو اخلص
 آپ فی مہربان نوازی کی
 ذات والا صفات حضرت ہو
 ہم ہی اک بندگان دولت ہیں
 محسی تاجیز کا بڑا رتبہ
 او سپہ تہمت عبت یہ آپ ہی
 نیکو تہمت نہیں یہ بہانی ہی
 یہی او سکی سدا ہی رسم و راہ
 دم میں اپنی وہ سب کو لیتی ہی
 آپ کی چاہ فی خراب کیا
 ابھی سی ایسا حال ہی او سکا
 کبھی تنبیہ کچھ ضرور او سی

نام اپنا نہ یوں خراب کرو
 ماہ پر دین یہ نام کیسا ہی
 حسن پر اپنی ناز کرتی ہی
 حُسن بایرون کو یہ دکھاتی
 شرم آتی نہیں تہین اسکی
 او سکی مان ہر بی بی ویسی
 گشتی جیب اپنی مان کو بی بی
 مجھ کو اس بات کی تو حیرت ہی
 اسپہ ہی حوصلہ بگڑنی کا
 اپنی دل میں ذرا قیاس کرو
 کب سمجھتا ہوں اس غریب کو ہی
 لگتی کی طرح موند نہ کروں گا
 میرا کوئی اگر چلا تو کا

ایسی فعلو نسی اجتاب کرو
 آسمان پر دماغ او سکا ہی
 ہم سی بھی اب نیاز کرتی ہی
 اور گشتی تہین بناتی ہی
 ایسی بی بی خراب ہو جسکے
 بلکہ اور اختلاط اوس سی کرے
 ایسی مان کو خدا جہا نسی اوٹھای
 یہ بھی ہی افسوس کوئی غیرت ہی
 اسپہ دعویٰ ہی مجھی لڑینکا
 کچھ تو عزت کا اپنی پاس کرو
 میں نہ مانو تہا ر دیو کو بھی
 آتش سحر کا ہون پر کا لا
 تو یہ جانو کہ قاف کو پہونکا

میری جادو کی لوجہ اوسپر کری
 نام زہر الکاگرد کہا تا ہون
 اسقدر رنج محسی پاؤ گے
 سحر میں تم پہ اسقدر کردون
 کچھ نہ سوچی تمہیں سو اسی بلا
 ساری اس فوج کی عنایتی ہو
 آپ رکھیں بلسم میں تو قدم
 و نگا اس طرح کی گزند تمہیں
 کہیں تلو گر یز گاہ نہو
 کچھ نہ درکار محسوسا مان ہو
 سب کو دم بہر میں بریتج کرو
 نہ ہو رسوا تمام مردم میں
 لکھ کی خط میں یہ اوسنی حال تمام

ماہ پروین فلک پہنچتی پہی
 نچ کیا کیا تمہیں نچا تا ہون
 مال اور رسم کو بہول جاؤ کی
 ابھی چاہون تو جانور کردون
 رہو تا حشر مبتلا ہی بلا
 نہ تمہیں سحر سی رہا ہی ہو
 دیکھنا کیا سلوک کرتی ہیں ہم
 دم میں کرد و نگا سحر بند تمہیں
 ہاتھ سی میری اب پناہ نہو
 جمع سارا اگر پرستان ہو
 رنج سی کچھ نہ میں یرغ کروں
 تم لڑو محسی جان کیا تم میں
 لکھا سر نامہ پر ہر اپنا نام

جمع ساحر و مان جو ہنری
 خط دیا اوسکو اور یہ کی تقریر
 جاکی نہرا کو خط یہ پہنچا نا
 تہا جو اوسکا عقاب جادو نام
 اوسنی پیدا کیا پر پر واز
 اوسطرف کو تو وہ ہوا را
 یہ کبھی جمع ساحر و نکلی فوج
 رقی لکھ لکھ کی فوج بلوائی
 آپ قائم طلسم میں وہ ہوا
 مروی جاگ اوشین افلاک غل
 قلعہ کی گرد آتشین وریا
 سیکڑوں لوک قلعہ کی ہر سو
 تہتی لوح وہ جواہر کار

دیکھ کر ایک کی طرف باری
 جلد پہنچا اسی سے نہ کرتا خیر
 نہ اوس کی کچھ خیال میں نا
 بن گیا بس عقاب وہ نام کام
 اوڑ گیا لی کی خط کو وہ جان باز
 بات و بنی دل میں یہ چاہے
 فوج ہو وی مثال دریا موج
 ہر طرف ہو گئی صف آرای
 فوج کا مورچہ بند ہا ہر جا
 ہر طرف ہوشیار باش کا غل
 صاف و وزخ کا وہ نمونہ تھا
 اوسکی حاکم ہتی گلشن جادو
 چپ سی بس نکال کر یکبار

اوس پر اوسنی اوسنی یا قابو
 اعتماد اوسکا بس نہو کیونکر
 حسن میں اس قدر وہ تہی مقبول
 یہہ بجایا ہی کہین جو غیرت مہر
 آمد و شد کی راہ کر دی بند
 تھا حذرانہ طلسم کا جو جو
 پہر کیا اوسنی بند قلعہ کا در
 متعین وہ چو کی دار کئی
 سحر کی جو کہ یاد تہی منتر
 الغرض قاصد جستہ لقائے
 دست زہرا میں ی دیانا ہر
 لکی فوج نکی ہونی تیار ی
 غٹ کی غٹ فوج کی پرکنی پری

نام تھا جسکا گلشن جبادو
 بڑی بہائی کی اوسکی تہی دختر
 یا سمن دیکھ کر جسی ہو ملول
 گر وہ تہی اوسکی آکی صورت مہر
 قلعہ کو کر دیا زمین سی بلند
 کر دیا اوسنی ایک جاسب کو
 پل و تختہ اوٹھا دیا یکسر
 دس جہان تہی ہان ہزار کئی
 سب کو سکھلائی اوسنی جا جا کر
 ملک زہرا میں جیب کہ جا پہنچا
 من عین اوسنی پڑہ لیا نامہ
 حلقہ زن فوجین ہو گئیں ساری
 الجذر جنسی آسمان گری

شور ہو جا یہ تھا کہ قہر ہوا
مستندِ عینی پر و و شکر دیو
زیرِ رانِ برق و ارتوسن تھا
خوج اپنا کیا بجا ہ و خشم

پیش خمیدہ بدن شہر ہوا
دل خیل اک نعت ایک سبت غریب
مہر پرور ہی غرقِ آہن تھا
مع فوج و نشان و طبل و علم

تافی عشق کا تماشا ہو
کسی جا اور داؤ ڈالی عشق
پہر کسی اور کو قتل کرے
اور گہر میں لگائی گہر پہ
اور اب ہو متاعِ دل غارت
یا امن تہی جو قلعہ کی مختار
ساحر و ن پر حکومت اسکی تہی

ساقیا بزمِ جام و مینا ہو
رنگ پہر کچھ نیا نکالی عشق
دل لگانکی کچھ سبیل کری
پہو ک وینی پہ لائی راکیہ پہر
گہر کئی آسنی متصل غارت
وار دات اور سنی آخر کار
قلعہ میں استقامت اسکی تہی

ایک دن بکلی سی کہہ کر	یا سمن سیکھے سیر کو باہر
خار خار الم سی حیران تھی	مثل شبنم غمونی گریان تھی
مھر پرور کو یاد کرتی تھے	ٹھنڈی سانیوں دل سی بہتی تھی
خچہ دل فروہ رہتا تھا	بیشتر دردِ گروہ رہتا تھا
عشقِ مشکون بلی جو تھا پھلاں	دل مضطرب و خیر ہی تھا
بہر قیامت قہقہے مچتی تھیں	دل خوش و غم ہی تھا
منحرف غیر کی طرف سی دل	سیر تھا سیر کی طرف سی دل
جہان ہستی تھی گلشنِ جاو و	اوسے جانب سی نکلی وہ نہرو
بہر تفریح وہ خجستہ تھو	محو تھی سیرِ باغ میں ہر سو
یا سمن ناگہان ہوئی داخل	ہوا و نون میں اختلاط بدل
بیشی پھر پاس حاکی یون یہ ملول	جیسی اک شاخ میں لگین و پھول
یا سمن کاجہ ویکھا چہرہ زرد	ہوا دل میں کمال اسکی درد
رہ سکی یہ نہ دیکھ کر زخماں	لگی کرنی یہ اوس سی آفسار

رنج ہوتا ہی دم نہیں مین
 زرد رنگت جو یہ تہاری ہی
 عارضہ ایسا کونسا ہی تہین
 غم پوشیدہ صاف پیدا ہی
 کس کی تم چشم کی ہون بیاہ
 کسکی الفت مین ہی ٹال تہین
 ایسا یہ انتظار کسا ہے
 کسکی الفت مین لہ یہ کہو یا ہی
 رہتی ہو کسکی عشق مین ہوش
 یاد آئی جو یار کی صحبت
 اگلی صورت نہیں شکل نہیں
 رنگ و روپ حسن کا نہ ہا
 کسکی فرقت مین داغ دیدہ ہو

گہلی جاتی ہو کس کی تم غم مین
 کونسا دور و تم پہ بیماری ہی
 کونسی اس قدر جفا ہے تہین
 عشق اس چہی سی ہو یا ہی
 تیغ ابرو سی کسکی دل ہی نگار
 روز و شب کسا ہی خیال تہین
 تیرے مرگان دوسار کسا ہے
 کونسی گل کا دل یہ جو یا ہی
 گئی تاب تو ان عقل و ہوش
 ہو ہی ہوش حواس کی رخصت
 شکل پوش و طرز اکل نہیں
 ہنسنا وہ بولنا کہ ہر کو کیا
 کونسی سمی و سی کشیدہ ہو

کو نسی دل کی تم ہو بے سزار
 کس پر ہی وہ کاہی جنون تکو
 کسکی شیدا ہو کسکی مائل ہو
 کسکی دل آپکا دکھایا ہی
 بی دل آنی کہیں یہ طوبہ نہیں
 جب بہن فی کئی یہ اوس کی کلام
 یا سمن بولی یون بجا لے سزار
 دل پہ کسکا بہن اجارا ہی
 جس کو چاہی یہ دل خراب کری
 اتفاقات کی ہی یہ بہن بات
 جیسی کہنیرائی ہی طبیعت آج
 سخت کہنیرایا بیتزار ہو
 یہہر قی ہتی سیر کرتی ہر جا پر

تیرے مکان ہی دل میں کجا دوسرا
 روز و شب ہی جو غم فزون تکو
 تیغ ابرو سی کسکی کہاں مل ہو
 کسکی یہ عشق فی ستایا ہی
 عشق ہی کچھ مرض تو او نہیں
 یا بہن ہو گئی حیا سی تمام
 کیا کروں اپنا حال دل اظہار
 عشق سی کس بشر کو چارہ ہی
 جان لی مورد عذاب کری
 دل فی ہیکا کہان مجھی ہی بات
 اسی صورت سی اکیں یہ مزا
 سیر کا شوق ایک بار ہوا
 ہوا ناگاہ ایک سمت گذر

سر پہ اپنی بلا یہ نہ آئی پہنچی
 ایسی کیفیت آئی پہ تو نطفہ
 محرم پرور سامہ لقا دیکھا
 جو میں آہیں آنکھیں چارہوں
 لمحہ لمحہ تھا حالِ دل تغیر
 ہوش جاتا رہا نگاہ کی ساتھ
 عقل فی ہاتھوں ہاتھ چوڑ دیا
 عشق فی دل میں پاؤں پہلا
 ہاتھ پہنچا اگر گریبان تک
 نام اور رنگ سی گدڑ بیٹی
 بزمِ اوسکی عیشِ تریں ہتی
 شمعِ مین اوسکی آنکھ کی ہوی
 خلطہ و رابطہ بھم پہنچا

مہر پرور کی باغ جا پہنچی
 سر و پا کی رہی نہ محکوم
 کیا کہوں آنکھوں فی کہ کیا دیکھا
 بر چہیان تہین کہ ولکی پارہوں
 پہر یہ حالت ہوئی بقول میر
 صبرِ رخصت ہوا ایک آہ کی سنا
 تاب و طاقت فی ساتھ چوڑ دیا
 طبع فی اور رنگ دکھلائی
 نہ بچا پہر تو مجھسی دامن تک
 قصد الفت کا اوس سی گدڑ بیٹی
 اوس صحبت سی محکوم تہی
 مین ہی بلبل اوس چمن کی ہوی
 عشق سی اوسکی لب پہ دم پہنچا

چین تھا جبکہ اوس سی یار تھی مین
 روزِ محفل مین اوسکی جاتی تھے
 اوس سی سرگرمِ احتلاط تھی مین
 ہی بشر سی و نا کجا ہویتے
 مین تو تھی اوس پہ جانِ دل سی فدا
 ماہِ پروین سی اوسکو الفت تھی
 اوسکا دل اوسکی چال پر مائل
 ظاہرِ دوست بن کی مرتا تھا
 اوسکی اوپر نشا رہتا تھا
 اوس سی ہر رات عیش کرتا تھا
 لی اوڑی ہ پری ہانسی اوسی
 شعلہ کی طرح سر کو دھنتی ہون
 بایمن جب یہ کرتی تھی تفسیر

اوسکی بی دیکھی بیتہ رہتی مین
 روزِ اوس سی مری اورانی تھی
 اوس کی باعثِ نشاط تھی مین
 ذاتِ انسان ہی ہو نا ہوتے
 وہ کسی اور گل کا بلبل تھا
 اوپر میری نام سی عداوت تھی
 اوسکی حسنِ جمال پر مائل
 باطناً دشمنی وہ کرتا تھا
 اوس سی ہمکنار رہتا تھا
 اوسکی الفت کی دم وہ بہرتا تھا
 اب مین پاؤں پہلا کھانسی اوسی
 روز اسی اک مین مین بہنتی ہون
 حال ہوتا تھا اسکا غم سی تغیر

دل پہ خارِ ایلم گدڑسینے لگا
 عشق فی صورتِ اپنی دکھلائی
 گل سا چہرہ وہ زرد ہوئی لگا
 عشق فی دل کو خونِ ناب کیا
 رزد ہی عشقِ دل میں سنی لگی
 کہٹ کئی بحسابِ قوتِ پا
 دل ہوا موم کی طرح سی کداز
 مونہہ کی اوپر ہوائی چٹنی لگی
 مضطربِ روح اس نفس سی ہوئے
 یاسمن فی جو غور کی میک بار
 کہا دل سی کہ خیر ہو یا رب
 جو شمشِ رشک سی ملا ل ہوا
 غیظِ کچھ دل ہی دل میں بس کہا کر
 گد گدی ل میں عشق کرنی لگا
 ہاتھ پاؤں میں سنسنی آئے
 دلمین سستی ہی درد ہوئی لگا
 عقل فی ہوش کو جواب دیا
 چہری پر زعفرانِ بہنی لگی
 لگی دینی جوابِ قوتِ پا
 زنگ چہری سی کر چلا پرواز
 جان رہ رہ کی تن میں گھٹی لگی
 تنگ وہ تنگی نفس سی ہوئی
 عشق کی صاف کہل گئی آثار
 اس سی محبی نہ بیر ہو یا رب
 دشمنی کا اوسے خیال ہوا
 پاس سی اوٹھ چلی یہ جھپٹلا کر

سیرنی اور طرفہ داغ دیا
 او سکی جاتی ہی پہر ہوا یہ حال
 عشق کا جوش جب کمال ہوا
 ہو گئی دوسری دین صورت زرد
 عشق نے کر دیا یہ حال او کا
 نہ وہ تریت رہی زیبائش
 مونہ لگانا مسی کو چھوڑ دیا
 عاری زینتوں سی آنی لگے
 ذکر غارہ جو روبرو آتا
 میلی کپڑے میل کرنی لگے
 ہاتھ کھینچا حاسی پہی سر دست
 خود تماشائی سی دل چھپانی لگی
 خود سری نی ہی پاؤں پہلائی

دل کی پہلائی گویہ باغ دیا
 بند کھئی دل میں اور اور خیال
 سر کو ہر موی سرو بال ہوا
 آئینہ فی دکھائی رنگت زرد
 خاک میں مل گیا جمال او کا
 نہ خود آرائیان نہ آرائش
 آشنای کو دود و دلی کیا
 آئینہ سی بھی مونہ چھپانی لگی
 رنج سی رنگ رخ بدل جاتا
 اور ہی رنگ میں گذرنی لگی
 چوڑیونکو ہو سی نصیب گت
 آنکھ سرمی سی بھی چھپانی لگی
 نصیب کو روز حلی ہاتھ آئی

خون دل لپ پہ آگی تہنی لگا	طرفہ لاہکی کا رنگ جسنی لگا
روز کم گوئی او سکی بڑہ فی لگی	زردی رخ بھی نہ پہ چرخی لگی
رات دن شورش خموشی تہی	ٹہنڈ ہی سانسو نسی گرم جوشی تہی
طاقت دل جواب دینی لگی	بوسی ہونٹوں کی خشکی لینی لگی
بدل کہا نیکی تو غذا غم تھا	جای آب اشک چشم پر نہ تھا
لب پہ نالی تہی قہقہوں کی جوش	شورش آہ چھون کی جوش
نشہ عاشقی سی تہی مبہوت	رات دن موہ نہ لگا ہوا تھا سوت
سر پرست او سکی تہی پریشانی	موی سر پرست راہی غریانی
خود فراموش یا دیار میں	باد و عشق کی خار میں
بشرم ذلت نہ پاس بدنامی	بیخود عشق و محو خود کا بیہ
گاہ بیخود تہی گاہ محزون تہی	گاہ لیلی تہی گاہ مجنون تہی
پہر و ن رہتی تہی چکی آئینہ سان	سکی باتوں سی ہوتا تھا سخنان
عشق کا اس قدر بڑا سودا	کہ وہ رہتی تہی اپنی جیسی خفا

جانِ دل میں بہری تھی الفتِ یار	سامنی روز و شب تھی صورتِ یار
گفتگو صورتِ خیالی سی	چمکی رہتی تھی خستہ حالی سی
جان پر بن رہی تھی بی محبوب	مست مدہوش عشق میں تھی خواجہ
ہر کسی سی نطنہ لجائی ہوئی	شرم گین آنکھ شرم کہائی ہوئی
نہ اسی تھا جواب کا کچھ ہوش	رہتی تھی بات سُکی یہ خاموش
جوشِ خیرت سی بج تھی سبکو	گہر میں اسکی انیس تھی جو جو
جانین دیتی تھی پر بیانوں پر	لانہ سکتی تھی کچھ زبانوں پر
اوسکو اس حال کا بڑا تھا غم	نرگس جادو اسکی تھی ہمد
رازِ پیہ با عشقِ فساد ہوا	عشق جب روز و شب زیاد ہوا
دیکھ کر اوسکی عشق کی انداز	نرگس جادو تھی جو محرم راز
اشکِ رخساروں پر لگی تھی	گلشنِ جادو سی لگی کیئے
کون ابرو کمان تھی بہا یا	کسا بی دیکھی تیرِ عشق لگا
گلِ رخسار کسا دیکھا ہے	کس کی کیو کا دل میں سو دے

نشا ہی کسی چشم میگون کا	یہ جو عالم ہی جانِ مخزون کا
درد و سرعشق کا یہ خوب نہیں	اس مرض سی بخائی جان کسین
اب بھی باز آؤ اسکو ترک کرو	دیکھو تم مبتلا سی عشق نہو
جان جانیگی ماہتہ آئینا کیسا	ساری عالم میں ہووگی رسوا
ماں و اب بھی کہا تو بہتر ہے	ورنہ رسوائی اسکی گہر گہری
گلشن جادو بولی سنکی سخن	دل پہ قابو نہیں کیا کا بہن
آپ سی کب یہ کوئی کرتا ہی	جان کر کوئی آپ مرتا ہی
جو لکھا ہی وہ پیش آتا ہی	بخت کیا کیا بھی دکھاتا ہی
زر گس جادو ہو گئی معقول	سمجھی سمجھانا اب ہی اسکو فصول

صحرا نور و شدن پروردہ پروین غیریہ ایدنی ایچنچن و کنار و یای مہمیبہ نو

ساقیا پر مجھی ہی شوقِ شراب	نشہ میں ہو کا واطلم کا باب
سامعین اب سنیں بیانِ طلسم	اگی لکھتا ہوں داستانِ طلسم
میں شہنشاہ ہوں معافی کا	صفحہ لوحِ طلسم ہی میرا

خامہ افسون طراز میرا ہی
 اس عجائب سی آشنا ہے
 بعد قطع منازلِ بسیار
 مہر پرور غریبِ ناواقف
 گہر سی باہر اوس نکالا ہی
 پاؤں ایذا ہی اہ سی مجروح
 چہر سی کوری و ہو گئی کالی
 پاؤں بی طور سبکی پڑتی تھی
 دم بدم وقتِ دم شماری تھا
 رات کی اوس اور دہکی ہو پ
 رنج و آفت سی جان جاتی تھی
 دیکھو نیزنگ چرخِ شہیدہ گر
 جو کہ ناز و نسی پرورش پائی

کارِ اعجازِ صمدِ مسیحی ہی
 و مضمون اسی سی اسبِ ہون
 کر کی طی وہ مرا حلِ آخر کار
 سحر اور ساحری سی کیا و آفت
 عشق فی کس بلا میں ڈالا ہی
 سو جہتی تھی نکوئی راہِ فتوح
 راہ کی ماندگی سی تھو ایلے
 لونی جنگل کی دم او کھڑتی تھی
 بوجہ سر کا بدن کو بہاری تھا
 نہ ہاتھ کیسکی حسن کا روپ
 مانگنی سی نہ موت آتی تھی
 جای انصاف ہی مقامِ عذاب
 آسمان اوتسی خاک چھنوائی

فروش گل پرچی نہ آئی قوار
 جو کہی گہری ہی نہ نکلا ہو
 رگ گل سی جو پاؤں چون انگار
 وہ بت ناز پرور اور یہ سفر
 وہ گل گلشن نزاکت زنا
 آسمان جسا اک بگولا تھا
 جب اوڑاتی تھی باد تند عیار
 وہ حرارت وہ فصل تابستان
 شمر افشان چار ساہریہ
 ہر گڑھی میں تنور سی حدت
 دامن دشت پر سحاب عیار
 چاہ چشمہ کہین نہ جلد و نیل
 پانی اتنا تھا کہ تر ہو زبان

اوسکی زیر قدم ہو بستر خار
 وہ گل تر ہو اور یہ صحرا ہو
 پاؤں ہو اوفسی یون سر ہر خار
 وہ مہر چور پیکر اور یہ سفر
 اور یہ وادی قیامت زنا
 طول میں عمر خنجر جادہ تھا
 کالی آندھی کی صاف تھی آثار
 منز لون تک تمام دیکھتا
 دڑی دڑی میں تابش شمشید
 ہر بگولا ملاؤ کی صورت
 صورت ابر سحر آتش بار
 تھپی آب فی دہری تھی ہیل
 بجز اک آب گوہر دندان

تشنه لب یہ ہر ایک حیوان تھا
 تابش ایسی کہ شب تو کیا دن کو
 دیکھ کر شعلہ ہو اسکے لپک
 مرغ صحرا سراپا دہنتی تھی
 سنگریزی تھی غیرت انگر
 دامن کوہ مین ہی ہر پارہ
 چہا لا پائی نظر مین پڑتا تھا
 جن او و ہر سخی راہ چلتی تھی
 شعلہ ایسا زمین سی اڑتا تھا
 موج آتش تھی صاف موج شہر
 تھا جو بادِ سموں کا جھونکا
 سر پہ جب آفتاب آتا تھا
 دیکھتا خواب مین جو وہ ہامون

متلاشی آبِ پیمان تھا
 لو کی شعلوں سی شمع روشن ہو
 خوف سی کا پتا تھا شیرِ فلک
 سیخ موج ہوا پہ پہننتی تھی
 تھا شجر ہی تو آگ کا تھا شجر
 بہر کبکِ درسی تھا انگارہ
 سایہ تک اڑتا تھا گرگڑتا تھا
 پرِ سیرِ مرغِ قاف چلتی تھی
 چرخ مین تھا فلک ہی شلِ طلا
 رنگِ ماہی مئی تھی مین کی کباب
 نادرِ دوزخ کا ایک زبانہ تھا
 پاؤں مین سایہ لپٹا جاتا تھا
 نامِ الفت نہ لیتا پھر مجنون

شدت تشنگی سی و ہر قسم
 وہ کڑی ہو پاوریٹ و گرم
 نہ تو رہبر نہ راستا معلوم
 جبر سی جب قدم اوٹھاتا تھا
 یوں آتا تھا ہر قدم ہر گام
 تماشائی ہتی نازین رخسار
 جیب دامن کی ہجیان لیکر
 مونہ پہ لی لی کی دامن صحر
 گاہ حق سی مد کا طالب تھا
 ای فلک ظلم کی بھی کچھ حد ہی
 کچھ تو قدر خدا سی ڈر ظالم
 اسی ادبانی فساد و فحشا
 طاقت پا جواب دیتی ہی

سو نہمین نیتا حقیق لب ہر دم
 پاؤں اوس مہر کی دنازکن نرم
 نہ کسی ملک کا پتا معلوم
 ہتام کر سر کو بیٹھ جاتا تھا
 ہتی ہویدا علامت سر سام
 گل سی تلوی ہتی خاری انکار
 پاؤنیں باندھتا تھا وہ خود سر
 گاہ وہ زار زار روتا تھا
 آسمان سی کہی مخاطب تھا
 مجھسی یا بی سبب تجھی کد ہی
 اس قدر توستم نکر ظالم
 اب نہیں راستا چلا جاتا
 قوت اب ہاتھ کھینچی لیتی ہی

رحم کر بندہ خدا ہون مین
 جانتا ہو جو ملک یار کی راہ
 شورش دل یہ کہتی تھی ہر بار
 ہر قدم تہا یہ قول پامردی
 دیکھنا جی نچوڑنا میری خان
 ہمت دل نہ ہارنا اصلا
 کم نہ فرہاد سی ذرا رہنا
 چاہنی والو نکا ہی کام ہی
 منزل اول محبت یہی
 کس خرابی سی کس مصیبت سی
 پایا دریا سی آتشین کاجوش
 ساحر ون کو جو دیکھتی باہم
 نکوئی یار و آشنا انکا

ہر دم ناوک بلا ہون مین
 مجھہ دل انکار کو بتا سدا
 ات نہ نکل زبان سی نہ ہار
 رہیو سرگرم باد یہ گردی
 مونہہ کڑی سنی موڑنا میری جان
 پالاجیتا ہوا ہی یہ تیرا
 دو قدم قیس سی بڑھا رہنا
 آزمائش کا ہی مقام یہی
 مواد سی امتحان الفت ہی
 اپنی منزل پہ آنکر پہنچے
 اوڑ گئی سبکی دیکھ دیکھلی ہوش
 لہراتی تھی سوت کی ہر دم
 دم وہ مثل حباب تھا انکا

رنج و تکلیف تما کجا پاوین
 مرنی سی روز کی صفائی ہو
 نیک بد سی تیز ہتی سب گو
 چار و ناچار صبر کرتی تھے
 مھر پرور کی عقل حیران تھے
 دوست گریان ہتی خندہ زن و بھمن
 جان دینی پہ ہتی سب آمادہ
 ہر طرف چو کیدار پھلائی
 سب کو اسد رچہ ہتی گرفتار
 متعین و مان جو ہتی ساحر
 پاس اونکی تو وہ نہ آتی ہتی
 ہوش انکو بیان نہ تھا حاشا
 ہر طرف آتی جاتی پرتی ہتی

کہتی ہتی کاش ڈوب ہی جاوین
 مر چکین تاکہین رہا یے ہو
 جان شیرین عزیز ہتی سب گو
 رنج و غم جان پر گذرتی ہتی
 ماہ پیر وین ہی وری حیران تھے
 ہوئی میدان میں یہ خیمہ زن
 ہر جگہ پال خیمی استادہ
 کہ نہ ساحر گوئی او ہر آئی
 اپنی کرتی ہتی خو و خبردار
 انکی آئی سی ہو گئے باہر
 دور سی سب کو دیکھ جاتی تھے
 اونکو یہ سیر ہی تما شاخصا
 مثل گل کھل کھلاتی پرتی ہتی

روز و شب خواری میں گذرتی ہے
 مہر پرور کو ہتی یہ تب نشویش
 جستجو تہی کوئی وہ شی ہوئی
 فکر کوئی نہ پیش جاتی تھے
 غوطہ زن اس نیال میں بیغور
 کشتی کب کوئی اس میں جاتی ہی
 کچھ وہ مومنہ ہی سخن نہ کہتا تھا
 چین او سکون نہ غم ہی دم بہرے
 نہ کہ ہی اپنی کہتا تھا دل سے
 ہنکو کیا در و عوسم فی چہ ہی
 کوئی اپنی خوشی کی بات نہیں
 اسکی ہر ایک موج ہی طوفان
 نظر آتا نہیں ہی کو سو نپٹ

رات بیدار خی میں نہ آتی
 رہتی ہی او سکور و شب نشویش
 کہ یہ راہِ طلسم ملی ہوئی
 کوئی تدبیر بن نہ آتی تھے
 کیونکہ اس بحر غمی کبھی عبور
 کشتے عمر غوطی کہا تھی سے
 بحر حیرت میں غرق رہتا تھا
 بحر اندوہ کا شناور تھا
 پار بیہ امید ہو کا مشکل سے
 اس بلا کا نہ تہل نہ بیڑا ہی
 کسی جا ساحلِ نجات نہیں
 خجل اس سے ہی قلمِ عمان
 کہا ت کو یا ہی سکا موت کا کہا

کیسا دریا ہی سہ بلا نکلے
 دیکھ کر یہ کبڑی طلاطم آجے
 کس قدر وہ مہیب دریا تھا
 لکٹی ست قلم میں یہ طاقت
 وہ محیط کسارِ ناپیدا
 وہ ہوا میں وہ زور پانی کا
 گھاٹ تیغِ قضا کا گھاٹ اسکا
 موج سیلِ قضا وہ شور انگیز
 مثلِ نختِ سیاہ تیرہ و تار
 لبِ ساحلِ بشر کا تشہِ خون
 وہ من گورِ حلقہ کر و اب
 طول دریا بہانِ طولِ عمل
 پاٹ دریا کا حد سی افزون تھا

کئی موج ہی قیامت تھا
 دل میں ترسانہ کہ نہ ناپا
 ساتھ میڈ ہی کی دل آویز تھا
 لکھی اوس بحر کی جو ماہیت
 دیکھ کر زہرہ آب ہوتا تھا
 وہ طلاطم وہ شور پانی کا
 مثلِ دامنِ حشر پاٹ اوسکا
 ہر تنورِ جباب طوفانِ خیز
 سخنِ مکر کی طرح تہ و اار
 آبِ تیغِ اجل سی آبِ فزون
 قطع بہرِ کفن ہتی چادرِ آب
 عرض میں دامنِ عدم مثل
 بادبانِ جہاز گرد و نچس

اوج مین کم نہ تھا و چون سی
 دیکھ کر آب بمعنانِ فلک
 کر ہی آب کی ہے طغیانی
 آسمان سی ہم اوج تہا زبس
 آتی ہتی قدس ہوئی صاف آواز
 کہکشانِ فلک بسانِ ننگ
 بحر ہی سوچ جب او بہرتی ہتی
 کوو پر نیکا قصد کرتا تھا
 جو صاحبِ شرک خدایتی

لب بلب تھا خطِ گرد و نشی
 وز کی کہتی ہتی ساکنانِ فلک
 زورق چرخ ہونہ طوفانی
 برجِ آبی بنا تھا برجِ جباب
 بائیں سنتی ہتی ساکنانِ جہاز
 ہر بہنو ر غیرتِ وہانِ ننگ
 فسر طائر کو صید کرتی تھی
 جان دینی می پروہ ڈرتا تھا
 غرق در یائی رنج و حیرت تھی

آئینِ مہر پرور و باغ و یافق
 لوحِ طلسم و روانہ
 شدن مع برق رفتار برای فتح
 قتلِ طلسم

سا قیا و ذوق اب شراب کا ہی
 بحرِ می میں روان ہوشتی می
 بی کی پنی سی بس یہی ہی بجا
 بطرِ می کا جو نشا میں ہو سکار

چشم حق بین سی لطیف حق بیکو
 اپنی قدرت اگر دیکھاتا ہی
 کار ساز اور ہی غریب نواز
 او سکی قدرت میں عقل حیران
 وہی حاجت رو ای عالم ہی
 جو کہ شکل میں یاد کرتا ہی
 مصلحت میں ہی او سکی دخل کی
 رنج کشی نہ پای طوفان سی
 آگ میں ہو گیا خلیل کا یار
 غم نہیں او سکو جو کہ مونس ہو
 خضر کا ہی وہ راہ میں حافظ
 کر دیا وصلِ آدم و حوا
 اعتراف اسکا بنیانی کیا

او سبب کی تم سبب بیکو
 بگڑی کاموں کو وہ بناتا ہی
 ساری بند و گاہی اوسی پرمان
 کارِ مشکل اوسی سی آسان ہی
 وہی تو نا خدا سی عالم ہی
 او سکو اللہ شاہ کرتا ہی
 عزت کر دی وہ دم میں چاہی
 ڈوبتی کو بچائی طوفان سی
 کر دیا اسپہاگ کو گلزار
 زندہ پہلی میں رکھا یونس کو
 رہا یوسف کا چاہ میں حافظ
 حافظِ نوح ہر بلا میں رہا
 ماعز ناک مصطفیٰ فی کف

او سکی قدرت کا لطف دیکھو ذرا
 مہر پرور غریب آوارا
 کس الم سیوان تک پہنچا
 روز و شب رنج میں بسر کرتا
 گوش دل سی سنو حقیقت اور
 جلی او سکی اگر ہو انی کرم
 او سکی جہم ہو بارش افضال
 ہی خبر دار جو یہاں ساحر
 مہر پرور کا مضطرب ہونا
 فوج کی وہ اذیت و تکلیف
 من عن سب او نہون فی جاگی کہا
 سہلکی ذہن فی حال سرتا سہر
 یاسمن فی جو یہ خبر پائے

کارخانہ میں اد سکی ہی کیا کیا
 عکس و رنج ویدہ بیچارا
 شور مالد نکات فلک پہنچا
 غم غصہ کو ہضم کرتا
 کہ خدائی کیا عجائب طور
 شاخ پڑ مروہ سبز ہوا و دم
 شجر خشک بارسی ہو نہال
 گئی لی کر خبر وہاں ساحر
 ماہ پر دین کا جان بلب ہونا
 سب کا رنج ثقیل اور خفیف
 یکہ دیا لکھ کی کپہ سنا کی کہا
 آفرین کی ہر ایک کی عہت پر
 بیگلی سی کمال گہر ایسے

دل میں پہرِ نالو کا خوشی
 دل بیتاب تھا جو گہا نوین
 دل تو کہتا تھا چل کی قربان
 پاؤں کہتی تھی چل اوسی کی لہ
 گوشِ پیغام یار کی شتاق
 جان شوق وصال کی طاب
 سینہ تھا قرب یار کا خواہاں
 ہاتھ جو یان بلائیں لہنی پر
 زانو کو جستجوئی اوسی یار
 باپ کی ڈر سی جانہ سکتی تھی
 سنی کیا دل پر دکھ وہ بہر تھی
 بس جدا تھی جو یار جانی سی
 غم کی جو بان ورمیان آئی

عشق میں پہرِ جو نگا جو شوق
 او سکو سجھاتی تھی وہ باتوں میں
 ضبط کہتا تھا یوں نہ بیجان ہو
 دل یہ کہتا تھا اٹھو بسم اللہ
 دیدی دیدِ نگار کی شتاق
 اور زبان تھی سوال کی طاب
 دل بغل میں نگار کا خواہاں
 لب کشادہ و عافین نی
 پہلو کو آرزوی پہلو سی یار
 شوق دیدار میں ملکیت تھی
 عشقِ نادیدہ میں جو مرنی تھی
 مرنی تھی وہ غم نہانی سے
 گلشنِ حسن پر خزان آئی

گل سا پتھر تہا غم سی پڑ مروہ
 نہ وہ رنگت ہی نہ وہ جو بن
 آہ کرتی ہتی جب وہ اوٹھتی ہتی
 رنج الفت سی نہ ہتی ماحرہ
 زگر کس چشم دیکھ کر بیمار
 سمجھہ اب یہی تو گلشن جاوہ
 اس مرض کا تو اپنی چاراکر
 ابھی اس کام میں ہی تو انجان
 منت تو اپنی جان کہو دیگی
 ماہ پروین کا وہ توشید ہی
 تیری غم سی وہ دل طول نہیں
 بات رسوائی کی ہی جان لی تو
 بد توں کا غلم چٹا ہے

دل ہی لہلہا میں کمال افسردہ
 سب کی طرح زرد سیبِ فتن
 بیٹھتی ہتی تو غم سی کھٹتی تھے
 اولِ عشق میں ہوئی آفسردہ
 زگر کس جاوہنی کیا اظہار
 لعل سی جانکو نہ کہو اب تو
 اب یہی اس عشق سی کنار اگر
 باز آ باز میرا کہنا مان
 تیری پروا اوسی نہو دیگی
 ساری عالم پہ مینہ ہویدا ہے
 ایسی الفت سی کچھ حصول نہیں
 صدق میں میرا کہنا مان لی تو
 جان جاتی ہی گھر بھی لٹا ہی

فعل بد ہی نہیں یہ کارِ تو آ
 او سکو یہو لا کہی نہ گوئی تہی
 ز گس جادو سی یہ سن سنکر
 لگی کرنی وہ بار بار افسوس
 ہو نہیں لاچار ز گس جادو
 دوست سمجھی تھی اپنی جس دل کو
 کسی صورت نہیں سنہلدا دل
 کہلی یہ روی مثل ابر بہار
 لاکھ لاکھ اسکو مین ہون سمجھا
 یہی کہتا ہی میرا یہ دل زار
 چوڑ دی اپنی یہ امیری تو
 او سکی کوچی کی جو گدا ہی
 کہتا ہی چوڑ بد تمیز یہ تو

کہ بزرگوں کی نام کو نہ خراب
 صبح کا یہو لا شام کو جو آئی
 رہ گئی اپنی سر کو وہی جن کہ
 کہا افسوس صد ہزار افسوس
 د لگی او پر نہیں سیر اقا بو
 لاکھ بھاتی ہو نہیں اس دل کو
 ضد سی بر کر نہیں بہتا دل
 آنسو نکا بند با غم ونسی تار
 بات د لگی نہیں کہی جاتی
 مہر پرور یہ چلکی ہو تو نثار
 او سکی کوچی مین کر فقیہی تو
 محکو دنیا کی باد شاہی ہے
 اختیار او سکی کر کتیرے تو

دل سی کیا آدمی کو چارہ ہی
 یہہ سنی پر ہوا ہی میرا حال
 گئی تاب و توان و عقل و ہوش
 جان کیا کیا عذاب دیتی ہے
 عشق فی دانو پر چڑھا مارا
 دل جگر ہو کی آب بہتا ہے
 خون تین نہین کہین باقی
 چیر کر کاش دیکھی وہ قاتل
 چاک ہین غمی دل جگر افسوس
 بسکہ بڑھتا ہی غم کا ہر دم زور
 جان دینا غضب سچتی ہون
 حرکت اس قدر ہوئی تو ہوتے
 یاسمن ہی چچا کی جو خستہ

بی اہل اسنی مجھ کو مارا ہی
 ابھی دیکھا نہین ہی حسن جمال
 پہرون تھی ہون نرم مین خاموش
 وکلی طاقت جواب دیتی ہے
 جیتی جی دلنی ہا ہی ست ہارا
 اکھونسی خون ناب بہتا ہے
 حرکت ہاتھ مین نہین باقی
 سینی مین غمی آب ہی دل
 او سکواسکی نہین خبر افسوس
 عشق فی کر دیا مجھی کم زور
 نیک و بد مین ہی سب سمجھتی ہون
 مین بری ایک اگر ہوئی تو ہوتے
 پہلی عاشق ہوئی ہی وہ اوپر

<p> اوسکا جب اس طرح ارادو آئے جب نہ بیٹی کی ہو ذرا غیرت چارونکی جو یہ جوانی ہے مینی گہر کو کیا ابھی سی سلام یار ہو جام می ہو دلبر ہو اوستی ہو گا جو کوئی دکھ محکو جس طرح ہو گا کل میں جاؤنگی تم جو میری شریکِ حال نہیں پھر کتین تم جو مجھی کیا وڑھی دین و اسلام غرض کب ہی نرگسِ جادو بولی سنکی کلام میں جو محکو یہ طعنی دیتی تھی تو فی مجھی کلام خوب کیا </p>	<p> اوستی غیرت میری زیاد آئے میں تہیچی ہون میری کیا غیرت عشق سی لطفِ زندگانی ہے کسکی غرت کجا بزرگون کا نام میں ہون پہلو میں مہر پرور ہو انکھیں ٹہنڈھی کلیجہ سکھہ محکو مہر پرور کو دیکھہ آؤن گیے غم نہیں کچھ مجھی ملال نہیں میرا امیدیں ایا وڑھیے بنہ حسن ہون یہ مذہب ہے عشق میں نچتہ ہی نہیں تو خام واری میں تیرا دل یہ لیتی تھی جو کیا تو فی نام خوب کیا </p>
---	--

تیری او پرند امیراجی ہی
 ناگمان صورت ہو اپہ پنچین
 پہنچی او سو قت وہ وہاں جاکی
 ہر طرف شور آہ و زاری تھا
 لوگ غم سی تمام ہتی بیکل
 خاک رہ ڈالٹی ہتی سب سر پہ
 مھر پرور ہی تھا لئی خنجر
 گرد مٹی ہتی گھیری اوسکو لوگ
 جان نہرا کی لب پہ آئی ہتی
 کیا کہون جیسا تھا لال اوسکو
 ہر طرف ایک پڑ رہا تھا غریب
 اسکا احوال آگی ہوگا ذکر
 چارونا چارول پہ جبر کیا

مین ہون لونڈی تیری بی بی
 آنکی آن مین وہ جا پنچین
 ہتی پریشان بال نہرا کی
 مھر پرور کورنج طاری تھا
 ساری لشکر مین ہی عجب ہل چل
 ماہ پروین کا نام لی لی کر
 قصد یہ تھا دیکھائی جو سر
 ماہ پروین کا تھا ہراک کوسوگ
 ہر طرف شور تھا وہاں ہی
 لوگ سمجھاتی ہتی کمال اوسکو
 جست جو گو گئی ہتی ہر سو دیو
 کہ یہاں ہی مچی طلسم کی فکر
 ماہ پروین کی غم مین سبر کیا

اسلٹی ہی ظنم کا جانا
 محر پرور کا ہتا یہ غمی حال
 غم فی ایسا کیا تھا او سکو ہلاک
 جانتہ نک تن سی شاکی تھا
 بیٹھا رہتا تھا درد و غم سب ل
 گیشن جو وقت و دن نہ پارا
 او سکی افسردگی پر رونے لگین
 گلشن جاوہر بقیہ جو ہی
 اور یہ جان کو عذاب و یا
 خون دل آنکھوں سی ٹپکنی لگا
 جوش غم سی دل تلخنی لگا
 وحشت دل زیا و ہونی لگی
 جوش حیرت سی ہ گشتہ

قلع کی فتح کا ہی ہاتھ آنا
 چاک تھا جب غم شال ہلال
 کہ فقیرانہ برین ہتی پوشاک
 پیرین سمین شکر فی تھا
 کچھ نہ تھا جز مال و رنج حصول
 غش ہوین دیکھ کر وہ یکپارا
 دیکھ کر او سکو جان کہونی لگین
 نوک خنجر کی دل سی پار ہو
 تاب و طاقت فی ہی جواب
 جار غم دل بین پیر کہنکی لگا
 پیر گریبان پہ ہاتھ چلنی لگا
 موتی ہر چشم پیر پر و فی لگے
 جگمگی پاؤں خاک پر یک سر

آہ ہمد م رفیق نہ لاکھتا

گل رخسار زرد ہونی لگا

عشق کا پھر زیادہ شور ہوا

نہ رہا پاؤں کو مقام قیام

چھٹ گیا فرط غم میں صبر کا تہا

اولیٰ پاؤں ہانسی ہ پر کی

نرگس جادو کا پکڑ کر ہا ہت

گرتی پڑتی ہوئی ہانسی چلی

کہتا تھا دل سین مقام کرو

جان قربان کر کی او ہو تم

دیر و پیریہ کون تھا مانع

رشتہ الفت کا پر نہ توڑائی

گہر کا آنا کب او سکو پہا تھا

عشق قامت کا بول بالا تھا

ہول سیل میں دہونی لگا

نصرت آیا روانہ زور ہوا

نصرت بولا عصای آہ کو تہا

ضبط کی تھی عنان تو غیر کی تہا

ہر قدم پر سنبھلتی تھی گریہ کے

شاخ سانی سی جاتی تھی وہ سا

اولیٰ پاؤں ہٹی بیانسی چلی

گہر کو مچرا کر و سلام کرو

اب جو بیٹھو تو مر کی او ہو تم

شرم آڑی ہو سی حیا مانع

جان دل و نو کو وہ چھوڑ آئی

پار بن گہر وہ کاٹی کہا تھا

خونِ دل لکھ سہااتی تھی
 روز چوری چہی ہوا معمول
 سنو ایک رات کی حقیقت او
 ہر پرور کا دل جو گہبہ آیا
 باہر ایک خیمہ کی تھا خانہ باغ
 بیگلی نی جو دلہ کی کاش
 چاندنی کچھ تھی اور کچھ تھا ابر
 فرش میں چاندنی کا بچھوایا
 کرسی پر بیٹھنی کا دھیان آیا
 بیٹھا ملکہ وہاں درختوں سے
 بچوان او سکی اگی تھا جو دھرا
 دھوئین اوٹھتی تھی لسی آہ کی تھ
 کت افسوس غم سی ملتا تھا

دم لکھتا تھا جان جاتی تھی
 رات کو جانی کا کیا معمول
 نئی لکھتا ہوں یہ مصیبت اور
 سیر کو چاندنی کے وہ آیا
 اوستی لکھتا تھا او کا غنچہ و انغ
 کچھ ہوئی و لگو سیر کی خواہش
 و لگو آتا نہ تھا فراق میں سہر
 مضطرب ہو کی سیر کو آیا
 عرش و کرسی سی تھی جو ہم پایا
 شگودہ تھا او سکوا اپنی نچھوئی سے
 بیچ وہ بھی الہم سی کہتا تھا
 چیکا بیٹھا تھا رکھی ہاتھ پہ ہاتھ
 سوز و وقت سی سینہ چلتا تھا

نالی پیہم الم سی کرتا تھا
 ساحر و نکو نہ تھی جڑیں سی پناہ
 حسن فی اوسکی کر دیا تھا ماند
 چادرِ ابر مو نہ پہ و ہر قتی تھی
 قدرتِ حق کی دیکھتا تھا وچہرہ
 صورتِ آئینہ تھی تر تھا
 گاہ روتا تھا اپنی حال پہ وہ
 بوسے مہال لب کی لیتی تھے
 سوچیں تھا عجب غارتِ ماہ
 اتنی پن و ستار سی پیش نظر
 خیرگی دیکھ کر نگاہ فی یکے
 مہر پرور گو ہو گئی حیرت
 ماہ پر وین کا دھوکا ہونی لگا

بی اجل جوش غم نہی مرتا تھا
 داغِ دل تھا بزرگِ تباہِ سیاہ
 آگی آمانہ تھا حیا سی چاند
 چاند فی اوس سی مکر کرتی تھی
 سخت تھی ناگوارِ صحبتِ غیر
 ماہ پر وین کا بس قصور تھا
 صبر کرتا تھا ہر طال پہ وہ
 آہِ دل سی جواب دیتی تھی
 جسطح کوئی دیکھتا ہی راہ
 چرخِ آکی چکی مثلِ سر
 روشنی اور نور ماہ فی کی
 دیکھ کر اونکی چاند سی صورت
 لیکھی رومال مو نہ یہ روئی لگا

شکل طاؤس حب چلین ہ چال

سامنی ہو گئیں کھڑی یکبار

مہر پرور کا پہر چار اول

حسن فی انکی بیتہ ار کیا

بوی خسار جب مہکنی لگے

مہر پرور سی بس رہا نگیا

کھیل کہا کرتی تھیں بچپن و نو

نہ پر وین کو دل سی ہول گئی

خجر غم سی دل ہوا مجروح

سیرین باغ کی شکار ہوا

حقہ کسا وہ اور کسکی سیر

دل فی کرسی سی اونکو اوٹھوایا

پوچھا اونسی کہا فتنی آنا ہوا

مہر پرور کا دل ہوا پامال

بجلی دلیر بیان پڑھی یکبار

یہ کہان سی بنا ہوئی نازل

تیر سینی سی وار پار کیا

حسن پر ال بس ٹھکنی لگے

غش یہ آیا کہ کچھ کہا نگیا

آنکھ سی آنکھیں جا لڑین و نو

غیر پہو لونکی بو پہیوں گئی

قفس تن میں تڑپا طائر روح

عشق کا تیر دل سی پار ہوا

حسن الفت میں ہی نزل تھی

اور اسکی سوانہ بن آیا

میں کبھی جہان سی آنا ہوا

مہربانی تو کوئی دم کیجئے
 مہربانی جو کی غریبوں پر
 میری گہرین کرم کیا مٹنی
 دل محزون کو کر دیا میری شاد
 جزو عا ہمی اور کیا ہو گا
 طبع والا ادھر جو اسی تھی
 ہر طرح عیب سی برنی ہو تم
 آئی سی نصف شب میں کیا تھا صوبہ
 آئینکا صاحبو کی تھا کیا فتنہ
 کام ہی کہہ نہ دھیان میں لانا
 ہم فقیر و نکلی گہر سی کیا پایا
 بیٹھی اور کرم سوا کیجی
 سنکی تقریر مہر پرور کی

اتنی آئی مجے کرم کیجئے
 سرزاری ہی کم اندھوں پر
 ہم غریبوں پر کی دیا مٹنی
 حق تعالیٰ تہین رکھی آباد
 و اما خوش رکھی گا پہلا ہو گا
 سیر کچھ اس طرف کی ہائی تھی
 جن ہو یا انس یا پری ہو تم
 کسکی تم باغ خوبی کی ہو پہول
 حسن یہ آپکا اور ایسا وقت
 بی تکلف یہاں چلی آنا
 سحر و افسوس ہی ہو خوف ایا
 نام سی اپنی آشنا کیجی
 سبھی الفت کی یہ ہم سر کی

دو نو جانب سی چاہ ہوتی ہی
 ناز و انداز وہ دکھانی لگی
 چہرے روبرو لگی ہوئے
 بولی حاصل ہی اس کلام سی کیا
 ماہ پروین کی تم مصاحب ہو
 حسن کہتی ہو خود پر ہی تم ہو
 آشنا و سکی داغ حسن کی ہو
 غم میں اوسکی بنی جی بھیجو کہو
 جھوٹی ہانکین عبث یہ کہتی ہو
 دیکھو مونہ پر نہ یونچ ہو صاحب
 ایسی باتوں سی ہم مقرر ہوئی
 آپسی وہ جو مونہ ہی موڑ گئی
 اسی باعث سی ارتباط ہی یہ

دل سی بس لکھو راہ ہوتی ہی
 تیرہ بیان سید میان سنائی لگی
 ناز کی گفتگو لگی ہوئے
 ہم غریبوں کی تمکو نام سی کیا
 آپ محبوب تم تو صاحب ہو
 ماہ پروین کی مشتری تم ہو
 طوطی تم اوسکی باغ حسن کی ہو
 مونہ نہ کہلو اوس خوش رہو
 ہمسی بیوہ کیوں چرکتی ہو
 اوس کا کلمہ تم پڑ ہو صاحب
 ہم سمجھتی ہیں خوب یہہ چونکی
 تمکو دام بلا میں چھوڑ گئی
 اسی باعث سی اختلاط ہی یہ

اس لئی تمہنی سخت کرتی ہوں
 اپنی باتوں سی تم دہراتی ہو
 اوسی کی حسن کا مزا لی لو
 جال پہلائی ہو سمجھتی ہوں
 چار ہی دھنیں اوسکو بہول گئی
 کیا کری آپکا یقین گوئی
 ایسی باز آئی بس ملاپ سی مین
 نام مین میری ہی جو ٹکوکو کلام
 ساحر ونسی جو لڑنی آئی ہو
 یونہیں نستج طلسم باقی مین
 عشق کا ساتھ تو پنچھوڑو گی
 ذکر اسکانہ در میان لاؤ
 کہاں ستم سا آپکا دل ہی

مین ہی کہہ دوں کہو تو مرنی ہوں
 طرفہ بلبل مجھی سناتی ہو
 کسی کچن سی گویاں کہیلو
 دام مین لاتی ہو سمجھتی ہوں
 مجکو بس دیکھتی ہی پہول گئی
 طوطہ چشم آپسا نہیں گوئی
 نہیں کہتی امید آپ سی مین
 گلشن جادو بندیکا ہی نام
 گور مین اپنی کرنی آئی ہو
 حسن پر آپ پہیلی جاتی مین
 یو مین باب طلسم توڑو گی
 خیر سی اپنی گہر کو پہر حسابو
 رٹنا ذہن سی کارِ مشکل ہے

یا سمن غم سی جان دی اپنی
 بیو فائی مین سب سی فائق ہو
 مہ پرورنی جب سنی یہ سخن
 بہکیونسی عبت ستاتی ہو
 جان دل ہم نیاز کرتی مین
 یہ تو باتیں نہیں تمہاری مین
 اسی فی سبکا دل ہلا دالا
 کند تیز اپنی یہ زبان نکرو
 شعلہ حسن کی بڑی ہی آنخ
 سارا ذہن کا گوشت پوست تم
 طلی نہ راہ بلند و پست ہوئی
 اپنی اب حانکی صفائی ہی
 پہر کی جانایہان سی نامکمل

اور تھکو خبر نہوا و سیکے
 کس توقع پہ گوئی عاشق ہو
 گلشنِ جادوسی کئی یہ سخن
 کس لہی شیر و نکو دڑاتی ہو
 حسن پر آب ناز کرتی مین
 حسن کی خبیان یہ ساری مین
 حسن کا مونہ خدا کری کالا
 سرو مہر سی گر میان نکرو
 سو جہتا کچھ نہیں ہی سات اور پا
 میرا دشمن ہی او سکی دوست ہو تم
 ویسی یہاں فح کی شکست ہوئی
 آنکھ سی لڑتی ہی لڑائی ہی
 بھی ہم اپنی آئی موت کی کن

عشق صاحب کا داغ دیوی گا
 نور اسمین نہیں ہی بندی گا
 جان جائی نہ مطلب دل ہو
 ہم غریب الوطن مسافر ہیں
 تمکو لازم تھا کرتی خاطر تم
 یہی پہل ہوتا ہی محبت میں
 واہ کیا خوب قدر دانی کی
 مر جاواہ واہ کیا کہنا
 گلشنِ جاو کی گری آنسو
 نرگس جاوونی جو دیکھا حال
 کہتی ہیں کیا پہلا اس الفت کو
 کوئی مشوق کو ستاتا ہی
 دل شکستہ ہی یہ غریب ہی یہ

آپکا حسن جان لیوی گا
 لوحِ الفت میں جو ہو لکھا
 متسی الفت میں رنج حاصل ہو
 رنج کش میں شکستہ خاطر ہیں
 نہ کہ دکھ دینی پر ہو حاضر تم
 جو عداوت کی تمنی دعوت میں
 کیا غریبوں کی مہمانی کے
 یہی اس وقت زیب تھا کہنا
 یاس کی جب ہوئی سخن بررو
 گلشنِ جاو سی کیا یہ مقال
 پڑیں پتھر تیری محبت کو
 ٹیڑھی باتیں کوئی سنا تا ہی
 غم کشیدہ ہی بی نصیب ہی یہ

باستان کہ تہا زہو جائی
 دور کرد و رانیسی فقروں کو
 جان اس وقت ہی اوڑی جاتی
 گلشنِ جادو رنج سہنی لگے
 پھر مخاطب ہوئی وہ دلبری
 سنی صاحبِ یہاب کلامِ غم
 آپکی حسن کا تمام بیان
 سخت تھی رنج و غم سی فریادی
 بس اوسی زور سی حبیب ہوئی
 گلشنِ جادو واسم رکشتی ہون
 آپ کی عشق میں غراب ہوئے
 سمر پھر کی بزرگوں کی بنیاد
 لوح میں آپ کو یہہ دیتی ہوں

ہر طرح با مراد ہو جائیے
 وہ کراسکی جو کچھ کہ مرضی ہو
 ہیکلی گرمی بھی نہیں بہایتے
 مذی بس آفتونکی ہینی لگے
 بات کی ہنس کی مہر پروری
 عشق میں آپ کی سہی جو جو رہے
 یاسمن سی سنا تھا مینی بیان
 وہ بہن ہی میری چچا زادی
 اپنی خواہر کی میں رقیب ہوئے
 پاس لوحِ طلسم رکھتی ہوں
 غم سہی مور و غدا اب ہوئی
 آپکی واسطی یہہ کی برباد
 اور میں گہر کی راہ لیتی ہوں

جانِ دین ہی دیا تم کو
 اب نہ آؤنگی میں تمہاری پاس
 دور سی دیکھ کر مرونگی میں
 لوح کی دینی پر جو ہو گا ستم
 برق رفتار ہی جو یہ عیب ساز
 یہی جا پہ کام آوی گا
 ہو وی جو کچھ کہ لوح میں لکھا
 اسکو رکھنا بہت حفاظت سی
 نہ گوارا کرو و غاکو تم
 کہا میں قسمیں ہی آپ محبی شدید
 تہی تو کافر پہ اب سلمان ہوں
 کوئی محبت نہ یہہ ذرا لائی
 گلی دو نو ملی پہر آپس میں

کیا دشمن تکا ہم مردم کو
 مدعی ہیں تمام ساری پاس
 پر حفاظت کیا کرونگی میں
 سب اوٹھا لونگی دل پہ دردِ عالم
 ساتھ اسکا نہ چھوڑنا بھڑا
 ہر طرح سی تمہیں بچاوی گا
 کیجیو اس پہ تم عمل اپنا
 ہونا غافل میری الفت سی
 درمیان دو مجھی خدا کو تم
 ح میں دو میری کلامِ مجید
 جانِ دل سی میں تم پہ قربان ہوں
 جو کہا اوسنی وہ بجالائی
 دو نو مجبور عشق کی بس میں

یہ ہے ہوتی صد غی وہ ہلا کردان
 ایک پر ایسا مائل ایک ہوا
 دیکھی وہ لوح ہو گئی راہی
 یہ ہے ادھر ہزار وہ بیتاب
 لب پہ او سکی تو مہر پرور تھا
 سنا زہرا فی حب یہ سارا حال
 کہتی تھی بونہائی ات بشر
 ماہ پروین تو مصیبت میں
 نہ رہی حیف عشق میں تاثیر
 انہیں باتوں کا سب میں چپا تھا
 کہا زہرا فی دیکھ کر کیا خوب
 ماہ پروین کی موت آئی ہی
 آپکا بیاہ او سکا تیجا ہے

یہ ہے فدا و سپہ اپنہ وہ قربان
 دو نو کا عشق میں دل ایک ہوا
 دل فی او سوقت ہر بی جا ہی
 عشق میں دو نو کا چٹا خور و خوا
 ورہ اسکو بھی نام دہر تھا
 دل کو حیرت ہوئی کمال کمال
 خیر انسی نہیں سوا می شر
 مہر پرور ہو عیش و عشرت میں
 نام الفت نہ لین صغیر و کبیر
 مہر پرور و ہان جو جا پہنچا
 یہی الفت کا ہی اثر کیا خوب
 لو مبارک کہ سوت آئی ہی
 یہی الفت کا بس نتیجا ہے

عشقِ یارِ جدیدِ مین پہوئے
 آفرینِ آپکی محبت کو
 طعنِ تشنیع کی سنی جو کلام
 پہلی تو خوب آہ و امتحان کی
 خیر ہی تمنی کیا کلام کیا
 ماہِ پروین کی نام کی صدیقی
 گلشنِ جادو سیرِ ہی محسن ہے
 سنی زہرائی یہ کلام جو ہین
 اسکی اوسکو کمال عید ہوئے
 گلشنِ جادو کی ہوئی اوسی چاہ
 شکہ اوسنی کیا حد کا ادا
 مہرِ پرورنی پڑا کی پھر تو نماز
 مطلبِ لوح سی ہوا وقت

اپنی یارِ قدیم کو بہوئے
 کیا بہلا کہتی ایسی الفت کو
 ہتمام کر اپنا بس دلِ ناکام
 نہ کی یہ بات پھر نمایان کی
 جیتی جی بس مجھی تمام کیا
 آپکی اس کلام کی صدیقی
 ابتو یہ فتحِ قلعہ ممکن ہے
 شاد و دل ہو گیا ہوا یہ یقین
 جان و دل کو خوشی شدید ہوئے
 کہا اوسکا بہلا کر ہی اسد
 آئی فتنی پر آسما نسی بلا
 قفلِ صند و چہ کیا بس باز
 پہلی ان باتوں سی نہ تھا وقت

دیکھی جو وقت اوسنی صورت لوح
 صاف مضمون تھا یہ سب لکھا
 فتح کرنا تو کام میرا ہے
 اسمِ اعظم کو پڑھ تو اسی دانا
 چھوڑ کر کو اپنی آجہا تو
 رخصت ایک ایکسی غرض ہوا
 برق رفتار کو لیا ہمراہ
 دیو کی فوج سی کیا ارشاد
 کسی صورت نہ چھی رہ جانا
 کئی بہتیار سب بدن پر دست
 برق رفتار تھا جو وہ عیاں
 مثل عیاری میں نہ تھا اوسکا
 تران با و پا ہوا کا تھا

من و من سب پر ہی عبارت لوح
 اب نہ منظر وہی طلسم کشا
 اور عالم میں نام تیرا ہے
 مع عبت رسوی دریا جا
 دیکھ پہر دم میں سیر دریا تو
 اسمِ اعظم کو خوب یاد کیا
 لی غرض ساحل مراد کی راہ
 سحر کا ہی طلسم بی بنیاد
 گھیرا ڈالی ہوئی جیسے آنا
 ہوا راہِ طلسم پر وہ چست
 با فی تہی اوسکی پاس سب طیار
 اوسےی خجست زدہ عمر بھی تھا
 پاؤں گرد و نیہ باد پا کا تھا

اشقر دیو زاد کا ہر	بلکہ خوبی میں اوس سی ہی بہتر
اور یہ کب کسی کی صفت میں ہے	شعرِ استاد اسکی صفت میں ہے
وہ چہ مرکب چو برق یا بادی	طرفہ دیوانہ و پری زادی
ہوئی اکب کی جبکہ زینبہست	آسمان ہو کئی شکوہ سیست

عرقِ بحرِ طاسم شدن مہر پرور بردار اول و مقتد شدن
و باز رہا کشتہ ساحر آزار کشتن و نامہ نوشتن بدینق

ساقیادی شراب صاف مچی	یما کہ ہو ہمت مصاف مچی
جامِ حبشہ نشہ میں پاؤں	جب تو سیرِ طلسم دکھلاؤں
مہر پرور جب آیا دریا پر	کیا کہوں تہا وہ موج زن کیونکر
شور سی اوسکی دل دہلتی تھی	حل کرتی تھی دم نکلتی تھی
اور حالت جو ہو گئی دل کی	لوح گردن میں پہر حائل کی
بند آنکھوں کو کر لیا اکبار	والا دریا میں اپنا خوش رفتار
برق رفتار کا بھی ماہتہ لیا	چوڑا اوسکو نہ اپنی ساتھ لیا

کو دی القصد و نووریان
 مہر پرور بس اس طرح ڈوبا
 برق رفتار بسکہ تھا چالاک
 تہی دریای کی پہر نہ یہ سیکھ
 جاتی ہی تہ طلسم کی پاتی
 دیکھنی والی سب پہر ہی پاؤں
 بعد دم بہر کی پروہان کیا ہتا
 کام کرتی ہتی جو گاہ تیز
 کوچ نہرانی بھی بان سی کیا
 جھڑپ سی کہ فوج جاتی ہتی
 مہر پرور کاسنی اب احوال
 پاس رکھتا نہ تھا شفیق کوئی
 تن تنہا تھا آپ یا عیتار

غرق ہتی فتح کی تمنائیں
 جیسی خورشید فی غروب کیا
 ہاتھ مین او سکی تھا سرفراک
 شکل گو ہر غریب آب ہوئی
 آشنائی مین لوح کام آئی
 ہاتھ ملتی ہتی یاور مانوس
 نہ کہین پانی تھا نہ دریا تھا
 نظر آتا تھا دشت وشت خیر
 شوکت و شان بڑی نشان بڑھا
 خلق کثرت سی غوف کہا تھی
 کیسا تھا او سکی واسطی خیال
 بیکی مین نہ تھا رفیق کوئی
 سر پہ ہتی ذات ایزد و غفار

نکوئی غم گسار تسکین کو
 نہ غرض دانی سی نہ پانی سی
 دشت پر خار و ن کو طی کرنا
 طی بڑی رنج سی مسافت کی
 گرسندہ تشنہ زندگانی سی سیر
 رنج اس طرح جب گذر فی لگا
 ماہ پروین کی غم میں وہ پایا
 اپنی دکھلا گئی گل رخسار
 چین آتا اگر کہیں پاسیے
 محکوم زماہی تو میں جاؤں
 مہر پرور فی جب سنی گفتار
 غم میں بہتر ہی جان کا کہونا
 اور شی کی نہ کچھ خبر رکھو

نکوئی اوسکی یار تسکین کو
 سیر تھا اپنی زندگانی سے
 شب کو زیرِ درخت دکھ بھرنا
 کوئی صورت نہ نکلی راحت کی
 رات دن و نو آنکھوں میں اندھیر
 بسق رفتار عرصہ کرنی لگا
 بخشش جاو فی یہہ دکھلا یا
 غم کھٹکتا ہی اوسکا صورت خار
 ڈھونڈتی ہو مگر نہیں پاتی
 کہیں فکر غدا تو کر آؤں
 یوں لبون سی ہوا وہ گوہر بار
 عین معراج ہی خدا ہونا
 فقط اللہ پر غور رکھو

دور ہو جائیگی کہ درت بھی
 دل کا ہوتا ہی مدعا حاصل
 یہ سخن کہلی وہ بڑا آگے
 ناگمان باغ ایک نظر آیا
 دل میں بشاش و شاد و شاد ہو
 گرتی پڑتی ہوئی وہاں داخل
 خچہ دل شگفتہ ہوئے لگا
 گئی پڑمروہ خاطر دل سی
 در گلزار پر قدم ماری
 جب کہ وہ اندرون باغ ہوئی
 خوش ہوئی بانگی فرا دیہی
 اپنی کہلاتی ہتی بہار شجر
 مونہ میں بس انکی پانی بہر آیا

ہوگی کوئی نہ کوئی صورت بھی
 اصطر اب دلی سی کیا حاصل
 دیکھون کرتا ہی کیا خدا آگی
 رنگ و دونو کی چہرون پر آیا
 بزمِ راوی سی بامراد ہوئی
 ہوئی حبت کی درمیان داخل
 تازہ داغ نہفتہ ہوئی لگا
 بہولی داغ مسافر دل سی
 دم نہ تھا او نہیں رنج کی ماری
 مہر تابان چراغ داغ ہوئی
 گلشنِ خلد کی ہوا دیکھی
 سب نظر آئی میوہ دار شجر
 شوق فی انکھا ہاتھ پہیلا یا

دیکھی بارہ دریں زمر و کار
 سنبہ ہی فرشت سبز گاکیا رنگ
 عورتیں بین بہت سی مہ پارہ
 دیکھ کر او نکو اون سببوں کی
 اسی کی آرزو میں بیٹی تھی
 مدتوں سی تہا انتظار اسکا
 اسکی آنی پہ ہم شمار ہوئی
 رشک ماہِ فلک بھی خوشید
 سب سے ایکا و نہیں تھی کما خین
 جانیں جانی لگین نظار وین
 برق رفتار شرم سی خاموش
 عشق کرتی سی لوح کو پہولا
 برق رفتار کتنا مانع تھا

ساری مینائی تھی درود یار
 رنگ ہو جس سی چرخ مینا رنگ
 جنگا حور و نکو شوق نظارہ
 آیا صد شکر حق طلسم شا
 اسی کی جستجو میں بیٹی تھی
 حسن ہی باعث بہار اسکا
 اسی کی تیر کی شکار ہوئی
 ہو گئی چشم انتظار سفید
 مہر و مہ تھی او سکی خوشہ چین
 باتیں ہونی لگین اشار وین
 نہ ہا بہوک پیاس کا کچھ ہوش
 ایسا او سکی فریب پر پہولا
 صبر پر کب پہلا یہ قلع تھا

بقرارِ سی جلد جا پہنچا
 بچھی تھی ایک مسندِ زرین
 برقِ رفتار آگی استاود
 کشیدو نہیں شرابِ نگارنگ
 خوب رو وہ تھی خوب رویہ تھا
 چھیڑکی بات درمیان آئی
 سب وہ کہنی لگی کہ مدت سی
 حسن کا وصف سنی آئی تھے
 آج تک حُسنِ انی دیکھلایا
 پھر وہ کہنی لگی کہ ہاں صاحب
 ماہِ پروین سی حور جب ہووے
 لذتِ وصل اوستی جب پاؤ
 مہرِ پرورنی جب سنی یہ سخن

عاقبت صورت ہو اچھی
 اوسہ جا بیٹھیا یہ لصد ترنیں
 وو لگاوٹ پہ اس سی آماود
 گز کہ بی حساب رنگارنگ
 اوستی مصروفِ گفتگو یہ تھا
 عشق کی پیش دستان آئی
 ایک جتھو میں بیٹھی تھے
 پر تھیں دیکھنی نہ پائی تھے
 جیسا سنتی تھی ویسا ہی پایا
 ہم کہان اور تم کہان صاحب
 اور کا پھر خیال کب ہووے
 ہٹکو کا ہیکو دسیان مین لاؤ
 ہٹکی کہنی لگا کہ جانِ من

یہ تو چہ ہی پری تو تم ہی ہو
 خوب رو بہ طرح کی ہین مردم
 نام اپنا تو مجھ کو بتلاؤ
 ہنسکی بولی کہ کیا بتاؤن تہین
 یہ جگہ ہی بہت پسند آبی
 سنی بند کا گوش دل سی کلام
 آپکی عشق کا جو حال سنا
 در و الفت تمہارا ہی مجھ کو
 بولی صاحب کی مہربانی ہی
 چاہتی ہو تو میں ہی چاہوں گا
 تمکو میری اگر نہیں پروا
 کی ہو فی اشاری آپس میں
 متفق ہو کی اور سب فی کہا

اوس سی سمجھا ہون سوا
 جیسی وہ ویسی اپنی آگی تم
 کون ہو جن ہو یا پری تم ہو
 حال جو کچھ ہی کیا سناؤ تہین
 اس لئی مینی چاہاؤنی چہائی
 کہ نہ مرد پری ہی میرا نام
 اوس سی فسی ہوئی ہونین شیدا
 اس محبت فی مارا ہی مجھ کو
 بند کیا ہی یہ قدر دانی ہی
 عمر بہر تم سی میں نبا ہوں گا
 مجھ کو ہی اس قدر نہیں پروا
 دو نو فی کہا میں عشق کی قسمین
 یہی بہتر ہی افس آپس کا

انکو اس دم نہیں ہی صبر و سب
 او کو مائل جو دیکھا باتون میں
 پہر سنانی لگی وہ اور و نکو
 تہکی ماندی سفر سی آئین میں
 کشتیان جلد لاؤ تم می کی
 بعد می ہو غذا کا استعمال
 سو نہ سی کلا یہ حرف او کی جو
 پہر زمر و پری فی ہاتھ میں جام
 لائی نزدیک محضر پر ورت کی
 لیکلی چٹ چٹ بلا میں کہنی لگی
 محکو پیٹی پی لہو میرا
 تیری صدق یہ جام پی لی تو
 برق رفتار کو طال ہوا

یہ تمہیں سب میں تم انکو زیب
 ہوئی مشغول اپنی گہا تو نہیں
 سا جو جلد کہا نا منگو او
 راہ کی صد می ہی اوٹھائی میں
 اور حاجت نہیں کسی شئی کی
 رنج اوٹھائی میں راستی میں کمال
 کشتیان می کی لاکی حاضر کین
 لی لیا بنکی ساقی گلفا م
 ناز سی اپنی ہاتھ پر دھر کی
 تیری اری تو میری ہاتھ سی لی
 مانی کہنا اگر نہ تو میرا
 میں تجھی دون مجھی پلا دی تو
 کیا کہون کیا الم سی حال ہوا

سجھا دلیں کہ بنکی بکڑا کام
 اسکا مانع ہوں تو غضب آئی
 اوسنی تدبیر کنی یہ آخر کار
 جام کا منہ سی کیا لگانا تھا
 یار سی آشنائی سحر ہوئے
 برق رفتار چھپی جلد ہٹا
 دوڑیں دو چار اوسی پکڑنی کو
 الغرض یوں پہنسا وہ بی تقصیر
 حسن کی سیلین خوب چل نکلی
 فتح کی خوب انسی کام ہوئے
 بتلا ہو گئی جو اس غم میں
 مہر پرور جو ہوش میں آیا
 نہ تو وہ باغ ہی نہ بارہ ورے

بہر گیا انکی عمر کا بس جام
 اور ہی کچھ بلا میں پھنس جاتی
 لوح انکی او تار لی یکبار
 کہ پیام اجل کا آنا تھا
 دم میں وہ بتلائی سحر ہوئے
 بانگو چھوڑا داغ و لہ لیا
 ہوئیں لہیا ر اوسی لڑنی کو
 طوق گردنیں پاؤئیں زنجیر
 ایک ہی جام میں او بل نکلی
 دراول ہی پر تمام ہوئے
 نشہ می او تر گیا دم میں
 اچکھو اور رنگ میں پایا
 دشت ویران ہی خچہ خاک بہرے

ساحرِ نابکار بد صورت
 یون سسل بین طوق اور غل بین
 طعن ہر ایک ہنسکی کرتا ہے
 کہاں کیا کہاں وہ پانی ہی
 ایک زندان ایسا تھا تار یک
 مہر پرور وہاں معیت تھسا
 کیون دل کو پہلا تاسف ہو
 حیف ہی جو عزیز دہا تھسا
 جا کی فتنہ سی ساحر و ن فی کہا
 یا سمن فی سنا جو سارا حال
 وڑسی تہی باب کی مگر لاچار
 کلشن جادوئی سنی جو خبر
 سنا فتنہ فی لوح کا پانا

جسکی ہیبت سی جانی نصت
 باز کنی جسی عیب چنگل میں
 مہر پرور الم میں مرتا ہے
 تلخ ظالم سی زندگانی ہے
 جبین ظلمات کا اندھیرا شریک
 ستم و جور اوس پہنی حد تھا
 چاہ زندانین جیکہ یوسف ہو
 ستم و جور اوس پہ کیا کیا تھا
 مہر پرور ہوا اسیر بلا
 رنج دل کو ہوا الم سی کمال
 زندگی تہی فراقِ یار میں بار
 تیر غم لگ گیا کلہی پر
 مہر پرور کا باغ میں آنا

کیا بیان کچی جو ملال ہوا
 گلشنِ جادو سی ہوا دوتنگ
 لوحِ اوس سی جی کی طلب اوسنی
 اسنی اوس سی جو مکرو کید کیا
 جو کہ عیارِ محسوس پرورتہا
 سحر سی ساحر و کی حیران تھا
 اپنی عیاری میں ہوتا مشغول
 مہر پرور کی بس خبر لانا
 چاہتا تھا کسی طرحی چہڑاؤن
 کوئی عیار ہی اس طرح کی کردن
 جب ہائی کی اوسکی آئی گہڑی
 اوسنی تبدیل اپنی کی ہست
 میوہ جو کچھ کہ اوسکی بانگی تھی

اس الم سی شکستہ حال ہوا
 کیا کہون کیا کیا پھر اوسکارنگ
 کئی چلی ہزاروں تباہی
 اوسنی غصی میں اوسکو قید کیا
 قید آقا کی غم میں مضطرب تھا
 خوف سی جانگی پریشان تھا
 روز تھا اوسکا بس یہی معمول
 قید کا حال اوسکی سن آنا
 خود بچون اور اوسکی جان بچاؤن
 تاکہ ان ساحر و نکوؤں کی دہن
 نئی عیاری اوسکو سوچہ پڑی
 بن کی میوہ فروش کی عورت
 اوسنی ایک ٹوکری میں جمع کئی

سب میں غشتہ کی ہتی ہوش
 میوہ حسن کا یہ تھا احوال
 جس طرف کو کہ قید خانہ تھا
 ہتی نگہبان ہاں جو جاوے گر
 تھا جو داروغہ سوسن جاوے
 کرسی پر بیٹھا تھا زراہ غور
 دیکھتی ہی بس اوسکا وہ سودا
 پاس اوسنی طلب کیا اوسکو
 مول موپکا وہ چکانی لگا
 دونا موپکا اسنی مول کیا
 میوہ شمس کی کہاتا جاتا تھا
 رمرکی اوس سی باتن ہوتی تھیں
 وہ بہرا ٹوکرا ہوا خالی

کہا کی جبکو رہی نہ ہوش کہی
 دیکھی جو اوسکو اوسکی ٹپکی ال
 ناز سی یہ اودھر روانہ ہوا
 میوہ حسن کی ہتی وہ خوگر
 تھا ہمیشہ سی مائل خوشرو
 کدڑی یہ اوسطرفی اوسکی حضور
 ہو گیا اوسکی عشق کا سودا
 صبر مطلق نہ پہر رہا اوسکو
 بی خودی آی ہوش جانی لگا
 اوسنی دوستی زیادہ اوسکو دیا
 آنکھ اوس سی لڑاتا جاتا تھا
 سب اشار و نین گہا تین ہوتی تھیں
 دل نہ الفت سی اوسکی تھا خالی

گرمی میں ہاتھ پڑھائی تھے
 ناز سی کج ادائیگی کی سینے
 ہاتھ کو اسنی جھٹکا جھٹلا کے
 ہوا گستاخون پر وہ مائل
 بی خودی فی اثر جو دکھلایا
 پردہ شرم پہر کشادہ ہوا
 وہ بڑھا کی یہ ہٹی پیچھے
 نشہ میں سب کی سب ہٹی پیچھے
 برق رفتار فی صبح تعجیل
 در زمان جو بند تھا کہولا
 زیور آہنی کو چھوڑو تم
 نکلا زندان سے ہ نیک سیر
 ہاتھ میں لکی تیغ خون آشام

ناز کرنی لگی یہ اوسکی ہاتھ
 غم زبانی بس صفائی کی اسنی
 اوسنی بس سر کو ٹپکا جھٹلا کے
 مطلب دل یہ کر چکی حاصل
 اسنی بس سب کو اپنا کر پایا
 نشہ بیہوشی کا زیادہ ہوا
 شیخی اون پڑوونکی گھٹی پیچھے
 گور کی مردی ج طرح خاموش
 ہست صورت اپنی کی تبدیل
 محسوس پروری سطح بولا
 سر غم و درد سی نہ پھوڑو تم
 ابرسی حبیبی مہر ہو باہر
 کیا اون باہر و نکا کام تمام

خونسی او نہی یکے خط لکھا
 بہ عبارت پہی دین تہی تحریر
 سحر اور ساحری پہلا دو لکھا
 سحر کرتا عیش ہی میری لئی
 سحر سی محسی تو جو لڑتا ہے
 میرا غالب ہو ہی ایسا ڈر
 بہاکتا ہی تو محسی کو ہر آن
 یہہ اجل کا پیام لایا ہوں
 گلشن جا دو کا میں عاشق ہوں
 آج ان سب کو کیا کیا کشتہ
 لکھہ کی یہہ مثل نامہ اعمال
 اسمن ہا سپے یوزد آدایا
 لئی لشکر ہی زہرا آپا نہی

اوسمین مضمون اس نمط لکھا
 عقل تیری کہ ہری ای بی پر
 تجکو اس قلعی سی اوٹا دو لکھا
 ملک الموت ہوین تیری لئی
 بہہ بتا میرا کیا بکڑتا ہے
 بیٹھا ہی تو طلسم من چہپ کہ
 پاس لیکن مجھی اب آیا جان
 در اول ملک تو آیا ہوں
 ساری عالم سی اسمین فائق ہوں
 دیکھنا کل تو ہوینکا کشتہ
 والا گر دین کشتہ کی فی الحال
 پیارا و سپر اسی زیاد آیا
 فرحت عیش کی ہوا ہے پیچھے

ہوئی استادہ خنچی او سجا پر	ہتی خوشی سب کی روی زیبا پر
در اول وہا نسی تہاد و کوس	ساحرون پر پڑتی ہی تہی اوس
زندگی ہتی ہر ایک کو بہار	جنگ کی ہو رہی تہی طیاری

جنگ شدن از محضر پرور با ذہن و فتح کردہ

بہر دور و مہر فتن

ساقی اب ہو شراب تہ کا دور	دو نری جنگ ساحر و نسی ہی دور
پہول سی گر شراب پاؤنہن	گلِ مضمون بیان لٹاؤن مین
کرم بازار اب فنا کا ہو	جان کا ساحر و نکی سودا ہو
دیو اور ساحر و نکی لشکر ہین	سب تلی سامنی برابر ہین
خوب گہسانکی لڑائی ہی	دیکھین کس سمت کی صنائی ہی
خبر قتل سوسن جاو و	پہنچی فوراً طلسم مین ہر سو
مہر پرور کا قید سی چہ سنا	دشمنو نکی وہ گردن کٹنا
کوش زو جب ہوا یہہ ذہن کی	سن کی ہوش اور گئی اوس احمق کی

طبل خنکی بجایا میدان میں
 میمنہ مسیرہ درست ہوا
 قلب لشکر میں ٹہرا خود آکر
 فوج کچھ بھیج دی بسو چننا
 ہتی حکمتی پیر ہا ہی علم
 ساتھ اسباب ساحر مٹی جو
 جب کہ میدان جنگ صاف ہوا
 مھر پرور بہادر دوران
 کثرت فوج اوو ہر قلیل میان
 خیمہ سی باہر آیا وہ غازی
 دیو جو جنگ آر نمودہ ہتی
 او کو رکھا یہن اور بسیار
 من چلی جو سوا ہتی اس رہن

فوج سب لیکلی آیا میدان میں
 جنگ پر ہر جوان چست ہوا
 کچھ کمین گہ پہنچی فوج اوو ہر
 خون دیو و گنا جانتی ہتی مباح
 ہتی علمدار ہی بڑا ہی علم
 سب وہ مصروف سحر میں مرد
 مرد و نکو دعوی مصاف ہوا
 یون لگا کر فی جنگ کا سامان
 یون ہوئی جنگ کی سبیل بیان
 کی یسار و عین سرفرازی
 ہتی صف جنگ میں جو خوب رہی
 کہہ دیا او منی رہیو تم ہشیار
 ہتی وہ سب ساتھ و کمین گہن

ہتی جو نامی جوان ہر اول ہی

قلب لشکر میں پڑہتی طرار

مستعد آپ تھا قریب علم

فوج میں جو کہ تھی قدر انداز

لئی تیر و کمان ہتی آمادہ

قصہ تھا جبکہ وہ کرین تلوار

برق انداز جو کہ تھی غازی

گولی کی زد پہ پڑی تاکتی ہتی

سیخ زن تولتی ہتی تلوارین

استدر تھا غور تیغ زنی

ہوا میدان جبکہ صفت آرا

تل کئی خنک فوج پر غازی

چلی ساحر او ہر لئی پیکار

شیر کی طرح تھی وہ سب کی

اور ہر اول ہتی غازی جبار

فتح کی تھی ہوا نصیب علم

رہنم او نکاتھا استدر انداز

ہتی نشانی کی زد پہ استادہ

تیر ہون غرق تائب سونوار

انکو تھا شغل برق اندازی

دیکھ کر ساحر او نکو بہا کتی تھی

کہ جوڑ و یک ہون و نشین باریں

ایک حملی میں کچھی صفت شکنی

ایک فی و دوسر کیوں للکارا

سب فی کھلائی اپنی جانب باری

ہیانس غازیوں فی لی تلوار

پھر تو ہونی لگی بان دکشت
 ہر طرف دار و گیر کا غل تھا
 سر پہ تلوار جب کہ چلتی تھی
 تیر جسا چلا دوسا رہوا
 برق انداز کی چلی گولی
 کسی جانیزہ تھا کسی جاتیر
 کوئی سینہ پہ ہاتھ مین خنجر
 ایک خنجر اوٹھائی بیٹھا تھا
 کوئی زخمی سنی سخت آری تھا
 کوئی تیرہ دکھائی جاتا تھا
 ساری جانباز خونین سرشار
 دیکھا ذہن فی جب یہ جنگ کانگ
 ہوا مصروف سحر وہ ساحر

انکار و اور ساحر و کلی شیت
 ساحر و نکی نفسیر کا غل تھا
 تنگ کی نیچی سنی نکلتی تھی
 زخمی مرکب فنا سوار ہوا
 تھی نئی رنگ کی بان بولی
 موت تھی جنگ مین گریبان گیر
 کسی کی تیغ اور کسی کا سر
 ایک شمشیر کھائی بیٹھا تھا
 کسی کو وقت دم شمار ہی تھا
 کوئی لڑائی سی جی چراتا تھا
 بدھیان زخمی گلی کی بار
 مھر پرور سی ہو کی چین تنگ
 فوج بس اسکی ہو گئی آسہ

ایک علم فوج ہو گئی بیگار
 فوج چہرے اور ہر جو کہا جی
 کثرت فوج جبکہ گھنٹی لگے
 مہر پرور کی فوج پست ہوتے
 صفحہ جنگ جب ہوا حالیے
 اوسمین تہا یہ لکھا کہ یوں نہ لڑو
 اسم اعظم کو جلد کر لودم
 ہوا رازِ حق جی اوسپہ جلیے
 اسم اعظم کو اوسنی پڑہ پڑہ کر
 لڑنی پر چست اب کمر رکھو
 دم میں مین ر و سحر کرتا ہوں
 مرد مردانہ پہرہ شیر ہونے
 زور پر آگئی دلاور سب

اس قدر سحر کی تھی مارا مار
 زہرہ چلائی جان جانی لگے
 جانی ڈرسی سچی مٹنی لگے
 فتح کی اس طرف شکست ہوئے
 لوح پراوسنی پہر نظر ڈالیے
 فوج سچی کر و تم آگی بڑ ہو
 اور کر و پرچم علم پر قسم
 لکھی پرچم پر اوسنی ناویلے
 گھنٹی اوس فوجی کہا بڑہ کر
 اپنی آمد پر نظر رکھو
 انکو مین زیر تیغ دھرتا ہوں
 فوج روباہ پر دلیر ہوئے
 پہر چڑھی ساحر و نکی منہ پر سب

استدر پھر تو ر و سحر ہوا
 پھر نہ ہرگز اونیہین قرار ہوا
 وراؤل کو فتح کر ڈالا
 جس جگہ تھی ہزار ہا ساحر
 دوسری در پہ وہ گئی ساری
 ہوا کشتوں کا اونکی جبکہ شمار
 قتل ا و ہر دیو و ہزار ہوتے
 مہر پرور کا جب ہوا وہ عمل
 عمل اپنا غرض کہ بھلایا
 مہر پرور نی سب کئی آزاد
 وہاں بس بس ن قیام کیا
 زخمیوں کی علاج ہونی لگی
 دل و بنق کمال خستہ تھا

ماہ پر فتحیاب مہر ہوا
 جو ہوا آگے سی قرار ہوا
 ساحر و نگو لہو بین پھر ڈالا
 کوئی اوس جہانہ پھر ہا ساحر
 بجی فتح و ظفر کی فتاری
 قتل ساحر ہوئی تھی تیس ہزار
 زخمیوں پر بھی زر نثار ہوئے
 آخر اونسلی لیا وراؤل
 قیدی ہر ایک نذر بھی لایا
 دل محزون ہوا نہایت شاد
 کوچ موقوف تھا قیام کیا
 رو بخت فراج ہونی لگی
 سحر سی اوسکی بند رستہ تھا

دوسری در کی حقیقت ہی یہ نئی طرح کی حکایت ہی

بار، مگر طیاری جنگ نمودن و رفتن بر کوہ سحر
و گمنار جادو و راکشتن و فتح نمودن و دور و دم گرفتن

ساقیا پھر ہی دوا لیا تو	بزم عشرت ہو جام صہبا ہو
لکھون جو داستانِ سحر طراز	ہو زبان سی بیانِ سحر طراز
میرا جادو نگار خامہ بی	اب فسون سی و چار خامہ ہی
اب سنین سامعین حقیقتِ حال	دیکھنی شان ایزد تعال
دوسری در کا اوسکا قصد جو تھا	مہر پرور فی جلد کوچ کیا
اسپ چالاک پر ہوا وہ سوار	اور ہمراہ لی لیا عینار
پہر چلا بہر جستجو ی طلسم	دل تین تہی سیراز دی طلسم
ایک منزل نعلی ہوئی تہی ہی	قدرت حق اوسی نظریہ پڑی
شیر صورت نظر پڑی مردم	دیکھ کر عقل جسکو ہوئی گم
شیر کا چہرہ جسم انسان کا	نعل انسان کا طور حیوان کا

ویکہ کر خوف ہو گیا طاری
 برقت نہارنی کہا فی الفور
 اوسی پر کبھی عمل اسوقت
 فال لی لوح سی تو یہہ نخلا
 انسی کپہ تم کلام بھی نکر و
 جلد اس راوسی روانہ ہو
 خوف ل میں نہ اپنی لانا تم
 ویکہ کر لوح بس حامل کیے
 بعد ایک روز ایک شب کی
 تھا وہ میدان پر فراز بس
 رات کی رات بس مقام کیا
 یہہ بھی منزل غرض کام ہوئی
 دامن کوہ ایک نظر آیا

کی لڑائی کی اوسنی طاری
 لوح پر کبھی ذرا اب غور
 تانہ منزل میں ہو خل اسوقت
 کپہ خبر انسی تم نہو اصلا
 ملکہ اسجا قیام بھی نکر و
 کہیں ایسا نہو نشانہ ہو
 گفت کو پر نہ انسی آنا تم
 طمعی ہانسی وہ جلد منزل کی
 ایک اوسی میں جاگئی وہ اوتری
 یہہ بھی افسردہ دل جو تھا اڑس
 صبح کو کوچ لا کلام کیا
 چار و ناچار انکو شام ہوئی
 سیر پر انکا دل بھی لہرایا

دیکھا چوٹا سا اوس جگہ ایک کوہ
 لالہ پیو لا ہوا ہی نافرمان
 آبشارین ہی ہین وان ہر
 ایک جانب ہی سبزہ زار چین
 کہین رفتار کبک جلوہ کنان
 آ رہی ہی کہین سی صوت ہزار
 زعفران کا کہین ہی تختہ زرد
 کوڑیاں کی وصیت کیا ہون
 بیل بوٹی پہ ہی نیا جو بن
 مثل اطفال حور و شس ہر سو
 کوہ وہ ہی بزمگ کوہ بلور
 حُسن میں مثل کوہ تکمین ہین
 تیج کوہ گران ہی وہ جلاو

جانور ہر طرف گروہ گروہ
 اوسکی خوشبو کی تابع فرمان
 فاختہ کا ہی نالہ گو گو
 اوسکو خوش چشم چر رہی ہین ہین
 کہین خیاگری طاؤسان
 کہین پہولی ہوئی گلوں کی بھار
 آ رہی ہی کہین ہوائی سرد
 غیرت مار زلف پر افشان
 دامنِ دشت پر کر رہی ہی حکن
 مست ہین جست و خیز میں آہو
 جل گیا ہی اونہین کی رشک طو
 رشک کوہ سرین شیرین ہین
 جسکی گردنہ خون صد فرہاد

راہ پر چچا سکی ہی بالکل
 چشمی او سپر وہ صاف دہ پر تہا
 لیکی آب او سکی نہر سی رخوان
 دلر با آبشار کے آواز
 ہر شجر او نخل گلشن طور
 ایک طرف چشم ز گس کہسار
 وہ ورختہ نہ مرغ خوش الحان
 پتہ او س کوہ کی ہین کیا شفا
 یون دل کوہ سی شر رہین
 اونی کوہ ہین ہو کیا ہنسنگ
 مہر کی او سپہ کب ہی جلوہ گری
 نظر آیا یہ لطف عزوجل
 دو گہری رات ہی نہ آتی

غیرت راہ کو چھ کا کل
 موج زن مثل چشمہ سیما
 سیتھا ہی ریاض باغ حبان
 فرحت افزا برنگ نغمہ ساز
 ہر ثمر رشک سب عارض
 دیدہ مست کی طرح سرشار
 نغمہ آموز عند لب حبان
 سینہ صاف دل کی طرح ہین
 جیسی سنگ ستارہ جلوہ کنان
 لعل عکس شفق سی ہی ہنسنگ
 ہی سر کوہ پر کلاو زری
 ہو گئی جان دیکھ کر بیکل
 چاندنی رونمائی لائی تھی

اسقدر رہا پس اس بیمار کا نور
 دیکھ کر حق کا اوس پہ لطفِ عمیم
 بسکہ دیکھی تھی سحر کی آزار
 کرو گار اطفیلِ پیغمبر
 بہ طفیلِ علی و آلِ پیغمبر
 ماہِ پروین سی تو ملا دی مجھی
 اسقدر طبع میں یہ خائف تھی
 ہوئی اتنی میں صبح کی انداز
 ولین آیا کہ تھہرین آج یہاں
 رنج و اید اہست او تھائی ہی
 دیکھ کر اوسنی جای لطفِ فزا
 واقف راز کچھ نہ حاشا تھی
 جسطرف سیکتی تھی تیر نگاہ

سبھی یہ اوسکو مثلِ کوہِ طور
 گئی شب کو وہاں ہ مثلِ کلیم
 کچھ مناجات میں پڑھی اشعار
 رحم کر میری حال کی اوپر
 واقف راز ہر خفی و جلی
 قلع کی فتح بھی کہا دی مجھی
 رات بہرور و تھی مٹا ف تھی
 کی ادا اوسنی ہاں سحر کی نماز
 ماندی سب ہو گئی ہین پر وجہ
 راحت اس زین پہ پائی ہی
 بس اوسی کوہ پر مقام کیا
 محو نظارہ تماشا تھے
 بند پاتی تھی چارست سی اہ

طبع آئینہ سان مکر رہتے
 برق رفتار سی یہ اوسنی کہا
 مثل آئینہ سخت حیرت ہی
 لوح کو دیکھا پھر تو کہہرا یا
 تمکو اس کوہ پر نہ آنا تھا
 خیر دیکھو یہاں کل لطف ذرا
 اتفاقا تسی تہرتی ہوئے
 چار دیواری ایک ہان دیکھی
 گئی اندر جو او سمین باہر سی
 مختصر ایک قصر عالی شان
 نظر آیا عجب ہان کا رنگ
 عورتیں کچھ وہاں سینہ ہن
 دو تون مردوں کی دیکھی یہ حالت

بنی ہر رہ سہ سکندر کی
 ہر وقت دیر فی یہاں کہا
 اب او ترنگی کون صورت ہی
 او سمین لکھا ہوا یہی پایا
 یہم فقط حیلہ تھا بہانہ تھا
 یہم یہی ہی ساحر و نکلی سحر کی جا
 ایک در کی طرف سی جانگی
 اور صورت نئی عیان دیکھی
 دیکھا او سوقت مہر پرورنی
 جسپہ قربان ہر بشر کی جان
 عقل ہو جائی جسکو دیکھی رنگ
 ایک دو مرد بی قرینہ ہن
 ایک خوش و وہی ایک بد صورت

جہشی کی جو شکل رکھتا ہے
 خوب و سب مٹی ہی استادہ
 عورت تو نہیں جو ماہِ کامل ہی
 جہشی کو تو ناز ہی اوس سی
 پاؤں پہیلائی وہ تو بیٹھا ہی
 بات کرتا ہی وہ تکبر سی
 اپنی خدمت وہ اوس سی لیتا
 خلطہ کرتا ہی جب وہ اوسکی سنا
 یوہن ایک دو گہری صحبت
 اتنی میں جام می کا دور آیا
 بہر کی یہ جام می پلانی لگی
 خوب و تھا کھڑا جو سر پہ غلام
 جو کہ باہر کھڑی پن دو مہمان

سند زرنہ شا و بیٹھا ہی
 حکم پر زشت رو کی اماؤ
 جہشی پر دل اوسکا مائل ہی
 اوس پر ی کو نیا نہ ہی اوس
 اوسکی قدمو نہ ہاتھ اسکا ہی
 پہیر لیتا ہی مونہہ بخت سے
 پاؤں سی بس ہٹائی دیتا
 لیتی ہی یہ بلائیں ہاتھوں ہاتھ
 دور سی مکتی تھی یہ حالت
 رنگ صحبت فی اور و کھلایا
 ناز معشوق سب او ہٹانی لگو
 کئی اوس سی اشار لینی یہ کا
 جلد اونکو ہلا کی لا تو یہاں

آیا با ہر غلام اندر سے
 کیون او ہٹاتی بیان دیتے
 کر کی وہ شخص منتِ بسیار
 مھر پرور وہاں گیا جب آہ
 دیکھی اوس نخس کی جو شکل سیاہ
 یہہ پریرا د اور یہہ شکل قمر
 ایسی پھر شکل کا حسین ہو غلام
 انکو دیکھا جو شناسی یک سر
 اوٹھہ کی اوس روسیہ فی فی تعظیم
 مطلبِ دل وہ انکا سب پوچھا
 سیر کا شوق تھا جو دامن گیر
 کوہ پر جو مزا فطرہ آیا
 مصر بانی جو آپکی پائی

عرض کی اوسنی مھر پروری
 چلکی اندر شریک صحبت ہو
 لیکھا او انکو ساتھ آخر کار
 پڑی یکبار اوس پری پہ نگاہ
 کہا یہ سعد خبت ہی واستد
 فی الحقیقت ہی عشق کی تقصیر
 اوسکی قدرت میں کیا کسی کلام
 ناز سی دور بیٹھی وہ آکر
 انکو بٹھلایا پاس بانگریم
 انکی آنیکا یہی سبب پوچھا
 بولی لائی مجھی بیانِ تقدیر
 سیر کر نیکو میں نہیں آخلا
 اس طرف طبع کھنچ کر لائی

آپ آئی یہاں خوش طالع
 دو نو صاحب کی ہم توہین بند
 ہوا روشن یہ کلبہ احزان
 غیر تہی انکی رنج سی حالت
 حبشی فی یہ پہر کیا اظہار
 یہم بھی عاشق اسی پر کی ہین
 اور انسی یہ کام لیتی ہے
 روز و شب مکہنی کی ہین تاق
 عشق و الفت میں کیا اجارہی
 میری ہی نام پر ہی یہ خوش
 مجھ پہ ہر دم فدا یہ ہوتی ہی
 وہ پریرا و غرق غیرت تہی
 لوح کی او پر آیا کچھ نہ خیال

کہا اوسنی میری تہی کیا طالع
 کچھی ہو و باش اب چندی
 ہم غریب و نہ ہی بڑا احسان
 دیکھ کر اوس غلام کی صورت
 کیا اوسکا جو حال استفسار
 طور یہ عشق سرسری کی ہین
 میری او پر تو جان تہی ہی
 نہیں انکو جو اسکی تاب و زات
 جسدِ دل آئی کسکا چارہ ہی
 لاکھ ہوتا ہو غین کنار کش
 انسی پیہم خفا یہ ہوتی ہے
 شکی انکو کمال حیرت تہی
 ہولی یہ دیکھ کر سب و کا حال

جہشی کہہ کی بیہ اوٹھا اوس آن
 اوٹہ گیا جب محل صحبت وہ
 اپنی بیہ فعل ہی نہ پہر چو کی
 پہر بلا کر غلام کو اوس جا
 شوخیو نسبی بیہ طعنی دینی لگی
 جہشی کی پسند ہی یاری
 کیا سب اسکا ہی بیان تو کرو
 کونسا وصف او سمین ہی ایسا
 مدعا اسکا مجھ پہ ظاہر ہو
 مھر پرور سی حب سنی بیہ کلام
 پر تحلف تو یہ لطیف ہے
 اسکو جس دن سی محبی عشق ہوا
 اس بغیر ایک دم نہ تھا آرام

انکی محبت سچا کچھ کر سامان
 اور یعنی کیا ایک آفت وہ
 پاس جا بیٹھی اوس پر ہی ویکے
 پہلو میں اوس پر ہی کی ٹھلایا
 چٹکیان اوس پر ہی کی لینی لگی
 خوب رویاری ہی بیزاری
 محبتی ظاہر یہ داستان تو کرو
 اسمین حیرت ہی عیب کیا پایا
 دل کچھ اس بات سی ہی ہر ہو
 ہنسکی اس طرح بولی وہ گلفام
 سخت یہ شخص بی سلیقا ہے
 محکوفت تہی بیہ مرا شیدا
 رکھتی تہی روز و شب اسی کام

پہر ہوا دورِ جام و صہبا کا	سر جھکا پیشِ جامِ مینا کا
شغل ہوئی لگا جو گامِ نئے کا	دیا اختر کی اس غزل فی مزا

غزل

ہو گی دیوانی اوس پیرو کی	سخت پختائی ہم بہت چر کی
نہ ابھی جاؤ سیر ہوئی دو	آپ کی حسن کی مین ہم ہو کی
ایک ہی وار مین تمام کیا	یہ بچی دو غضب تھی ابرو کی
زلِ صد چاک تجھ پہ بیج پڑا	شانی فی عقدی کہولی کیو کی
نیک بہاول یہ بد مزاج ہوا	مازا و ٹہانی ہی یار بد خو کے
ہو پریشان کیونچ اپنا مزاج	ہم ہیں اوی زلف کی چو کے
ہجر کی شب مین پہو کی تی مین	تکلی مشعل مین میری پہلو کے
ما تہہ ملوائی ہی مجھی حیرت	دیکھ کر آئینی وہ زانو کے
اونکو جنت سلی کم کیا اسی حور	رہنی والی مین جو تیری کو کی
تیغ ابرو کا جو نشانہ ہو	خون الہی ہمیشہ وہ تہو کی

میرا زانو ہو سچے زانو کی	آرزو ہی کہتی تو تکی کی بیا
متری ہینا و سکی قد و بھو کی	سرخ رنگین کی غلیب ہین ہم
نشی ہوتی ہر ن ہین آہو کے	سکلی خوش چشی کا تری شہرہ
سیکھین ساحر طریق چا دو کے	اس فسوسا ز چشم سی تری

اوج پر ہی ستارہ اسی اختر
رہتی ہو ساتھ یار مہر رو کے

بزم کا پہر تو اور ہی طور ہوا	مئی گلگون کا دور دور ہوا
بنی ساقی وہ چار سوا و نین	ہی سوا جو کہ خوبروا و نین
بہولی سب صبح و شام کی گردش	دور میں آئی جام کی گردش
آن مٹھی بغل میں غیرت حور	مھر پر ورتک آیا جام لبور
برق رفتار ہو شیار ہوا	مھر پرور کو شوق یار ہوا
کہہ دیا کاغین کچھ آہستا	برق رفتار فی جو یہہ دیکھا
دراول کا حال یاد رہی	بہولی ہو تم مال یاد رہی

بہو لو پر یونکی تم نہ صحبت پر
 رہ گیا محو ہوتی ہوتی وہ
 کچھ بہانیسی اوس سی ہو کی جدا
 اوسین مطلب تھا بس یہی لکھا
 حبشی کی جو آشنایہ ہی
 کشتہ مکار پر دغا کو کر
 ہاتھ سی یہ اگر بچی زندہ
 برق رفتار ہی رہی شیار
 خو برو اور یہ غلام جو ہی
 پیچھی سی اسکا کجیو کام تمام
 دیکھو پہر بیان مزا کیا ہی
 پڑہ چکا جب وہ لوح مطلب
 رفتہ رفتہ قریب جا بیٹھا

مطلب لوح پر کرو تو قلم نہ
 جاگ اوٹھا یا کہ سوتی سوتی وہ
 مطلب لوح کو وہ پڑھنی لگا
 رہ جردار اسی طلسم کشا
 قتل کر اسکو بیو فایہ سے
 ایک ہی ہاتھ مین اسی و کر
 پھر تو ہو گا کمال شرمند
 حبشی پر کر یٰ ہ لوح سی وار
 اس سی بدتر نہیں ہی کو بستی
 کچھ نہیں اس مین صورت الزام
 دیکھنا قدرت خدا کیا ہی
 ہوا آکاہ او سکی حال سب
 ہاتھ پنجہ پر او سکا آ بیٹھا

کہنچتی ہی کمرنی خبہ کو
 حبشی پر بھی پیر علم کی تیغ
 پیچھی سی پس غلام کو اگر
 ہوا تینو کجا جب کہ کام تمام
 ہو گیا شور و وار و گروہان
 آگ کی پہلی برسی انجاری
 ہوئی گلزار جادو آخر کار
 کوئی کہتا تھا ہو گیا اندھیر
 کوئی کہتا تھا کیا خزان آتی
 پس پیر بہر و ہان شور رہا
 خاک کا ڈھیر اور پتھر ہے
 اسمین شکر بھی سارا اپنچا
 ہوا حلقہ ادھر بھی شکر کا

جانی مارا اوس شکر کو
 ضربت لوح میں کیا نہ دریغ
 ماری ایک تیغ ہو گیا بی سر
 پڑ گیا اوس مقام میں کھرام
 ہر طرف تھی صدای آہ و فغان
 پیر پکاری یہ جادو گر ساری
 و قمار بن عذاب النسا
 یہی شمشاد جادو کا ہی ڈھیر
 مر گئی نو بہار جادو بھی
 بعد اسکی یہ پیر نظر آیا
 نہ تو وہ کوہ ہی نہ وہ گہری
 دوسری در کو سامنی دیکھا
 قہر تھا نعرہ مہر پرور کا

سحر آگاہ ہو گئی ساری
 سحر اور ساحری دیکھاتی تھے
 لوح سی کچھ نہ زور چلتا تھا
 خون تلوار سی ٹپکتا تھا
 پاؤں آخر کو اوہ نہ کسی سب کی
 پاؤں کی سدا نہ ہوش تھی کی
 جوئی مغلوب کا فرانسی تمام
 سورچی انکی بڑھ گئی آگ کی
 تیسری در پہ عاقبت جالی
 یہہ بھی در انکو جب کہ ہاتھ آیا
 ماہ پروین مگر جو یاد آئی
 گلشن جادو کا بھی آیا خیال
 چٹکیا تھا جو یار جانی سے

خون ہوئی کافر و مسلمان کی
 قتل مرد و دھوئی جاتی تھے
 دیکھ کر اوسکو دم نکلتا تھا
 ہونٹ نکلتا تھا کوئی عہدہ برا
 وہی گوشوین ہر طرف وہی
 کہیت تھا ہاتھ مھر پرور کی
 ہوا منصور لشکر اسلام
 دوسری در کو چوڑ کر پہاگی
 دوسرے در کو کر دیا خالی
 مال و اسباب خود بسا پایا
 چھڑی انکھون فی منہ کی برہای
 تر ہوئی جوش اشک سی مال
 تنک تھا اپنی زندگانی سے

لا کہہ کہتی تھی دستدار اوسکو
 حال دیکھا جو یہ شفیقون فی
 خوبسا انتظام پیر کر کے
 چلتی اب تیسری بھی در کی طرف
 پیش خیمہ روان کیا اپنا

کسی صورت نہا قرار اوسکو
 دلو بہلا لیا رفیقون فی
 دل میں آیا یہ مہر پرور کی
 سیکڑوں ہوتی ہیں غیر تلف
 کوچ اوسجاسی کر دیا اپنا

رفیق مہر پرور طرف در سوم و نو نہال جادور ان

و فتح نموده در سوم گرفت

ساقیا پادہ خوار ہونی دیکھ
 لیکلی القصبہ فوج جاہ و شہ
 تیسری در کی سمت راہی تھا
 تلچ کج سر پہ تہا زراہ شکوہ
 ساتھ سب اپنی پیشوا کی تھی

نشہ گلا پیر خمار ہونی دیکھ
 سب پیا حسان کئی بلطف و کرم
 ساتھ عازنی ہر ایک سپاہی تھا
 غٹکا غٹ گرد فوج کا ابنوہ
 مورچیل دو طرف ہما کی تھی

شوکتِ شانِ حجبِ یکہا تا ہما
 طبعِ جو نائلِ شکارِ ہوئی
 ہاتھ پر رکھی سرہن آئی
 جانورِ خودِ شکارِ ہوئی تھے
 اسطرحی سواری جاتی تھے
 راہ میں جو فقیر آجاتا
 اسقدر زر لٹا ہلاتا خیر
 ایک منزل تک مع لشکر
 برق رفتار کو لیا ہمراہ
 قیسری و بکی سمت مونہ موڑا
 قدرتِ حق کی دیکھنی آئین
 سحر دیکھا نہین اس آئین کا
 سامنی دشتِ لوت و دوق پایا

موجھوں پر تاؤ و پیما تا جاتا ہما
 دشت میں اور ہی بہار ہوئی
 نقدِ جان اپنی نذر کو لائی
 باز و بھری کی وار ہوئی تھی
 ساتھ بادِ بہاری جاتی تھی
 مال و زرِ بیشمار پا جاتا
 ہو گئی شاہِ راستی کی فقیر
 آیا ہمراہ وہ بکر و مندر
 اور رکھ کر خدا پر اپنی نگاہ
 ساری لشکر کو اس حکمہ چوڑا
 در جوڑتا نگار خانہ چین
 گرد تھا جس سی سحر ہی چین کا
 جا بجا ہر درخت کا سایا

صورت آئینہ صفائین ہی
 ایسی موقع سی ہین شجر گنجان
 جانور لاکھون ہر شجر پر ہین
 دل پینساتا ہی بچ سبیل کا
 جانور جو ہی خوبصورت ہی
 سبکی ہر شاخ پر یہی ہی سدا
 لوح کی ہی کریم فی امداد
 ساری باتین یہ سنتی جاتی تھی
 دلسی کہتی تھی طرفہ حیوان ہین
 چلی جاتی تھی چکی یہ خاموش
 پر تلکٹ نوا وہان کی تھے
 دو پہر مین ہوا وہ میدان^ط
 یعنی ایک گنبد طلائی ہے

نخل کیا صنعت خدا مین ہی
 جسکی خوشبو سی ہوئی تازہ بان
 کلمہ حق زبا نکلی اوپر ہین
 بلبلین بہر ہی ہین دم گل کا
 رنگت او سکی خدا کی قدرت ہے
 اسطرف آتا ہی طلسم کشا
 یہہ کر لگا طلسم کو بر باد
 لب نہ ہرگز مگر ہلاتی تھے
 صاف کو یا ہی مین یہ انسان^{مین}
 اوڑی جاتی تھی ہر قدم پر ہو^ش
 دم عیسی ہوا وہان کی تھے
 بڑی اگی تو دیکھی او رہی شی
 جسکی تا آسمان رسائی ہی

خوشنما ہی کمال خوش مطلوب
 خوبصورت کمال موزون ہے
 اس طرح ہی مین پہ او سکی محکم
 او سکی چوٹی پہ بیٹھا ہی ایک باز
 نالہ کرتا ہی جب بخوش و خروش
 وہی ہا ہی صدا بشور و فغان
 تا فلک جاتی ہی صدی فغان
 محض پروراد ہزارانی پائی
 جب ہوا گوش نہ دیدہ سارا کلام
 جان سینی مین ہو گئی بیکل
 لوح کو لیکلی ہاتھ مین لاچار
 او سین لکھنا ہی نظر آیا
 اسپ کو چوڑ سا تھ لی عیار

و لگو مطلوب پہنچ کہ مر محبوب
 صورت گہنہ فلاتون ہی
 ونگ جستی کہ ہو حسارِ فلک
 او سکی منتظر ہو رہی ہی باز
 شکی اورنی مین ہر شہر کی ہوش
 جس پہلتا ہی گنبد گردان
 یہی مضمون ہی صاف او عیان
 نہ یہاں سی ہ زندہ جانی پائی
 سمجھی اب دیکھنی ہو کیا انجام
 باز کو سمجھی اپنا گرگ تبس
 غور سی دیکھنی لگے ہر بار
 اسکی کہنی کو تو عمل مین لا
 اسکی اندر کی جا کی دیکھ بھار

دیکھ کیا قدرتِ غلامی و ہان
 بڑھ کی کیا روہ گئی جو ہان
 سنگ مرمر کی دیکھی بارہ دریا
 پنج مین او سکی ایک چو ترہ
 سب ہی کارِ مرصعی او سپر
 فرش ہی او سپہ خزا دیبا کا
 سارا اسباب ہی جہاں کار
 بیچمین پانچوین جو کر سی ہی
 او سپہ بیٹی ہی ایک بر صورت
 سر سی پانک پہری ہی یو مین
 پاؤن پر پاؤن ہی ہر او سکا
 پاؤن مہدی گئی وہ مین او سکی
 سرخ ہی پایا سہ چٹکی کا

لطف کیا اور کیا فراہی بان
 پایا نا و عجیب ایک مکان
 پچی کاری ہی سب جواہر کی
 جسکو لگتی نہین ہی کوئی شی
 ہی جواہر نگار سر تاسر
 کار خانہ ہی ساری دنیا کا
 چارون کونون یہ کریان چار
 جرخ سی ہی زیادہ او پنچ ہی
 زہر خصلت ہی شتر ہی طلعت
 پہیلی ہی حسن کی ضیا گہر مین
 سارا چہرہ ہی ناز کی سی بہرا
 شام مین جسطرح شفق پہولی
 ولیمین لیتا ہی چٹکیان گہیا

سر پہ ڈھلکا ہوا ڈوٹیا ہے
 ڈالیاں ہیں ہرین ہن پہ لوٹکی
 چاکرے نون پہ ہن خواصین چار
 سایہ کچھ دھوپ کا تو ڈھلتا ہی
 جو شجر ہن کہ چارون کو فونکی
 چارادینہ نفس میں بلبل کی
 ہلکی ہلکی او دھر تو صوت ہزار
 عقل حیران ہوئی کہ وہ کیا ہی
 دیکھ کر اونکو وہ ہوئی مائل
 ہنسکی بولی کہ آنی صاحب
 آپکی دیر سو ہن تہی مشتاق
 ہم تو یوں جان آپ پر دیون
 اس محبت کو کہنی کہنی میں کیا

زمیت پر عاشقونکی ٹپا ہے
 فتنی کی عطری بسین ساری
 اونکی جو بن کی ہی نئی ہی بھار
 دن جو ہوڑا ہی وہ ہی چلتا ہی
 وہ منڈ ہی ہن نری تاملی سی
 سو نواسنج عشق میں گل کیے
 اور او ہر او سکی حسن کی وہ بہار
 قدرت حق کا ایک تماشا ہی
 کیا بس اوس نری کی ہاتھ سی دل
 شکل اپنی دیکھا ہی صاحب
 اوٹہ نکلتا ہتا مجھی رنج ذوق
 آپ میری کچھ خبر لیو میں
 یوں ستا کسی کا ہی اچھا

مہر پرور فی جب سنایہ متعال
 تم ملک میں تو آنسکتا تھا
 ہتی ملاقات وقت پر موقوف
 ایک کرسی خواص لی آئی
 اوس پہ بیٹھی بصد شکوہ و وقار
 شکوہ آمیز ہوتی ہتی تفسیر
 جبکہ راز و نیاز خوب ہوا
 لائی خوب اوسکو دام میں اپنی
 ران پر انکھا ہاتھ پڑنی لگا
 بند شرم و حجاب ٹوٹ گیا
 محو گلگون سی آشنائی ہوئی
 عشق فی صیغہ دوستی کا پڑھا
 برق رفتار تھا مغل حجاب

بولی میرا یہی ہی عشق میں حال
 شکل اپنی دکھان سکتا تھا
 ابھی دن پہ ہتی مگر موقوف
 اور آداب وہ بجا لائی
 شکوی ہوئی لگی ہزار ہزار
 دل پہ لگتی ہتی انکی تیر پہ تیر
 بیچ سی پردہ حیا ٹوٹا
 سحر پایا کلام میں اپنے
 تیر مرزاں ہی دل میں گزنی لگا
 دل سی صبر و قرار چھوٹ گیا
 و خضر رزی کہ خدائی ہوئی
 بی حجابی پر انکھا ہاتھ بڑھا
 مطلب دل کا وہ پامایا باب

پھر تو اوس نازین فی اوٹھکر
 نشہ مین تہی جو اونکو بخیری
 بی حواس اوہی نشہ مین مدہوش
 نشہ می سی ہکی جاتی تھے
 تھین جو وہ عورتیں کھڑی دوچار
 تہا جو عیار وہ پشیمان تہا
 برق رفتار کو ذامت تہی
 عورتیں دل مین مسکراتی تھین
 طور یہ تہا پری شامل کا
 لوح لینی کو بہی نکالی ہاتھ
 دیکھا عیار فی جو حال شگرت
 اسکو ہرگز نکچہ بن آئی بات
 بس کمر سی نکالی پہوشے

ہاتھ پکڑا کہ چلی اب اندر
 نہ ہا کچھ ہی اونکو ضبط دہری
 برق رفتار کی تہی پرائش
 چلتی مین پاؤں لڑکھاتی تہی
 ہاتھ اونکی تہی انکی زیب کنار
 انکی بخلوئی سخت خیران تہا
 اسنی سب کچھ کیا نہ ایک چلی
 اپنی جامون مین کب ستا تھین
 رتبہ ہاتھونکو تہا حامل کا
 اوسنی گردن مین انکی ڈالی ہاتھ
 مہر پرور کی زسیت پر جیوت
 کھٹی موندھ سی تو ہوپرائی بات
 کر کی اونکی طرف سی دوشی

کیا اپنا دباغ ہاشہ سی بند
 ہر طرف کو اڑای بیہوشی
 مین جو سرست بادہ عفلت
 عقل سی انکا ہوش خالی ہی
 پہیلی بیہوشی کی جو وہ خوشبو
 ہوئی بیہوش مین بزم کی بزم
 تھا جو وہ کنبہ طلا پر باز
 وہ پکارا کہ حافظانِ طلسم
 کام سارا بنا بگڑتا ہے
 کہیل سب ہی بگاڑتا عیار
 ہاتھ سی وقت آیا جاتا ہی
 برق رفتار نی جو دیکھا رنگ
 رفع کا بس فیصلہ چھپرہ پونجا

اسلٹی تانہ پہنچی محکو گزند
 تاکری اونی جا کی سرکوشی
 اونکو تنبیہ ہو کسی صورت
 یہی بیہوشی گوشمالی ہی
 پہنچی سبکی دماغ مین ہر سو
 مٹ گیا اوس پری کی لگا بزم
 اوسنی آنکھیں جو نشہ مین کین باز
 دم مین مٹا ہی اب نشانِ طلسم
 بادشاہی ونسی دزد لڑتا ہی
 فتنہ خفتہ ہوتا ہی بیدار
 بزم عیار یہ مٹاتا ہے
 دل مین سمجھا کہ یہ بڑا ہی ہنگ
 مھر پرور کوتا کہ ہوش آیا

جاکی پھر رنج و غم کمال ہوا
 کہا ہر وقت آپ خوب لڑی
 ہر جگہ پر پہنچ ہی جاتی ہو
 لوح کو دیکھو ہوش میں آؤ
 ہاتھ میں لی جو لوح کی تھمتے
 لوح فی وہی جنبہ طلسم شا
 جو سینہ اسکی سینہ پر ہی نشان
 کار گر تیر تیرا گر ہو گا
 نہوا کشتہ آج اگر یہ باز
 بد توں پھر غضب ہی تیری لئی
 ہو چکی کام باز کا جو تمام
 تیج کو کر نیام سی تو علم
 اسی چا انکا خاتمہ کر دی

برق رفتار کو ملاں ہوا
 آپکی عاشقی پہ خاک پڑی
 پیرہن سی نکل ہی باقی ہو
 حسن پر پھول یون تم جساؤ
 باز کی آئی دم میں کم نہیتے
 جلد اس کنبہ طلا چربا
 مارا و سجا پہ تیرا نئی دان
 قصہ طو لانی مختصر ہو گا
 صاف تیری ہی قید کا انداز
 پھر غم و رنج سب ہی تیری لئی
 اور بلوا ہو ساحر و نکا عام
 چوک انسی نہ جنگ میں او دم
 چین ہرگز نہ انکو دم بہر دی

بعد لڑنی کی کچھ بہنیں پہرینے
 قیسراور بھی اب تمام ہوا
 جب ہوا اثنائی مطلب لوح
 تیر ترکش سی بس نکال لیا
 پہر چلا کنبہ طلا کی سمت
 آئی جب تک کہ ساحر و نکی جو
 جب تلک ہو بلند او سکی نفیر
 وہ نشانہ مراد کو پہنچا
 تاکا تھا اسنی جس قرینہ پر
 پہر وہاں ایک شور بڑا تھا
 ہوی ساحر وہاں ہزاروں جمع
 نازمین نو نہال جادو کو
 مھر پرور سی پہر چلی تلوار

لوح یہ ساحر و نکی ہی سیفی
 فتح کا اسپہ اختتام ہوا
 کچھ نہ سوچا سو ہی مطلب لوح
 اور کما نکو بھی پہر سنبھال لیا
 پس نگہ او سکی ہتی خدا کی سمت
 پہنچا یہ شاہ باز ہمت اوج
 چل کیا اسکا پس کمان سی تیر
 تیر کو یا ہوا وہ تیر قضا
 لب سو فار پیشا سینہ پر
 ہلک شور شور گویا تھا
 کیا اون سکو خوب قتل و قمع
 ایک ہی ہاتھ مین کیا بس دو
 تیغ کا منہ تھا تیر کی بو چار

هر طرف کار تیغ بران بختا
 کار سیفی و ده لوح کرتی بتی
 گهر قتلون سی بهر و بی سو
 یکم نه اون ساحرون سی بن
 الامان مونه سی کتی جاتی بتی
 ایکدم مین و کی لڑائی سر
 کوئی ساحر نه پسر نظر آیا
 مینون و رسی بی فراغت انهن
 اپنا اوس در چه انتظام کیا

لشکر ساحران گریزان تنها
 سه سی بس پاؤن تک گذرتی
 کشتو کی پستی کردی هر سو
 بهاگتی بهاگتی جگه نه سیل
 نهو گرین کهاکی رستی جاتی بتی
 قیسری در کی پائی فتح و ظفر
 ایک چرکانه جسم پر کها یا
 غم هوا کافرون کو راحت انهن
 مع لشکر و دمان مقام کیا

رفتن مہر پر و طرف در چهارم و گرفتار شدن و از مدد
 گلشن جاو و وزیر گنج و در ہائی یافتن و بر دہوق فتح یافتہ و آزار
 مطیع خود کرد و برای تلاش ماہر وین فرستادن و خبرش یافتن

ساقیا جلد اب قدح ہر دی
 می گلگون کا محکو ساغر دی

جام بہر بہرگی کر سب جو خالی
 وور تہی پائین اب قرینِ طلسم
 وِ چارم کی فستح کی کہی
 قینو درسی ہوا ہی ہنگامہ
 اسٹی قتل ہوتی ہین ساجر
 مہر پرور یہاںسی جاتا ہی
 ہوا نقارہ کوچ کا یکبار
 صبح کا وقت غل سواری کا
 جب کہ خورشید آشکار ہوا
 داہنی بائیں جب نقیب آئی
 چچی پچی پری سواروں کے
 پٹنیں وہ سچی سجائی ہوین
 تیز رفتار وہ فرس تیران

می ہی ستون کو رکھ نہ تو خالی
 نظر آئی لگے زمینِ طلسم
 آگی موسیٰ کی سامری دہی
 کارِ اعجاز کرتا ہی خانہ
 سیر ہی اب طلسم کی آجندہ
 تھر تازہ فلک دیکھاتا ہی
 ساتھ کی فوج ہو گئی ہوشیار
 حوصلہ سب کو جان نشاری کا
 مہر پرور اوہر سوار ہوا
 وور تہی ہلکی سب قریب آئی
 غٹ کی غٹ تہی ز سواروں کی
 سب وہم خنک آزمائی ہوین
 ساتھ خنکی پہنچ سکی نہ گمان

مثل نوشتہ بھی ہوئی وہ جوان
 حسن صورت میں ایک اک مہوش
 سبزہ آغاز جو بنو نہ شباب
 صفدر روزگار و ضیغم وقت
 زیب جسم او کی زیور آہن
 چشم و ابرو کا قہر تیکھا پن
 زیب ست ایک اک کی دستانی
 مئی جرات کی نشہ میں یہ چور
 بسکہ خلقت میں تھا فساد او کی
 فتح و نصرت سدا رکا بکی ساتھ
 برچی ہاتھو نین سفین ابو نین
 دیکھنی ہی کی وہ سپاہ نہتی
 چو بارونکی ہتی صدا ہر دم

دل میں شوق عروج کنہان
 خانہ جنگو نین قہر کی سرکش
 سمن اذام عارض آتش تاب
 رشک اسفند یار و رستم وقت
 زرہ و خود و بکتر و جوشن
 تیر آفت بلا کی وہ چتون
 بانک پن کی بند ہی ہوئی بانی
 کٹ مرین جنگ رگہ میں سورہ
 خانہ جنگی تھی خانہ زاد او کی
 اسلحہ بھی کس آب و تاب کی تہم
 بد رنج ماہ نور کا بون میں
 او کی تلوار کی پناہ نہ تھی
 عمرو دولت بڑی قدم بقدم

بسکی مجری سلام ہوتی ہوئی
 دست بستہ جلوین فتح و ظفر
 تڑتواگو تہاروبر و اقبال
 ساعت نیک صبح کا وہ وقت
 ہر پرور جو ماہ پارہ تھا
 بخت و اقبال او سکایا تھا
 ساتھ ہی او کی فوج صورتِ بیج
 چار منزل رہی وہ فوج گران
 فوج فی ایک جا مقام کیا
 اتفاقات سی وہاں پہنچا
 سختیاں کھینچی بر ملا سر پر
 حرفِ شکوہ و زاری لب پر تھا
 تحمل بلا پر آفت پر

خندہ زن ہنگام ہوتی ہوئی
 نصرتِ کردگار باز و پر
 اور ماوب جلو میں جاہ و جلال
 زہرہ و شتری کا تھا وہ وقت
 اوجِ اقبال پر ستارہ تھا
 وقتِ اوبار سا حرون پر تھا
 لمحہ لمحہ ترقی پر تھا اوج
 پھر خدا کی بندہ گئی سامان
 مع عیار آگی کو ہیہ بڑھا
 کہی انسان نہا جان پہنچا
 آئی کیا کیا نہ بس بلا سر پر
 صبر ہر رنج اور تعب پر تھا
 ہستی مصیبت عجب مصیبت پر

او ان باؤ کا کہون کر احوال
 سہ می تپاؤ کی کمال ہوئی
 نکلا یہ لوح میں نہ گہرا و
 اسی در میں بڑی اونیت ہی
 کسی صورت نہ ہو مگر تم
 غم نہ کہاؤ جو رنج ملتا ہی
 اسی در میں قسائی میں عجب
 جس قدر راہ میں کہ تہی غمگین
 سہکی ایذا سب آن پہنچی وہ
 دیکھو اب چرخ کیا دکھاتا ہی
 سنی کا نوٹنی ماجر انکا
 لائی آوارگی کہاں انکو
 ہوئی یہ ایک شہر میں داخل

سامعینو نکو ہووی رنج و ملال
 لوحی آشنا ہی حال ہوئی
 صبر اور شکر سی چلی جاؤ
 پہر غم و رنج سی فراغت ہی
 اس بلا کو بھی جھیلو سر پر تم
 رنج کی بعد گنج ملتا ہی
 کہ بیانی طلسم اب ہی قریب
 مطلب لوح سی ہو ہی سکین
 بر سر مطلب آن پہنچی وہ
 کوئی دام میں پھنساتا ہی
 حال ہوتا ہی طے نہ کیا انکا
 چین اکیدم نہو چنان انکو
 طرف سیر دل ہوا مائل

حد سی افزون بے شہر تیا آباد
 رات کی رات ہی مقام کیا
 ساری بچوں سی بی حل نکل
 تھوڑی سی دور شہر کی باہر
 وہاں جو نہ ہا تہہ دو نو دھوئی
 مع عیار انکو کہنچ لیا
 تہی جو غنّ محیط غنم دو نو
 دیکھتی کیا ہن سیر قدرت حق
 چلی آتی ہی اک حسین مہوش
 ہو گی شاد شا و شاد ہی
 وصل محبوب کا پیام آیا
 دوڑ کر اوس سی مین گلی لپی
 سری پاتک بلا مین لینی لگے

ہتا ہر ایک کو چہ چوک سی ہی یاد
 عیش و عشرت سی دن تمام کیا
 صبح کو اوس جگہ سی چل نکلے
 ایک تالاب آیا انکو نظر
 اپنی اس بیکسی پہ روئی لگے
 ایسی ڈوبی کہ کچھ تیا نہ ملا
 نکلی یہہ ایکجا بھسم دو نو
 نہ سنا تھا حواس نہ مطلق
 آگیا انکو اس خوشی میں غش
 مرنی ہتی سخت نامراد ہی
 قاصد شوق تیز گام آیا
 جیسی ملتی ہن چوٹی برسوں کی
 انکو لا کہوں عائن بینی لگے

ماہ پروین کا میلا سا ہی لباس
 انکو آتی ہوئی جو بس دیکھا
 رو بدیوار پشت انکی طرف
 باس پہنچی تو اور زنگ ہوا
 یہ لگاتی ہیں جب کہ اپنا ہاتھ
 زلف بل کہا رہی ہی جی بکل
 چہرے قی ہیں ہنسی سی یہ جتنا
 یہ تو کہتی تھی میری کیا تقصیر
 یہی ہوتی ہیں فعل انسان میں
 فقری کبھی یہ جا کی اور کہیں
 چلو اتنی بناوٹیں نکرو
 یہ کہیں اور جا کی دم دیکھی
 کتنی بھولی ہیں آپ تو واسد

مو پریشان اور چہرہ اوداس
 منہ پہلائی ہوئی تھی منہ پہرا
 جان ہونی لگی الم سی تلف
 غیظ سی سب بدل گیا نقشا
 وہ جھک رہی ہی بس انکا ہاتھ
 چین چین پر ہی ابرو و نیر بل
 اور روتی ہی غصہ سی وہ سوا
 وہ یہ کہتی تھی مان میری تقدیر
 منہ تو ڈالو ذرا گریبان میں
 یہاں خوشامد پسند طبع نہیں
 ہٹو مجھسی لگا وٹیں نکرو
 بس بس اب پکی قدم بجی
 کوئی حافی کہ کچھ نہیں آکاہ

مرد و می ل میں اپنی کچھ شرما
 میں نیمہ سب غلاتی ہوں بذاتی
 مجھی پر آنکھ چار کرتا ہی
 تو بھی کیا جعل ساز ہی اللہ
 اری او فیلسوف او بذات
 تو بڑی چیز بھی اگرچہ او تھا
 تو دبائی بل میں ایمان ہی
 اب تیری حل میں کب میں آتی ہو
 ایک توشیفۃ تھا وہ گلغام
 اور بھی پس گیا وہ مہ پیکر
 جبکہ اوسنی نکوئی ڈھب پایا
 بولی کس نازی وہ ماہِ لقا
 جانِ مینی پہ کیا دلیر ہی تو

چل الگ بہت ذرا برای خدا
 کچھ تجھی شرم بھی نہیں آتی
 دین و انستہ تو مکر تا ہی
 کس قدر فقری باز ہی واللہ
 تیری آگی تو ہی قسم اک بات
 تو بھی دل کو میری یقین آتی
 توجھو ٹو نثار حل قرآن ہی
 تجھی خوں و لاکھون دم میں لاتی ہوں
 جبکہ اوسنی سنایہہ طرزِ کلام
 شوق و صلت سی مصطرب ہو کر
 جان دینی پہ اپنی دھکایا
 لو خدا را س لائی پچ کہنا
 کس قدر زندگی سی سیر ہی تو

اپنی دامن سے تین قرانی ہو	لو میری دل کو آزمائی ہو
پل جی مرد و سی حواس میں	یہ کسی بوقتے سنسب کہ دھکا
گر پٹنی کا ادب سنی قصد کیا	غصی کی تیور و نسی است آیا
خوب گہل کہکی تم بلانی سی	اپنی پل غمی منہ اگانی سی
دیکھو کم بختیان نہ آجائیں	بس زیادہ نہ آپہ اترائیں
خوب آکر او دہم چایا ہی	کیا بھی مسخرہ بنایا ہے
اسا کرتی نہیں چبلا پن	نہی تیرن مبتلا ہیں کیا دشمن
خوب قابو کا وقت پایا ہی	کسا اسہ دم نیال آیا ہی
مین گہر آنیکا پاس کرتی ہوں	ور نہ کیا پکھ مین آسی ڈرتی ہوں
مین ہی پر کہنی پر جو آؤنگی	سیکڑون بی نقط سناؤنگی
یہا نسی ذلت او ٹہا کی جاؤگی	بیجا ہوگی پھر جو اوڑگی
مجھسی ہونڈی نہ اختلاط کرو	یہ کہیں اور ارتھاط کرو
جھکو رغبت سی بیاہ لائی ہو	جھکی پہلو مین سو کی آئی ہو

ہستہ نیان نہ جوتی مین
 بنی نی نی نہیں ہی اوہ مانی
 اب پہلا اور تو امید کہنا
 چلو تم ہی تو اپنا پہلا لو
 مین تھ قائل ہوں اس ٹھٹھا کے
 یہ تو کہتی مین ہاتھ دلہ و پلہ
 اور ونسی گر میان کرد سنا
 پیار سی انکا چٹکیان لینا
 اور کہنا یہ تھا آدا کی تہا
 منہ سی انجا ہی منہ جو مل جاتا
 اور کہنا ملال سی کہ ہٹو
 سرجو رکھ دیتی ہن یہ زانو پر
 کہتی ہی کیا یہ غمزی لائی ہو

آبرو جو کہ اپنی کہو فی مین
 ال سی نہیں ہی جاتی
 ل کی تو کچھ نکال لو ارمان
 کچھ گریبان مین لہ منہ ڈالو
 اور اس وی سی کی صفائی
 وہ یہ کہتی ہی پو پھلی نکھر
 ٹھٹھی سا نسین یون ہر سنا
 اور وہ ہٹو اوہ ہر سی حل جاتا
 ٹوٹ جاوین خدا کری یہ تہا
 بس تھیر ٹھسی ہی جواب آتا
 آگ لک جانی ایسی باتو نکو
 وہ ہناتی مین مار کر ہٹو کر
 خوب کچھ تم مزی مین آئی ہو

آج کل تھو جوش خون تو نہیں

مصر پرورنی حب یہہ دیکھا حال

دل سی بولا کہ ذائع کہاؤ تم

لی بلالین گرا وہ پاؤن پر

کو برا ہون پہ یار تیرا ہون

ہنسکی بولی گنہہ معاف کیا

جھکوا سطح بہول جاؤ تم

ہمتو غم میں یہہ اپنا حال کریں

کیا ہو امید بیو غانی سے

گوئی شکوئی زبان پہ کیا لا

جھکوا سبات کا ہی اندیشہ

دیوار قم جو آج آویگا

دم ہمارا نخل نہ جای کہیں

مضد لو مضد لو جنون تو نہیں

حسن اور عشق میں ہی رنج و ملا

یار روٹھا ہی اب مناؤ تم

کہا تقصیر اب معاف یہہ کر

سچ ہی تقصیر وار تیرا ہون

متسی دل اپنا مینی صاف کیا

اسکو کیا کہتی ہیں تباؤ تم

آپ اصلانہ کچھ خیال کریں

دور ہی پاس اشنائی سی

آئی ہو راہ کی تھکی ماندی

کہ نہایت ہی وہ ستم پیشہ

دیکھنی رنگ کیا وہ لاوی گا

متسی تلوار چل نہ جای کہیں

بولا غازی کہ میں نہ ٹالوں گا
 کہا مہوش سی پیر بلا کی سستا
 می گلوں کی بھی ہو پیاری
 برق رفتار سی بلا کی کسا
 ساری کھلو ای جسم سی ہتیار
 بانی عیاری کی ہتی جو اوکی
 آئی مہوش تو پیر سنایا سستا
 لگنی سب اوٹھا کی وہ بالکل
 می گلہ نگ کا ہوا پھر دور
 برق رفتار کو بھی پلوائی
 مست جب نشہ میں جی رہی وہ خوب
 او تہ گئی وہ کسی بہانی سی
 کتنا کہتی رہی نہ جا تو کہین

ایک دم میں میں مار ڈالوں گا
 کروٹیاں کہانی کا اسباب
 بعد مدت ہی آج میخواری
 گرم آئی ہو تہندی ہو تو ذرا
 لوج بھی بس اوتار لی کیا
 برق رفتار فی بس اس سلی
 کرو صندوق میں یہ بند اسباب
 ایک ایک شے دیکھا کی وہ بالکل
 ہاتھ گردن میں پڑ گئی فی الفور
 عذر کی بات کچھ نہ بن آئی
 نہ ہی پاس طالب و مطلوب
 غم ہوا دل کو او سکی جانی سی
 میری ل کو تھی سی ہی سکین

ہنسکی بولی ابھی تو آتی ہوں
 دی سدا لوگوں کو کہ جلد آؤ
 لوگ آئی انہیں پکڑنی کو
 ماہ پر دین کی بات پکڑی گئی
 نشہ سب ہو گیا ہرن انکا
 بیٹرن دام میں پھنسی دو نو
 سناؤ نیت فی جب یہ حال انکا
 گلشن جادو کو خبر پہنچے
 یاسمن فی جو یہ خبر پائی
 پاس فہیق فی اپنی بلوا کر
 ہو گئی پہر تو جانور دو نو
 شاد و ذہیق تہا زہرہ کو غم تہا
 قید میں ہتی جو گلشن جادو

کب تمہیں چور کرین جاتی ہوں
 چور بکڑی ہین دو نو لی جاؤ
 او ہئی کس بات پر یہ لڑنی کو
 طوق و زنجیر میں یہ جاڑی گئی
 تہا گلا قابل رسن انکا
 رو سی اتنی نہ پہر ہنسی دو نو
 کیا جا کر ہوں کو پہر سچا
 مر گئی سنکی وہ تو جیتی ہے
 وہ کلی کی طرح سی مر جائی
 سحر کچھ پڑہ کی پونھا دو نو پر
 بڑ کیا اسکو فاختہ او سکو
 عید اید ہر ہتی او د ہر محرم تہا
 اسقدر ہو رہی ہتی بی قابو

سنکلی سیه حال جان کھوتی تھی
 سو جیتی تھی نکو سی دہی تیر
 کہتی تھی کون انہین چوڑائیگا
 تہا جو عیار او سکا عاشق زار
 جتنی ساحر کہ تھی مع ذہن
 تھی مصمم وہ اس ارادین
 جمع ہو ساحر و کاجب سیلا
 اس اذیت سی قتل انکا ہو
 ہو وی مرغان شت کو چہر
 گلشن باد و سنتی تھی جو حال
 زنگس جادو پاس حب آئی
 یولی رو رو کی پٹ کر سر کو
 راکلی ات وہ تو مہمان ہی

آہہ آہہ آفسو و نسی وئی تھی
 کہ رہا ہو مسلسل زنجیر
 کون و نو کی جی پائیگا
 باہتہ پاؤ نسی وہ بھی ہی لاچار
 او نکو کپہ او سکا غم تہا طلق
 شہر و نکی جمع کیجی جادو گر
 کیجی قتل او نکو بس او سجا
 رنج ہو ماہیان وریا کو
 کوئی ایسی نہ پھر کر جی حرکت
 دل دہڑکتا تھا اسکا غم کمال
 دیکھ کر روئی اسکی تنہائی
 دیکھون کس طرح مہر پرور کو
 قتل کا او سکی صبح سامان ہے

قتل او سکو اگر کیا لاسی کے
 وہ ہنوا اور مین جیون پہنات
 او سکی مین قتل کی خبر کو سنون
 جب تو رحمت ہی عشق کو میری
 نرکس جادوئی سنی جو کلام
 کہا او سنی کہ کیا یہ کہتی ہی تو
 وہ سلامت رہی تیرا دم ہو
 یہی ہی وقت آڑی آنکا
 ہم تم اک روح اور دو قالین
 تیری جینی سی نیت میری ہی
 ایک مین ایک میری خواہی
 باطنی تجھی او سکو الفت ہی
 او سکو جا کر ابھی مین لاتی ہون

مین ہی کچھ سوچو ہوگی اب کیا
 عاشقی سی بہت پیہ وورہی با
 چاہی جان پہلی او س سی دن
 ورنہ عاشق مین یون تو بہتیری
 غم سی روی کمال وہ ناکام
 خیر ہی تجھ کو گلشن جادو
 ملکی تو او س سی شاد و خورم ہو
 دن ہی الفت کی پیہ دکھانی کا
 ساحر آگاہ اس نئی سب مین
 جان تو ایک میری تیری ہی
 مجھی خوبی مین لا کہہ بہتر ہے
 پتری عاشق بدل نہایت ہی
 ایسی عیاری اب بناتی ہون

جس سی عیار چھوٹی وہ چھوٹی
 وہ ہی محی شعور مند زیاد
 جو کھی مٹی تم وہ کام کرو
 کہہ کی یہ او سکو جا کی لی آئی
 اپنی تبدیل اوسنی کی ہیئت
 اور اوس اپنی شکل پر لائی
 آپ منظور قید خانہ کیا
 نوکل جادو نام تھا اوسکا
 اوسنی خواہر ہی پہر کھی یہ بات
 پہلی سید ہی اوس جگہ تو جا
 جبکہ عیار قید سی پت جابی
 چلین و نو وہان سی عیار ا
 اوس صورت سی گلشن جادو

اپنی دلبر سی تو مزی لوٹی
 سخن میں رکھتی ہی کمال سواد
 اوسمین ہرگز نہ کچھ کلام کرو
 خوب تدبیر اوسنی ٹہرائے
 گلشن جادو کی بنی صورت
 خوب عیاری اوس سی بن آئے
 گلشن جادو کو رو انہ کیا
 یہی عیاری کام تھا اوسکا
 قید عیار ہی جہان مہیات
 اوسکی شکل آپ بن کر اوسکوڑا
 وہی کرتا جو کچھ کہ شجوبتائی
 سوئی نندانِ غم قدم مارا
 ساتھ اوسکی ہوئی بنی بازو

برق رفتار تھا جہاں عیار
 چو کی ہتی ساحر و کی ہا جی شہ
 یہ او و ہر دو تو باتیں کرتی چلین
 چو کیداروں فی یہ کہا جسم
 دل میں اس وقت آیا اپنی ہی
 ایسی نادان تم بہلا کیا ہو
 ٹوکتی ہو بنی ہو دیوانی
 سمجھی وہ دل میں انسی برہنہ
 سب یہ بولی کہ آؤ آؤ تم
 درِ زندان پہ کھین دو نو
 کچھ نہ ایسی جدا ہتی جاو و گر
 کہ کی سب سی تپاک یکدیکر
 ز گس جاو و جب کہ در آئی

پہنچی دو نو یہ سیا جڑہ اکبار
 آنی جانی کی ہتی بہت تاکید
 پاؤں وڑ وڑ کی اپنی ہر چلین
 کون او ہر آیا ہی یہ بولین ہم
 دیکھنی چکی قید یو نکو یہ
 کیا نہیں عسی تم شناسا ہو
 ہم یکانی ہن یا کہ بیگانے
 اپنی جسم بس ہن یہ غیر نہیں
 غصی میں آکی پہر نہ جاؤ تم
 دیر تک ہم سخن رہیں دو نو
 ایسی سب آشنا ہتی جاو و گر
 کنجی لی اور کہو لا قفل ویر
 بز کی صورت اوسی نظر آئی

کیا پہلی تو او کو بڑی شہر
 یلکی عیار کہ وہ دُنو پیرین
 آئین اسجا پہ دیکھا حال خرا
 گلشن جادوئی کیا یہ طور
 آپ قمر کی بن گئی وہ شکل
 کہہ دیا دُنو تم یہ کام کرو
 ہتھاجان توشی خانہ ذہن کا
 آئین واروغہ کی یہ باہم پاس
 جاؤ ذہن فی اب بلایا ہی
 وہ موم ہی قتل مہر پرور کی
 تم وہانسی جو پیر کی آوگی
 جب کہ واروغہ ہو گیا رہی
 قتل صندوق جلد وایہ کجے

اور مہر ہی نہ پیر وہان ہ مہر
 جہان قمری ہتی او سبکہ و گھین
 گوش زد ہو گئی نفیر خواب
 پنجرہ قمری کالی لیا فی الفور
 اور او کی بنائی اپنی شکل
 لوح صبا ہو ڈھونڈ لو او کو
 خالی از کار عقل احمق کا
 اور کہا تمکو کچھ نہیں دسواس
 صبح کا وقت ہو فی آیای ہی
 کرو طیار سی جلد سب گہر کی
 اسی جاسکو بیٹنی پاؤگی
 بات یہ انکی عقل فی چاہی
 ایجنتی لوح مدعنا کیجے

قتل کہو لا جودل میں یہ کہکر
 نوبان سبکو کر لیا پہنان
 اوس جگہ سی چلی ابد تجھیل
 ساحر و کا تھا ازو ہا مہ جہان
 ماہ پیکر چہا وہ وزونکی فوج
 چہا تارونکی ماہ لیکر فوج
 ہوا ذہن ہی آکی داخل زم
 یکجہی قتل محسوس پرور کو
 مہر پرور کا جب قفس آیا
 کہا فرست نہ انکو لینی دو
 یا سمن فی جو دیکھا یہ انداز
 صبر و ہوش و حواس جانی لگی
 ساحر و نکلی صلاح یہہ تھیری

لیت لی اور وہ لہی جس
 تاکہ ہرگز نہ کہی کو ہی دہان
 کہ رہی ہتی کمال رات قلیل
 او نہیں آہنی یہہ ہی و نو و ہا
 مہ کا آسمان پر ہوا اوج
 مہر کا ہو گیا فلک پر اوج
 ٹہرا اوس ناچار کا یہہ غم
 چوڑی پیر نہ ساری لشکر کو
 اور عیار کو بسے بلوایا
 گلشن جادو کو بھی قتل کرو
 رنگ چہری سی کر چلا پرواز
 غش غش او سکو غمی آنی لگی
 یکجہی انکی صورت سے

چاہتی ہتی کہہ دے سحر کرین
 کہ ہوا نعرہ مہر پرور کا
 وہاں ہر عیار کا ہوا نعرہ
 رخِ ذہن پر مرد فی چائی
 لیکلی خنجر یہ سب تھے جاہلی پڑی
 سحر جو جو کی کرتی تھی ساحر
 فکرِ سحر اس طرف بہت سی کی
 نرگسِ جادو گلشنِ جادو
 نوکلِ جادو یا سمنِ جادو
 جانینِ قربان او سپہِ کرتی تین
 برقِ رفتار کو جو ہوش آیا
 ہو کی خنجر کھنکھتے جد ہر کو پہرا
 دو کی خنجر سی گرچہ کام ہو

بعد اسکی گلی پہ تیج و ہرین
 دم کیا بند ہر شکر کا
 گلشنِ جادو فی کیا نعرہ
 اوس سحر کی قصہ آئی
 شیر و باہو پیر بس آہی پڑی
 لوحِ کردیتی تھی اونہیں آخر
 یا سمنِ ہی شرمیک مہر ہوئی
 یہ بھی نو تہین کیدل و کید
 فوج سی لڑتی تہین بہم کیسو
 اسکی بدلی وہ آپ مرتی تہین
 منہ وہاں تہہ و نکاہر سا یا
 ایک دو چار کو گرا ہی دیا
 لوح سی سیکڑوں تمام ہوئی

پڑ گئی ایک طلسم میں ہل چل
 ہو گیا ساحر و کونو خوف مصدا
 سب فنا ہتی نکوئی تھا باقی
 مھر یورنی گھیرا ذنق کو
 عرض کی باندہ کر یہ ہاتھو نکو
 سب بڑا بول میری پیش آیا
 دل ہوا پھر طلسم پر مائل
 یون کیا اوسکا پھر گناہ معاف
 سیر کی پوچھا سارا حال طلسم
 لایا ذنق بعد قتل ایمان
 پڑ ہی کلمی نہی لائی ایمان سب
 پھر ہی باطل سی حق ہوا آگاہ
 نیک باتوں کا سب کو ہنسا قرار

کئی نامہ ذریعہ و برفو سی گل
 مہر فی گرویا وہ مطلع فصا
 ایک ذنق ہی رہ گیا باقی
 کچھ نہ بن آئی بات احمق کو
 بہہ گنہگار کا گنہ بخشو
 کیا تھا جیسا ویسا ہی پایا
 ساتھ لیکرا سی ہوا داخل
 بیسی بندی سی ہو مسلمان صفا
 کیا تہنی میں اپنی مال طلسم
 ساری دن ساروں لی پائی جان
 ہو سی کافرو ہاں مسلمان سب
 کہا سچہ لا الہ الا اللہ
 جا بجا مسجد میں ہو تین طیار

گلشن چلند و ہتی جریہ چارنی
 مژدہ فتح سبکو جا پہنچا
 وہی ذہن کو تخت و تاج دیا
 حکم ذہن کو پہر بلا کی دیا
 انکی بس کہنی کا بہانہ ہوا
 ساتھ ہتی ساحران چاکہ دست
 شہرین کوہ مین بیابان مین
 ہفت اقلیم چان ڈالی ہتی
 پہر تا پہر تا کہاں کہاں نکیا
 بحرانی و محنت بسیار
 اوس جگہ پر لگا تپا اوسکا
 چین کی ہی قریب جو ماچین
 ہی مہیب اور وہ نہایت قلب

لگی دعوت کی کرنی طیار سی
 ساتھ زہرا کی شکر آ پہنچا
 پیشکش اوسنی پیر خراج کیا
 ماہ پر دین کا کچھ تبا و پتا
 ڈھونڈ ہنی کو وہ خود روانہ ہوا
 سبکی سب ہتی جوان چاکہ دست
 ڈھونڈتا تھا ہر ایک زندان مین
 کوئی جاگہ نہ اوس سی خالی ہتی
 ہتی جگہ کو سی جہان نگیا
 لگا ایک جا سراغ آخر کار
 نہ ہوا کا بھی ہو گد زبس جا
 کہتی ہین لوگ اوسی خبر چین
 ہوش افسان ہو دیکھ کر جی سلب

او سکی مضمیٰ میں سب وہ سرحد
 سحر پر او سکو اپنی دعویٰ ہی
 نام شہباز او سکا ہی مشہور
 ماہ پروین کا ہی وہ عاشقِ ار
 ماہ پروین کی جو محبت تھی
 کسی صورت نہ ہاتھ آتی تھی
 بلنی کی او سکی کہات کرتا تھا
 یہ نہ ہی ہی قدرتِ قضا و قدر
 آیا بکروہان وہ مثل عقاب
 تہ میں دریا کی او سکو رکھا ہی
 وصل کار و زار و سی طالب ہے
 کر مار و زار او سکی دلہا رہی
 روز و صلت پہ وہ ہی آمادہ

سحر او رہا جڑی میں جو بدی
 ساری وہ ساحر و نین کتانی
 او سکو اپنی کمال پر ہی غور
 زور او سکا نہ چلتا تھار نہار
 اور زہم اسی اک عداوت تھی
 اسکی بس اوسپہ جان بتاتی تھی
 شب کو دن نکورات کرتا تھا
 چڑھی وہ سن وہ گہات کی او پر
 لی کیا او سکو بس او ٹہا کی نشا
 و نل او سجا نہیں کیسا ہی
 وہ ہی مغلوب اور یہ غالب ہی
 اور او سکو ہی اس سی بڑا ہے
 جان مینی پہ ہی یہ استادہ

خیر کار بیان نہیں اقرار
 جب بہت تنگ اس سی آتا ہی
 ہوا اسکی وہ جنگ کا در پی
 ایک دن ل بہت جو تنگ آیا
 نہیں تجسی کنار ا ہی محکو
 تجکو ہر دم جوین کر پاتی ہوں
 اک مہینی کی اور وی مہلت
 بعد اسکی نہوگی پھر تکرار
 سنکی یہ دل میں اپنی شاہو
 سبھا یہم ہی کہ مجھ پر مرقی ہی
 کہا اوسنی کہ اسپہ راضی نہ
 اب تو محکو ہی فکر استقبال
 تو تو اعلیٰ ہی اور میں کم ظرف

روز و شب ہی ہم یہی تکرار
 بر سر جنگ اس سی آتا ہی
 ماز میں رنج سہتی نہہ تاکی
 ماہ پر وین فی اس طرح سی کہا
 تجھ سو اگون پیارا ہی محکو
 ماز و انداز یہہ دکھاتی ہوں
 محکو ایذا نہہ کسی صورت
 میں تیری ماز ہوں تو میرا پار
 دعویٰ دوستی زیادہ ہوا
 فی الحقیقت کہ ماز کرتی ہے
 حال ماضی پر رنج کیون میں ہوں
 تیری اس امر میں نہیں ہی طال
 عمر کی مینی تیری عشق میں ف

یہی تو صیغہ محبت ہے

نفی قول اب نہ کیجیو میرا

تسکین نہ ہو نگا ایذا پر

یتری اقرار پر کرونگا عمل

سبھایہ وعدہ نکسین نہیں

ہین خفیہ اپنی درد و غم کی جودن

کہا اچھا مجھی گوارا ہے

وعدی میں ایک روز باقی تھا

انہیں فعلو ہنی تیکو راحت

تو فی اسبات سی تو تنہہ سہرا

سج ہوتا ہی امر بجا پر

لن ترانی نہ پھر ہوتا ہوخل

گو بہت ہی یہ کہہ قلیں نہیں

انکا کٹنا ہی ہر طرح ممکن

یتری کہنی سی کب کنار ہی

کہ سیرلی کی ذہنت آہنچا

رفتن مہر پرور برای رہائی ماہ پر وین آوردن آن مع

گلشن جادو و نرگس جادو و یکجا بعیش و عشرت بسر کردن

جام می بہر کی دی تو ہی ممکن

دلی بولی کہ زندگی ہی ہیچ

تم ہو مصروف عیش و عشرت میں

ساقیا جام وصل کا ہی نہ

مہر پرورنی جب سنی یہ ہیچ

ہوئی محشوق اس مصیبت میں

خاک اس عیشین باد وانی پر
 کہا ذہن نہی اب ہی کیا تدبیر
 تہ دریا میں تلو پہچا وون
 لیجی ساتھ چار سو سا بحر
 نہ کسی اور سمت جانی دین
 کس لئی سحر سی ہی وہ غافل
 جب وہ باہر کہین کو جاتا تھا
 کرتا تھا اس شدید قید میں بند
 کیا کہون میں کہ یہ کہاں آئی
 جب کہ ساحل پہ شہر جا پہنچا
 ساحری میں جو تھی بیت بیاک
 گیتا دریا پہ سبکو استادہ
 سا و سکا وعدہ وہاں تمام ہوا

خاک ہی ایسی زندگانی پر
 بولا چلی بیگان سی بی تاخیر
 اوس تگر کی شکل دکھلا وون
 ہو وین وہ خوب سحر سی ماہر
 اسکو سب جاتی ہی پکڑ لیون
 واقف حال وہ نہیں جاہل
 قید میں اسکو چھوڑ آتا تھا
 جس سی ہوتی تھی اسکی جی کو گزند
 دم میں مثل ہوا بیگان آئی
 اب یہہ تھا قصد دیکھنی دریا
 چار شخص او بنن تھی بیت سفاک
 پانچون تہ میں گئی وہ آمادہ
 وعدہ عمر بیان تمام ہوا

لہ پڑین کا حال تھا تھیں
کتنی ہی کہ بنین بن آتی ہی
یا نا نام چارہ سورہ جا
نہین معلوم ہی محکو بیان
میں غفلت کی استدر آتی
ہ گیا ہی یا گیا کدرا
موت کی میری اب ہی طیار
بحر میں کمال حیرت تہ
بنا پرتا ہما ہ طرف شہال
پانچون پہنچی وہ تہ میں دریا کے
تاکہ وہ اسی جال میں مر و و
سحر کا پانچون نی بچا یا جال
باہر آتا ہا و خوشی کی تہ

کتنی ہی بان مابین تہ
جان ہی آبرو بہن جاتی ہی
بان یہ جای آبرو و بنا
مہر پرور یہ کیا ہی وہان
میرے ایک زلی خیراوستی
نہین معلوم حال کیا کدرا
رحم کر رہم خالق بارے
نہر نہ ہا کی و کو وقت تہ
شا و تھا اپنی زلیں بد اعمال
ایک گوشہ میں چپ کی پس جانے
قبضی میں کبھی کو ہ مقصود
ہوا شہال کی لہی حیل
کہ وصال اب ہی اوس کی ساتھ

او سبط و خوامش کنار و پس
 او س لعین کو سو جہا اپنا مال
 الغرض او سکو جال میں کنہیا
 جالکی کافی فی کیا بہ غیب
 ایسا کاٹا لگانڈ ہال ہو ا
 بہو لاسب سحر و ساحری اپنی
 نکلا خشکی پہ جب تریسی و ہ
 لب تو تہی بند سحر کیا کرتا
 لاکھ تر پاپہہ خال میں اچھلا
 آیا ذہن پٹی مبارک پاد
 ماہ پروین کو قید میں ہی س
 دسی کہتی تھی اسی خدای کریم
 مہر پرور سی کہتی تھی وہ ملال

پانچون بیٹی تھی اس طرف خاموش
ہر گہڑی مین ہی اور ہی گہڑیاں
وہ پہنجا جب اید ہری کہنچ لیا
چھیدی مہلی کی طرح دو نولب
بی چہری کی گلا حلال ہوا
سر و پاکی بھی کچھ خبر نہ رہے
سخت مضطربا بی پر سی وہ
جان کی اپنی تہا دعا کرتا
حوب اسکا سہون فی سر کھلا
مہر پرور کا دل بکمال تہا شاد
فتو موس کوئی رفیق نہ پاس
بہج یاور کہ ہون کمال سقیم
سن چکی تھی تمام اسکا مال

کہتی ہتی او سکو میری کیا پروا
 اسین بنت فی اوس سی آ کی کیا
 کبھی غوا سی جلد چستی سی
 اوس دُر عصمت و شرافت کج
 منقض ہو چکا ہی و عدا کا دن
 جلد پل کر نکال لاؤ اوس
 کہا اسی کہ عین بہتر ہیے
 کیا کہون بات مہر پرور کی
 گیا وریا میں لکی جبکہ انیس
 کہ نکل ہی سحر سی طیار
 چاہی جو جهان تکلف ہی
 ایک صندوق جو نگارین ہیے
 کرتی ہی ہا ہی ہا ہی ہستہ

او سکا بے عشق مہی ہی لٹہ ہا
 بطنی وریا ہی پھر تہ وریا
 موتی بطن صدف سی تانگی
 بحر و خار سی نکال ہی لو
 وہ جو مر جائی تو یہ ہی ممکن
 آبِ اریسی اب جلاؤ اوس
 حاضر اب اس پہ مہر پروری
 سحر کی اوسنی سب مہم سر کی
 دیکھا ایک موتی کا مکانِ نفیس
 خیرگی آنکھہ کرتی ہی ہر بار
 ہر طرح کا وہاں تکلف ہی
 اوسی میں میتہ ماہ پروین ہے
 آ رہی ہی صدا ہی آہستہ

کہہ نہی تہی بگریہ و زاری
 خلق سی ہا دل ملول چلی
 ضبط افسی نہو سکا ز نہار
 آنکہہ کی سوتی نہ
 گئی جند

جسہ صدقہ شمار رہتا تھا
 ای فلک تو نی کیا کیا افسوس
 یہ بھی کز دش نصیب اپنی
 جلد صندوق واکیا اسنی
 لب پہ شکل سی آہ آتی ہی
 نا تو افسی جان باقی ہے
 رنگ فی یہی جلا دیا اوکو
 نا توانی سی ایسا ہی عالم

ای اجل آگہ زیت ہی بہاری
 وقت یارین ہمیشہ جینے
 خوب یہہ روی شل ابر بہار
 بہا دریا میں اشک کا دریا
 سر کو دی پکا کھلی و افسی
 جسہ میرا یہہ پیار رہتا تھا
 او سکا یہہ حال کرویا افسوس
 دوستی ہو گئی رقیب اپنی
 کیا کہون دیکھا حال کیا اسنی
 فقط ایک سانس آتی حاتی ہی
 پوست اور استخوان باقی ہی
 عشق فی یہی گھلا دیا اسکو
 کہ او کھڑتا ہی بات کرنی منم

نام باقی نہیں ہی طاقت کا
 مثل یعقوب عشق بوسے میں
 زکسی آنکھوں کا وہ حال نہیں
 ابرو وینچن کچی نہیں ہرگز
 گل سا چہرہ وہ سرخ گام نہیں
 رگ گل سی جوتھی کمر باریک
 بڑھ کی ناخن ہوئی مین بدرکنا
 حال ہر عضو کا ہوا ایسا
 ہتی کلائی جو ہیر سی شفاف
 رنج و غم سی اوس سی توسل ہی
 مہر پرورنی جب بہت کی غور
 جو مین صندوق سی کیا باہر
 مہر پرورنی جب توڑی آواز

غلبہ ہی ضعف کا بقا بہت کا
 رات دن وقتی ہی تاسمین
 وہ نہیں حسن وہ جمال نہیں
 ہونے لست مین کہیں ہرگز
 گلے تیر ہی طاقت کلام نہیں
 بال ہی ہی زیادہ تر باریک
 پیچ و پیچ مین گندہ ہی ہ بال
 ہاتھ پاؤں مین دم نہیں گویا
 نیلی نیلی رگین عیان مین صاف
 وہ ترقی گئی تنزل سی
 کہا شکل ہی اسکی ریت کا طوطا
 غش سی جان اسکی گئی کلبہ
 ماہ پروین یہ کیا کیا انداز

